اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
مگر ان کے جسم کی کب ثانی ہے
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
لقد جاءکم رسول من انفسکم
البرهان الالطف
فی
لطائف
سید الالطف ﷺ
مرتبہ
طارق محمود نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اہل اسلام پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مقصود کائنات ﷺ تمام مخلوق میں صرف لطیف ہی نہیں بلکہ الطف، انفس، افضل، اکمل، اعلیٰ اور احسن ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔لقد جاء کم رسول من انفسکم (التوبہ:۱۲۸)

شیخ شہاب الدین الدمیاطی رقمطراز ہیں: ابن محیص کی قرات میں "انفسکم" فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے اور یہ نفاست سے ماخوص ہے۔(روح المعانی، ج۶، جزء ۱۰، ص ۵۱ مکتب امدادیہ ملتان)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس، ابوالعالیہ، ضحاک، محبوب، ابوعمرو نے بھی نفاستہ سے مشتق قرار دیتے ہوئے فاء کی زبر سے پڑھا ہے یعنی "انفسکم" اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خاتون جنت کی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی قرات ہے۔(اللباب، ج ۱۰، ص ۲۴۸ و دیگر کتب تفسیر)

اس قرات کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کا الطف و انفس یعنی سب سے بڑھ کر لطیف، سب سے زیادہ نفیس اور افضل و اعلیٰ ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

لیکن شومئ قسمت کہ اس فیصلہ قرآنی کے باوجود بعض لوگوں نے علم کی تعلّی میں آ کر لطافت مصطفےٰ ﷺ نفاست مصطفےٰ ﷺ پر انتہائی غیر ذمہ دارانہ کلام کیا جو کہ قطعاً قابل التفات نہیں۔

لہٰذا ایسی واضح تعلیمات اور روشن دلائل کے باوجود لطافت مصطفےٰ ﷺ کے عقیدہ کا انکار کرنے والے کی عقل پر ماتم کے سوا کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال اسی مسئلہ کی وضاحت کے لیے محقق اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی طارق محمود نقشبندی صاحب نے قرآن، حدیث، اجماع امت اور اکابر ائمہ سے جو دلائل و براہین پیش کیے ہیں وہ آپ کا ہی حصہ ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت مسلمہ کے عقیدہ کے لیے نافع فرمائے اور قبلہ مفتی صاحب کو کتاب کی قبولیت عامہ وتامہ کے ساتھ جزائے خیر عطا فرمائے۔(آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ)

احقر العباد: مفتی فدا حسین رضوی (ناظم اعلیٰ جامعہ علی ابن ابی طالب، اسلام آباد)

اپیل

راقم کواپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا پورا اعتراف ہے نیز عدم صحت و توفیق اور دیگر بہت سے عوامل و عوارض کے باعث لطافت کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کاوش سے قاصر اور صرف حاصل شدہ مواد کو بلا کسی تبصرے کےجمع کرنے تک محدود رہا۔ اس لیے یہ شذرہ ارباب تحقیق و دانش کے حضور بطور اپیل پیش خدمت ہے کہ وہ اس عنوان کو اس اسلوب سے شرح و بسط کے ساتھ افادہ عامہ کے لیے انتہائی آسان اندازمیںمدون کرکےمنظر عام پر لانے کی طرف توجہ فرمائیں۔ اس شذرہ کی اشاعت میں جن حضرات نے جس طرح کی بھی راقم کی حوصلہ افزائی فرمائی ان تمام حضرات بالخصوص مفسر قرآن ، مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمود حسین شائق ہاشمی اطال للہ عمرہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے گوناں گوں مصروفیات کے باوجود نظر ثانی اور اصلاح سے راقم کی دلجوئی فرمائی۔

طارق محمود نقشبندی (گوجرخان،ضلع راولپنڈی پاکستان)

انتساب

راقم اس سعی کو

قطب صمدانی، قندیل ایمانی، امام ربانی،

حضرت مجدد الف ثانی، **شیخ احمد فاروقی سرہندی** رحمۃ اللہ علیہ

اور اپنے جمیع اساتذہ بالخصوص للکارِ اعلیٰ حضرت

جامع معقول ومنقول شیخ القرآن والحدیث حضرت

پیر سید محمد زبیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف منسوب کرتا ہے جنکے ابر غیرت نے مجھ تہی دست واجڑ کے جذب ِدروں کو ارتعاش وجلا بخشی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے عظیم عطا فرمائے اور فیضان کو دوام تا قیام بخشے

خویدم اہل سنت

طارق محمود نقشبندی

۱۴ اکتوبر ۲۰۲۱ء، بروز پیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاثرات

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہر اعتبار سے خصوصیات رکھتے ہیں۔آپ کی خلقت نرالی ہے۔آپ کی ولادت بے مثالی ہے۔آپ کی بعثت کمالی ہے۔آپ کی لطافت جمالی ہے۔

آپ ﷺ اول بھی ہیں، آخر بھی ہیں، ظاہر بھی ہیں، باطن بھی ہیں۔آپ احمد بھی ہیں، محمد بھی ہیں۔خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے آپ ہیں۔لہذا احمد ہیں۔آپ کے خالق و مالک نے آپ کی سب سے زیادہ اور ہر وقت، ہر لمحہ تعریف کی ہے، کر رہا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔اس لیے آپ محمد ﷺ ہیں۔

آپ کا سایہ نہ تھا۔آپ کا چہرہ گویا چاند اور سورج سے زیادہ حسین تھا۔آپ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھی۔

اللہ بھلا کرے مفتی طارق محمود نقشبندی صاحب کا کہ رسول اللہ ﷺ کی لطافت کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کر کے اہل محبت کی روح کو تازگی اور ایمان کو جلا بخش دی ہے۔دل کی گہرائیوں سے دعا ہے" اللہ پاک آپ کو اہل ایمان کی طرف سے جزا دے" آمین۔

پیر سید مفتی محمود حسین ہاشمی

۷ نومبر ۲۰۲۰ء

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم
امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"
صدق اللّٰہ العظیم

انسان کی عظمت

اللہ خالق تعالیٰ نے خلاصہ موجودات، عجوبۂ کائنات، خلقت بیدی، و نفخت فیہ من روحی کے شرف دار، اپنی قدرتوں کے شاہکار انسان کو جب پیدا فرمایا اور اس کے آگے سجدۂ تحیت بجا لانے کا حکم دیا تو ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے احسن تقویم انسان کو بشرِ محض سمجھتے ہوئے تحقیراً کہا "ءاسجد لبشر" کیا میں بشر کو سجدہ کروں؟ صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ ابلیس نے کہا میرے حال کے منافی ہے کہ میں ایک کثیف جسم (حضرت آدم) کو سجدہ کروں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا جو تمام عناصر سے لطیف اور اشرف ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان دس اجزاء کا مرکب ہے پانچ کا تعلق عالم خلق سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم اَمر سے۔ ان سب کی خصوصیات و جامعیت کی وجہ سے روح انسانی کو خلافت کا مستحق ٹھہرایا اور نور معرفت کو نار عشق کا اہل قرار دیا گیا جس کی وجہ سے اس کو بے کیف معیت کا مقتضیٰ بنایا گیا۔ جس پر حدیث پاک المرء مع من احب دلیل ہے اس جامعیت کی بنا پر انسان کو تجلیاتِ ذاتیہ، اور صفات ظلالیہ کا مہبط بنایا گیا اللہ تعالیٰ نے روح کو اپنی طرف مضاف کیا کیونکہ روح انسانی اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق ہے جو غیر مادی ہے اس میں معیت و تجلیاتِ رحمانیہ کے قبول کرنے کی استعداد ہے دیگر کسی غیر انسانی روح میں یہ خاصیت نہیں۔ اس

وجہ سے حکمت الٰہیہ متقاضی ہوئی کہ اس کو قبلہ ومہبط بنایا جائے تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی طرف جھک کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مسجود الیہ تھے۔ مسجود لہٗ نہ تھے جیسے کعبہ شریف کو انسانوں کا قبلہ بنایا کہ منہ کعبہ شریف کی طرف ہوتا ہے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو کہ وہ مرکز تجلیات الٰہیہ کے ساتھ مختص ہے۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا کیونکہ وہ معیت مذکورہ کا ادراک نہ کرسکا۔ (تفسیر مظہری جلد ۵) صاحب تفسیر مظہری کے ارشاد سے ثابت ہو رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف کثافت کی نسبت کرنا یا ان کی بشریت الطف وانور میں کثافت تاڑنا ابلیسی فعل ہے۔

الفاظ بشر اور کثافت کی تاریخ

تاریخ کائنات میں سب سے پہلے نبی پر لفظِ بشر بولنے والا اور روزِ اول سے انسان اول کی تحقیر کرنے والا شیطان لعین ہے جس نے بشریت کو لائق تعظیم نہ سمجھتے ہوئے ہدف تنقید بنایا اور "خلقتہ من طین" کی پھبتی کستے ہوئے انسان کو محض ثقیل وکثیف خیال کیا انسان کے بارے میں ثقالت وکثافت کا غلیظ نظریہ گویا قدیم شیطانی جاہلانہ نظریہ ہے جسے شیطان ہر دَور میں اپنے نئے چیلوں کے ذریعے مختلف پیرایہ واسلوب میں بڑی راز داری سے پھیلاتا رہتا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ازلی دشمن کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور اپنی ہی جڑوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جن احمقانہ وگستاخانہ کردار اور ضال ومضل کفرانہ گفتار وافکار کے باعث ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیا ان نظریات کو اپنانے سے ہمیں مقبول کیونکر بنائے گا؟ حالانکہ حق یہ تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شیطان کو دھتکارتے اور اس کے ملعون ومبغوض تصورات وخیالات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے۔

صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ عجلت وجلد بازی شیطانی سرشت ہے اس لیے شیطان نے انسان کے ظاہری بشری تخلیقی تدریجی عمل کو دیکھتے ہی متکبرانہ انداز میں کہا "**خلقتنی من نار و خلقتہ من طین**" (اے اللہ) تو نے مجھے لطیف آگ سے پیدا فرمایا اور انسان کو کثیف مٹی سے۔ حالانکہ عناصر اربعہ (آگ، پانی، ہوا، مٹی) کے جواہر سے انسان کو پیدا کیا گیا اور جواہر تمام

لطیف ہیں کہ وہ ارواح کی تلچھٹ سے بنے ہیں اس لیے عناصر اربعہ میں بھی عالم ارواح کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور عالم ارواح انتہا درجہ کا بسیط ولطیف ہے کہ ارواح امرِ ربی سے پیدا ہوئیں جوکہ عرش سے بھی زیادہ لطیف ہیں بلکہ لطیف محض ہیں۔اس لیے انسان کی روح کی لطافت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔روح کہتے ہی کسی چیز کے عطر، نچوڑ اور لطیف جوہر کو ہیں اس لیے وہ حد درجہ لطیف ہے۔

انسان میں کثافت دیکھنا شیطانی فعل ہے

حور وغلماں، ملائکہ اور تمام ارواح بغیر کسی تدریجی نشوونما کے فی الفور ظہور میں آئے اور اب ان تمام کا وجود ابدی ہے۔ازلی کے لحاظ سے یہ مخلوق ہیں جبکہ ابدی کے لحاظ سے غیر فانی۔اس حقیقت کا ادراک شیطان نہ کرسکا۔اس نے انسان کو کثیف محض خیال کیا۔
(ملخصاً مظہری، جلد ۵ /تفسیر حسنات، جلد اول)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ارواح پیدائش کے بعد بالاجماع جاوید و ابدی ہیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۹)

نظریات غلط ہو جائیں تو رہنمائی نہیں گمراہی فروغ پاتی ہے،سوچ متزلزل ہو جائے تو حقیقت نہیں جہالت و دروغ گوئی پروان چڑھتی ہے۔جس کا نتیجہ بالآخر تباہی اور رسوائی ہوتا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فاخرج منها فانك رجيم"۔(سورہ ص:۷۷، پارہ ۲۳)

مذکورہ بالا تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ انسان میں کثافت تاکنا شیطانی فعل وعادت ہے۔حالانکہ مٹی (یعنی جوہر مٹی) تمام عناصر اربعہ سے افضل ہے۔(تفسیر نعیمی، جلد ہفتم) انسان نہ تو خاک ومٹی کا عین ہے نہ خاک ومٹی اس کا عین جیسے ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نور ملائکہ کا عین ہے بلکہ اس کا مقتضیٰ صرف یہ ہے کہ نور ان کا مادہ تخلیق ہے چنانچہ شارح شرح عقائد نسفی علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والمراد بالنور مادة نورانية الطف واشرف من النار" کہ نور سے مراد لطیف مادہ ہے جو آگ سے اشرف والطف تر ہے۔نور ایسے چمکدار جوہر کو کہتے ہیں

جس میں کثافت و گرمی بالکل نہ ہو صرف لطافت ہی لطافت ہو خود روشن ہو اور دوسرے کو روشن کرے فرشتوں کی پیدائش ایسے ہی چمکدار نوری جوہر سے ہے جس میں گرمی و کثافت مطلقاً نہیں ۔

اسی طرح دانہ عین مٹی سے نہیں بلکہ مٹی کے اجزائے لطیفہ دانہ کو ہر طرف سے اپنے احاطہ میں لیتے ہیں تو تب وہ اُگتا ہے نیز جوہر یا اجزائے لطیفہ کو مٹی میں کوئی نقصان و تغیر ہرگز نہیں پہنچتا خواہ کتنا طویل عرصہ مٹی میں رہیں ۔

قلب اور قالب

اسی طرح روح کا بھی معاملہ ہے کہ وہ عرض نہیں ہے بلکہ جوہر ہے کیونکہ روح اپنے آپ اور اپنے خالق تعالیٰ کو پہچانتی ہے اور معقولات کا ادراک کرتی ہے ۔ جبکہ عرض میں یہ صفتیں نہیں ہوتیں ۔ روح جسم بھی نہیں کیونکہ جسم تقسیم کو قبول کرتا ہے جبکہ روح منقسم نہیں ہوتی کہ وہ انتہائی لطیف ہے اور جہات سے بھی پاک ہے ۔ روح سراپا سنتی اور دیکھتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ انعم اللہ کا اعزاز رکھنے والے حضرات مزکیٰ و مصفیٰ کی لطیف بشریت روح کے لیے حاجب نہیں ہوتی ۔ ان کی روح دیکھنے کے لیے بشری آنکھ کے کھلنے کی محتاج نہیں البتہ کفار اور گنہگار کی ارواح ادراک کے لیے حواس کے ذرائع کی محتاج ہیں ۔

لفظ بشر بلا انضمام تعظیم

حضرت آفتاب گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہیے ۔ کہ بوجہ شیوع عرف وقصد فرقہ ضالہ صرف لفظ بشر کہنے میں ایہام امر ناجائز کا ہے ۔ (فتاویٰ مہریہ، ۵)

لغت کے لحاظ سے لفظ بشر کا معنیٰ ہے چمڑا، ڈھانچا وغیرہ اس چمڑا و ڈھانچا کو بھی کسی کثیف چیز سے نہیں بلکہ خالق تعالیٰ نے کمال قدرت و حکمت سے مفرد اور مرکب اجسام کی تمام لطافت لے

کر اسے نباتات کی غذا بنایا پھر نباتات میں جو سب سے زیادہ لطیف تھا اُسے حیوانات کی غذا بنایا پھر ان میں جو لطافت تھی اُسے انسان کی غذا بنایا پھر انسانی غذا کی لطافت سے انسان کا بدن (چمڑا و ڈھانچا) بنایا پھر بدن کی لطافت سے قلب کی صورت بنائی گئی نیز خون کا جوہر بھی گوشت کے جوہر سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ لہذا جسم بشری کو کثیف کہنا باطل نظریہ ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کافراں گفتند احمد را بشر
ایں نہ دانستند آں شق القمر
گر نہ فرزندِ بلیسی اے عنید
پس بتو میراثِ آں سگ کے رسید

(ترجمہ) کہ کافروں نے ابلیسی بولی بولتے ہوئے حضور سراج منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا یہ نہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر کھڑے ہو کر آسمانی چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اگلے شعر میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے نبی کے دشمن اگر تو ابلیس کا بیٹا نہیں ہے تو اس کی وراثت تجھ تک کیسے پہنچی ہے کیونکہ نبی کو بشر کہنا تو ابلیس کتے کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ءاسجد لبشر

علامہ پیر محمد چشتی پشاوری نے واضح الفاظ سے لکھا ہے کہ عند الشیوع عرف لفظ کثافت بولنا غلط ہے لہذا اس لفظ کا موہوم تنقیص اور ایہام امر ناجائز ہونا مبرہن ہو گیا اور توبہ فرض۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ اجسام کا انحصار صرف رؤیت (دیکھائی دینے) والے اجسام میں نہیں بلکہ غیر مرئی اجسام اور اجسام مثالی بھی حقیقت رکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸)

عالم اجسام کی اصل پانی ہے اور پانی لطیف ہے کہ ہر شکل اختیار کر لیتا ہے رب تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "وجعلنا من الماء کل شی حی" پانی لطافت کے باعث ہوا بنا، ہوا گرم ہو کر آگ بنی، آگ کے دھواں سے آسمان بنا، پانی کی جھاگ سے زمین بنی۔

(مرات شرح مشکوٰۃ، جلد ۷)

ارواح کی لطافت

اسی طرح ملکی ارواح کی لطافت سے انسانی ارواح بنیں پھر انسانی روح کی لطافت سے قلب کی جان کو بنایا گیا یوں قلب جسمانی اور روحانی دونوں عوالم و حیثیات کا جامع و خلاصہ ہے اس لیے قلب کو ایمان، معرفت کا مظہر بنایا گیا قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" کتب فی قلوبھم الایمان"۔ (المجادلہ ۲۲) کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں ایمان کو نقش کر دیا۔

قلب کا معنیٰ

وجود انسان میں کسی مقام کو سوائے قلب کے کتابتِ حق کے لیے قابل و موزوں نہ قرار دیا گیا عالم صغریٰ (دنیا) میں قلب ایسے ہے جیسے عالم کبریٰ میں عرشِ عظیم فرق صرف یہ ہے کہ عرش کو رحمانیت و استواء کا شعور نہیں اور نہ وہ اس قابل ہے کہ ترقی کر کے دوسری صفات کے ظہور و استوء کی جگہ بن سکے جبکہ قلب کو اس پر برتری اس لیے ہے کہ قلب کو شعور عطا کیا گیا ہے اور اس میں ترقی کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ قلب تمام صفاتِ اُلوہیت کا محل ظہور ہو سکتا ہے کہ انسانی قلب کا ایک رُخ عالم روحانیت کی جانب ہے اور دوسرا رخ عالم قالب یعنی جسم بشری و دنیا کی طرف اسی وجہ سے ہی اس کو قلب (یعنی دو جوانب توجہ رکھنے والا) کہا جاتا ہے قلب ایک صادق القول حاکم ہے جو کچھ دیکھتا ہے اس میں جھوٹ کی گنجائش نہیں ہوتی قلب میں ہر دو عالم روحانی و جسمانی کی صلاحیات پائی جاتی ہیں روحانی صلاحیت سے فیض خداوندی لے کر جانب جسمانی تقسیم کرتا ہے قلب سے ہر عضو کی جانب باریک شریان جاتی ہے جن کے ذریعے وہ ہر عضو تک ظاہری و باطنی غذاؤں سے حاصل ہونے والی توانائی کو بلا توقف پہنچاتا ہے۔ رُوئیں رُوئیں تک بجلی کی کوندی کی طرح توانائی کی ترسیل ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انسانی قلب و قالب کے آئینے دونوں اصل میں انتہائی لطیف ہیں۔ ان میں ثقالت و کثافت صرف ارتکابِ معاصی سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں

ہے ہر بچہ فطرت پر ہوتا ہے بعد بلوغت چاہے مسلمان ہو یا کافر دوسری حدیث پاک میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ پھر وہ توبہ کرے تو داغ دھل جاتا ہے اور اگر گناہ ہی کرتا رہے تو وہ سیاہ داغ بڑھتے بڑھتے سارے دل کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے ایسے انسان کا دل مردہ کہلاتا ہے۔ مسلسل گناہوں کے باعث حجابِ ظلمت سخت گھرے ہو جاتے ہیں اگر توبہ کی توفیق نہ ملے تو بسا اوقات آدمی کفر تک پہنچ جاتا ہے اس سٹیج والا انسان پھر ہر چیز کو ثقیل و کثیف ہی خیال کرتا ہے جبکہ ظلمت معاصی کے باعث وہ خود کثیف و غلیظ ہوتا ہے اور دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے خود اندھیرے میں غرق ہوتا ہے اس لیے اُسے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا محسوس ہوتا ہے۔

محققین اور جدید سائنس اس بات پر متفق ہیں کہ زہریلی و مہلک اشیاء کی تاثیرات، معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان و رنگ، طعوم و ذائقہ، خوش بو، بدبو کھٹا میٹھا پکنا وغیرہ سب سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتا ہے جو کہ اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت سے موجود ہوتے ہیں اس لطافت کے مرتبے میں کسی چیز کو بھی برا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حقیقت کسی بھی چیز کی نجس و ناپاک نہیں ہوتی۔(ذکر حسین فی سیرت النبی الامین)

نفس کی پلیدی اور صفائی

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نفس پلید نے پلید کیتا اسی اصل پلید نہ ہا سے

آپ اپنی کتاب ''گنج اسرار'' میں فرماتے ہیں کہ جو آدمی نفس امارہ کو شریعت کی لگام دے کر مطمئنہ کے مقام پر لے آئے تو ایسے انسان کو ہوا و ہوس سے کچھ تعلق و سروکار نہیں اور مقام حضوری کی تجلیات و انوار کے سبب اس کا دل ہر قسم کی کدورت و کثافت سے یکسر پاک و صاف ہو جاتا ہے۔
انسان اور اس کی غذائیں خواہ مرئی ہوں یا غیر مرئی سب لطافتوں کی مختلف شکلیں اور حیثیتیں ہیں۔ کثیف کوئی نہیں سب سے زیادہ جو چیز انسان کھاتا ہے وہ ہے گندم جس کے متعلق صاحب ''اسرارِ

حقیقت فی تبیان الطریقت"، لکھتے ہیں کہ فرشتے ایک لطیف درخت گندم کی پرورش کرتے تھے جس کا جمال آٹھوں جنتوں کی آرائش ہے۔

لہذا ماننا پڑے گا کہ انسان کا جسم بشری نہ تو خود کثیف ہے نہ اس کے روحانی وجسمانی نشوونما کی خوردونوش والی غذائیں کثیف ہیں بلکہ اس کے خبیث وغلیظ اور کثیف ہونے کا سبب صرف اور صرف اپنے خالق تعالیٰ کی نافرمانیاں اور آداب عدولیاں ہیں۔

اسلام دین ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان نافرمانی سے سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری وفرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے نفس کو شریعت کی قید میں مضبوط کرلے تو ایک لمحہ میں اس قدر تزکیہ نفس (لطافت) نصیب ہو جاتا ہے جو مجاہدہ سے عمر بھر میں بھی حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ نفس کو امارگی سے اطمینان کے بلند مقام لطیف پر ماسوائے جذباتِ حق اور اکسیر شرع کے تصرف کے نہیں پہنچایا جاسکتا کہ ایک جذبۂ حق تمام مخلوق سے بہتر ہے اور جذبۂ حق شریعت میں ہے کہ شریعت نور ہے جس کی بدولت ظلمت، تاریکی اور کثافت وثقالت وغیرہ کے رذائل غلیظہ سے نجات مل سکتی ہے کہ انسانی وجود کے بند شریعت کی چابی کے بغیر نہیں کھل سکتے اور شریعت کی تفہیم صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی ومحبت کے بغیر ممکن نہیں جس کو شریعت کا نور امارگی سے نجات نہیں دیتا اسے کوئی چیز بھی نجات نہ دے سکے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: "ان الدین عنداللہ الاسلام" (آل عمران: ۱۹) "ومن یبتغ غیرالاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین" (آل عمران: ۸۵) کہ میرا پسندیدہ دین اسلام ہے اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین پسند کرے گا تو وہ لائق قبول ونجات نہ ہوگا لہذا شریعت ہی نجات دہندہ نور ہے جو انسان کی فطرت کے مطابق بھی ہے کہ اسلام دین فطرت نہایت آسان اور قابل عمل ہے اگر انسان کثیفِ محض ہوتا تو اسلام اس کی فطرت کے خلاف ہوتا جس کے باعث انسان کے لیے اسلام پر عمل ناممکن ہو جاتا جبکہ قرآن پاک میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات:۵۶) ای لیعرفون" کہ ہم نے جنوں، انسانوں کو پیدا ہی اپنی عبادت و معرفت کے لیے کیا ہے تو ثابت ہوا اسلام پر عمل ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو ناممکن کام کا حکم نہیں دیتا: "لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا" (البقرۃ:۲۸۶) یہ آیات انسان کی لطافت کی مظہر ہیں کہ عمل و قال سے عبادت لطیف مخلوق سے ہی ممکن ہے جبکہ دیگر مخلوق صرف اپنے حال سے ہی تسبیح کر سکتے ہیں۔

ظلوم وجہول اچھی صفات

محققین فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے چار وجود عطا فرمائے ہیں بشری، روحی، ملکی، سری۔ اس لیے صرف انسان کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ان تمام حیثیتوں (وجودوں) سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے کہ حقیقیت مطلقہ سے ہمکنار ہو کر انسان کی شخصیت میں طاقت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰتِ والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان۔ انه کان ظلوما جھولا" (سورۃ احزاب، ۷۲)

کہ ہم نے اپنی امانت آسمانون، زمینوں، پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اٹھانے سے عجز کا اظہار کیا جبکہ انسان نے اسے اٹھانے کا دم بھر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی امانت کے تحمل کا شرف بخش دیا اللہ تعالیٰ کی امانت لطیف ہے اور لطیف کو لطیف ہی تحمل کر سکتا ہے اگر انسان حقیقت میں کثیف ہوتا تو نہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی امانت دیتا اور نہ ہی انسان اس امانت کے اٹھانے کی طرف مائل ہوتا کہ ظاہری حجم میں انسان سے کہیں بڑی قوی ہیکل مخلوق آسمان، زمین، پہاڑ وغیرہ اس امانت الٰہیہ کو اٹھانے سے اعراض کر رہے تھے اگر امانتِ الٰہیہ معاذ اللہ کثیف ہوتی تو آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں کے لیے اس کا اٹھانا مشکل نہ ہوتا۔ نورِ عقل سے استدلال اور نارِ عشق کے باعث

رفع حجاب سے معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے کیونکہ نارِ عشق مراتب غیر متناہیہ کی ترقی کا سبب ہوتی ہے جوکہ صرف انسان کے خصائص میں سے ہے کہ تجلیات ذاتیہ دائمہ کو قبول کرنے کی استعداد اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کی ماہیت میں ودیعت فرما رکھی ہے۔ کیونکہ تجلیات ذِاتیہ صرف وہی برداشت کر سکتا ہے جس کا مزاج جوہر خاکی کا حامل ہو۔ اس لیے کہ قوۃ سبعیہ جو تفوق و بلندی کے مراتب کا تقاضہ کرتی ہے اور قوۃ بہیمیہ جو مشکلات کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتی ہے دونوں زمین سے ہی پیدا ہوتی ہیں جوکہ تعلق خاکیت کے باعث تجلی ذاتی کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں لہٰذا ظلوم وجہول انسان کے لیے قابل تعریف اور اچھی صفات ہیں کہ استحقاق خلافت و امانت کی علت وسبب ہیں۔ (ملخصاً تفسیر مظہری، جلد ہفتم)

ابلیس کثیف بناتا ہے

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمٰت اولئك اصحاب النار ھم فیھا خالدون" کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر ایمان رکھنے والوں کی مدد فرماتے ہوئے ظلمت سے نور کی طرف لے آتا ہے جبکہ شیطانی جہنمی ٹولہ لوگوں کو نور سے ظلمت وتاریکی کی طرف کھینچتا ہے۔ آیہ کریمہ کے واضح الفاظ سے یہ عقیدہ اظہر من الشمس ہوگیا کہ اگر انسان کثیف ہوتا تو حکیم مطلق اللہ تعالیٰ اسے نور کی طرف نہ لاتا کہ کثیف چیز نور کو کیسے قبول وتحمل کرے گی جیسے کوہ طور کے درخت پر تجلی ظاہر ہوئی تو طور پہاڑ کوئلہ بن گیا حالانکہ تجلی ڈائریکٹ پہاڑ پر نہیں اس پر لگے درخت پر پڑی تھی پھر بھی پہاڑ کوئلہ بن گیا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ دیر صرف محو ومستغرق تجلیات ہوئے کوئلہ نہ بنے کیونکہ ان کی ذات گرامی نوری و لطیف تھی۔ آیہ کریمہ کے صریح الفاظ سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ طاغوت (شیطان) اور اس کا خبیث گروہ انسان سے ارتکاب معاصی کرا کے خبیث وکثیف بناتا اور حجاب ظلمت کے تھیلوں میں بند

کر کے جہنم رسید کرتا ہے۔

انسان اور اخذِ تجلیات

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات و ذات کی تجلیات اخذ کرنے کی استعداد موجود ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اسے ظلمت سے نور کی طرف نہ لاتا علامہ مظہری آیہ کریمہ "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" (التین:۴) کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی حقیقت و ماہیت کو بہت ہی زیادہ بہترین وحسین بنایا وجہ یہ ہے کہ عالم امر، عالم خلق اور نفس ناطقہ کے عناصر وغیرہ جن پر عالم کبیر مشتمل ہے انسان ان سب کا جامع ہے انسان میں کائنات کے تمام خصائص وخواص پائے جاتے ہیں جیسے یہ فرشتوں، درندوں جانوروں اور شیطانوں وغیرہ کی صفات کا مظہر ہوسکتا ہے اسی طرح صفات کاملہ سے بھی متصف ہوسکتا ہے جو صفاتِ الٰہیہ سے منعکس ہوتی ہیں جیسے حیات، قدرت، علم، ارادہ، سمع، بصر، کلام اور محبت و عشق مزید یہ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے نور عقل سے مزین کر کے خلعتِ خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا"وھوالذی جعلکم خلئف فی الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت" (انعام:۱۶۵) لیکن اگر انسان اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر دے اور کفران نعمت کرنے لگے تو اسے تمام خبیثوں سے خبیث، کتوں خنزیروں سے زیادہ پلید کالانعام بل ہم اضل اور شیطانوں سے بڑھ کر ذلیل اور سپرد اسفل سافلین کر دیا جاتا ہے: "ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابدا" (الجن:۲۳) کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:"سنریھم ایٰتنا فی الآفاق" (حم السجدہ:۵۳) کہ ہم انسان کو آفاق میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے آیہ کریمہ کے الفاظ آیاتنا اور آفاق کی معنویت و بلاغت پر غور کریں تو ماننا پڑے گا کہ اُس کی ذات کی نشانیوں کا نظارہ کسی کثیف کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ کرامت کسی سراپا لطافت کے ہی دل گردہ کے لائق ہے۔اور صاحب فضیلت کی فضیلت اس کے نور کی ضیاء و لطافت کے مطابق

ہوتی ہے ۔(تفسیر روح البیان)

عشق، عقل اور حرص

اللہ تعالیٰ نے جب قلب (دل) کو پیدا کیا تو عقل کو اس کے دائیں جانب رکھا حرص وہوا کو بائیں جانب رکھا اور عشق کو اس کے سامنے رکھا چنانچہ عقل کی پیروی کرنے والے صاحب یمین، حرص وہوا کی پیروی کرنے والے صاحب شمال اور عشق کی پیروی کرنے والے سابق کہلائے قرآن مجید کی سورہ فاطر میں ہے:"ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ"(فاطر ۲۲)

عقل عاقل کو معقول بناتی ہے حرص وہوا جہنم میں پہنچاتی ہے اور عشق عاشق کو معشوق سے ملا دیتا ہے اور ان کی تاب تو آٹھوں جنتیں بھی نہیں لا سکتیں تنگ حوصلہ جہنم ان کی تاب کیسے لائے گی ؟ کیونکہ جب خدا و مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقان ومحبوبان پل صراط پر آئینگے تو جہنم شور مچائے گی: "جر یامؤمن فان نورك اطفاء لھبی" کہ اے محبوبان خدا اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے جلدی گزرو کہ تمہارا نور میرے شعلوں کو بجھاتا ہے ۔دنیا میں جو نور مومن کے قلب (دل) میں ہے بروز قیامت وہی نور مومن کے قالب (جسم) پر ہوگا قرآن مجید میں:" یوم تری المؤمنین والمؤمنٰت یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم بشرٰی کم الیوم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ذلك ھو الفوز العظیم "(الحدید ۱۲) کہ قیامت والے دن جنتی آدمیوں کے قالب (جسم بشری) کی لطافت پورے عروج پر ہوگی اور عروج وکمال اسی کو ملتا ہے جس میں پہلے کچھ اوصاف ہوں اگرچہ تھوڑے ہی سہی لہذا ماننا پڑے گا کہ انسان فی الحقیقت اپنی ذات میں لطافت رکھتا ہے البتہ دارِ دنیا میں دنیوی ومادی مشغولیت کے گرد وغبار نے اس کی لطافت کو آلودہ کر دیا ہے جسے شریعت کے جذبہ حق سے جھاڑا جا سکتا ہے ۔آپ دیکھتے ہیں کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے کہ اس کے حجاب قوی نہیں ہوتے بلکہ

لطیف ہوتے ہیں کہ وہ ابھی گناہوں سے آلودہ نہیں ہوا۔(مرصاد العباد)

عالم خلق اور عالم امر سے مراد

صاحب تفسیر مظہری صوفیاے کرام کے افاضات میں سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خلق سے مراد عالم جسمانیات یعنی عرش تا فرش اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور عناصر اربعہ اور جو کچھ ان سے نفوسِ حیوانیہ، نباتیہ، معدنیہ وغیرہ پیدا ہوئے ہیں یہ سب اجسام لطیف ہیں اور عالم امر سے مراد مجردات ہیں یعنی قلب، روح، سر، خفی واخفیٰ یہ عرش سے بھی ورا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر مادہ کے محض امرِ کُن سے پیدا فرمایا ہے۔(تفسیر مظہری جلد سوم)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم امر کے ذریعے ترقی کا کمال صفاتِ ظلال تک ہے جبکہ ذات کے مرتبہ تک ترقی (جوہر) مٹی کے ساتھ مختص ہے جیسے سورج کا نور کثیف پر ظاہر ہوتا ہے لطیف پر نہیں، مٹی تمام اشیاء کے اجتماع کا سبب ہے جبکہ آگ تفریق کا، مٹی نبات کی حیات کا سبب ہے جبکہ آگ ہلاکت کا، صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں عالم خلق اور امر کے دس عناصر میں عمدہ چار ہیں۔ پھر ان میں خصوصاً مٹی کا عنصر سب سے افضل ہے۔ اسی وجہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ اور اسی لیے کافر شیطان بروز قیامت مٹی ہونے کی خواہش کریں گے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ کافر کہیں گے "یالیتنی کنت ترابا" یعنی وہ بروز قیامت پانی اور ہوا ہو جانے کی خواہش کے بجائے جوہر عنصرِ خاک کی افادیت کا ادراک و اعتراف کرتے ہوئے مٹی ہو جانے کی خواہش کریں گے۔

ان اغراض وخواص کے باعث انسان کے اجزاء میں بنیاد عالم خلق ہے اور انسان کی تخلیق کی نسبت مٹی کی طرف ہے حالانکہ وہ عالم خلق و امر دونوں کا جامع اور دس اجزاء سے مرکب ہے۔(مظہری)

کثافت کا آنا اور دور ہونا

لہذا انسان کو کثیف محض سمجھنا غلط و باطل نظریہ ہے کثافت انسان میں عقائد و اعمال کفرانی و ظلمانی سے آتی ہے جس کا علاج توبۃ النصوح ہے حدیث پاک میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

مرشد کامل بندے کو ظلمات بشریہ سے نکال کر انوار صفات الٰہیہ کے قابل بنا دیتا ہے۔ (روح البیان) اگر انسان کی کدورت وکثافت دائمی و مستقل ہوتی تو انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاو علماء کا تبلیغی مشن بے معنیٰ ہو جاتا جبکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت اور حکم بے معنیٰ نہیں۔ صاحب "مرصاد العباد" فرماتے ہیں کہ روح کی ایجاد اللہ تعالیٰ کے امر سے ہوئی اور امر سے مراد وہ عالم ہے جو مقدار، کمیت مساحت کو قبول نہیں کرتا اور عالم ارواح پر امر کا نام اس لیے بھی صادق آتا ہے کہ یہ کن کے اشارہ سے بغیر توقف، بلا واسطہ مادہ پیدا ہوا عالم خلق بھی کن سے پیدا ہوا مگر مواد کے وسیلہ سے اور کچھ مدت بعد، بلکہ عالم ملک وملکوت میں جو کچھ ظاہر ہوا سب وسیلہ سے ظاہر ہوا مگر روح انسانی، وجود انسانی اور اس کی صورت قالب وقلب کی تخمیر وغیرہ سب بلا واسطہ ہوئی۔ روح انسانی متجزیٰ نہیں روح اصل خلقت میں پاک ہے۔ اعتقاد و اعمال بد کے باعث ناپاک ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱) قرآن مجید کی ان آیات "ونفخت فيه من روحی"۔ "وخلقت بیدی" میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے انسان کے جسم بشری کی تخلیق اور اس میں نفخ روح کا شرف بے وسیلہ عطا کرنے کا ذکر فرمایا۔ انسان کے قلب کی مٹی جنت سے لائی گئی جو پاکیزہ اور سفید تھی اور اسے ابدی آب حیات سے گوندھا گیا اور تین سو ساٹھ بار نظرِ رحمت سے اس کی پرورش کی گئی۔ عالم صغیر میں بندہ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں سمانا چاہوں تو بندہ مومن کے دل میں سما جاؤں "قلب المؤمن عرش" اللہ تعالیٰ مولانا روم فرماتے ہیں:

کعبہ بنیاد خلیل آزر ست
دل گزرگاہ رب جلیل اکبر است

یہی وجہ ہے کہ جس کسی کو ایک قلب رد کر دے تو وہ تمام قلوب کے نزدیک مردود ہو جاتا ہے

کہ تمام قلوب میں باہم قدرِ یگانگت ہے بشرطیکہ رد کرنے والا قلب قلب سلیم ہو۔

نسیان

جن عناصر اربعہ سے انسان کو بنایا گیا ان عناصر میں عالم ارواح کے اوصاف (لطافت) بھی پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صالح حضرات اولیائے کرام کو نسیان لاحق نہیں ہوتا حضور خواجہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی آیہ کریمہ "کل حزب بما لدیھم فرحون" (المؤمنون ۵۳) کے تحت فرماتے ہیں کہ بعض ارواح کو قالب (جسم بشری) کے ساتھ تعلق دیتے وقت نسیان سے محفوظ رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا پہلا مقام، موجودات کو عبور کرنا، باپ کی پشت اور ماں کی رحم سے عالم دنیا میں پہنچنا سب کچھ یاد رکھتے ہیں کہ ان کے روح و جسم دنیوی تلویث کے لباس حجاب کو فطرتی طور پر پسند ہی نہیں کرتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اظہار اور محبت کا اثبات ہوتا ہے۔

کن فیکون جدوں رب فرمایا اسی وی کولے ہاسے

محبت کی اولیت

روح کو تمام صفات سے قبل محبت کی صفت عطا کی گئی دنیوی کثافتوں سے محفوظ فطرت شناس، لطیف بشری لباس محبت الٰہی سے سرشار حضرات کو ملک و ملکوت کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور قدرتوں کے جلوے نظر آتے ہیں کہ تمام عوالم کا ہر ذرہ صفات خداوندی میں سے کسی ایک صفت کا مظہر ہے نیز کسی بھی روح کو ایسے جسم بشری میں پھونکا جاتا ہے جو اس کو تحمل و برداشت کر سکے ورنہ جسم کی تقویم قائم نہ رہ سکے گی اور یہ حکمت کے خلاف ہوگا۔ جبکہ عمل تخلیق اور نظامِ کائنات حکیم مطلق، اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے قرآن مجید کی نصوصِ قطعیہ "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" (التین:٦) "فتبارك الله احسن الخالقین" (المومنون:١٦)، "ثم سواہ ونفخ فیه من روحه" (السجدۃ:٩) "فاذا سویته ونفخت فیه من روحی" (الحجر:٢٩) آیات کریمہ کے الفاظ احسن تقویم، سوّٰہ اور سویتہ کے تحت صوفیاے کرام فرماتے ہیں کہ

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وحکمت بالغہ سے انسان کے قلب (دل) اور قالب (جسم بشری) کو ماں کے پیٹ میں ایک مخصوص مدت میں معتدل ومستویٰ یعنی اس قدر لطیف بناتا ہے جس قدر اس قالب وقلب میں آنے والی روح لطیف ہوتی ہے کیونکہ روح کو قبول کرنا عام مٹی کے بس کی بات نہیں جب تک مٹی ونطفہ کا تصفیہ وتسویہ (یعنی صاف ولطیف) بنانے کا عمل ایک کامل تدبیر سے نہ ہو تو کوئی جسم بشری بھی متحمل روح ونور نہیں ہوسکتا۔اس لیے بحسب اپنی متعلقہ روح کے ہر انسانی جسم لطیف ہوتا ہے۔انسانی جسم کا سب سے اہم حصہ دل ہے جس کی حقیقت کو سمجھنا محال ہے مگر دل کے روحانی لطیفہ ہونے پر تو کسی کو بھی کلام نہیں حالانکہ دیکھنے میں وہ بھی گوشت کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اگر اس کو لطیف ماننے سے کوئی حرج نہیں تو جسم کے گوشت کو لطیف ماننے سے کون سا استحالہ لازم آتا ہے۔انسانی لطافتوں کو مادی پیمانوں سے ہرگز نہیں ماپا جاسکتا اگرچہ بظاہر عالم کثیف کو عالم لطیف سے کوئی نسبت نہیں لیکن یہ ایک دوسرے سے منفک ومنافی بھی نہیں ہیں جو صفات انسان میں موجود ہیں ان سب صفتوں،طاقتوں کا اصل روح ہی ہے۔

گوشت،مٹی،دھات اور لطافت

قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں گائے کا واقعہ موجود ہے جس کی طرف غور کرنے سے کثافت و لطافت کا فلسفہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک گائے کو اس قدر لطافت وحیات بخش دے کہ اس گائے کے ذبحہ ہونے کے بعد اس کے گوشت کا ٹکڑا مردہ انسان کو لگایا جائے تو وہ زندہ ہوجاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے: "ان اللہ یأمرکم ان تذبحوا بقرہ" ------ "فقلنا ضربواہ ببعضھا کذالك یحی اللہ الموتیٰ ویریکم اٰیتہٖ لعلکم تعقلون" (بقرہ،آیت ۶۷۔۷۳)

بیشک تمہیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبحہ کرو اور اس کا بعض حصہ مردہ کو مارو اس طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔اور تمہیں اپنی نشانیاں دیکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ دار اور عقل

والے بن جاؤ۔

درج بالا آیات قرآنی میں گائے کو ذبحہ کر کے مردہ کو مارنے اور اس سبب سے مردہ کے زندہ ہونے کا عقیدہ بلا کسی تاویل وتحویل کے عبارت النص سے اظہر من الشمس ہے لہذا ولیوں نبیوں کی طرف منسوب مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات کو من گھڑت، محال اور کفر وشرک بتانا بالکل قرآن واحادیث کے خلاف انتہائی کفرانہ جسارت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کثیف کو لطیف یا لطیف کو کثیف کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے محال نہیں اگر ایک گائے اللہ تعالیٰ کی حفاظت وتوجہ خاص میں آنے سے مجسمہ حیات و لطافت ہو سکتی ہے اور اس کے گوشت کا ہر ٹکڑا مردوں کے لیے حیات بخش ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی شان تخلیق کا شاہکار اشرف المخلوقات انسان ظاہر و باطن کے لحاظ سے کیوں سراپا لطافت نہیں ہو سکتا؟ جبکہ غیر اشرف غیر ناطق گائے غیر مکلف مذبوحہ کے قالب وقلب کی کثافت کو اس قدر سراپا لطافت وحیات میں بدلنے کا ممکن الوقوع نظریہ قرآن مجید کے واضح الفاظ سے ثابت ہے تو پھر اشرف المخلوقات انسان اور انسانوں میں اہل ایمان پھر اہل ایمان میں اولیاء کرام پھر انبیاء علیہم السلام پھر ان سے اوپر رسل عظام علیہم السلام پھر ان سے اوپر سید الرسل مولائے کل، حضور وجہ تخلیق کائنات محبوب موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق غلاظت تحقیر سے اٹا کثافت کا عقیدہ ابلیسی خبط اور شیطانی تعصبانی خبث ہٹ دھرمی اور ضد و فسد کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟ "اعاذنا اللہ تعالیٰ من هذه الخرافات والکفریات الی یوم المیعاد"۔

قرآنی واقعہ ابراہیم علیہ السلام اور لطافت

قرآن مجید میں "ثم ادعهن یاتینك سعیا" (بقرہ: ۲۶۰) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بلانے پر گوشت کے بکھرے ہوئے ٹکڑے زندہ ہو کے حاضر ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے بنے پرندوں پر پھونک مارتے تو وہ اُڑنے لگتے۔ آپ کی پھونک عین مٹی سے بنے پرندوں کو چشم زدن میں حیات ولطافت کا ایسا مجسمہ بنا دیتی کہ وہ ہوا میں اُڑنے لگتے۔ قرآن پاک گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے: "انی اخلق لكم من الطین كهیئة الطیر فانفخ فیه

فیکون طیرا باذن اللہ "(آل عمران:۴۹) کہ میں مٹی سے پرندے کی صورت بناؤں گا اور پھونک ماروں گا تو وہ اللہ کے اذن سے اُڑنے لگے گا۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک امتی جس نے آپ کی عدم موجودگی میں ایک بچھڑا بنا کر اس کے منہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے ٹاپوں کی مٹی ڈالی تو وہ بھڑانکنے لگا) کا ذکر موجود ہے:

"فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار "(مریم، آیت نمبر ۸۸) اس نے بنایا بچھڑا جو گائے کی آواز نکالتا تھا۔۔۔۔"فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتھا"(مریم، آیت نمبر ۹۶)اس نے رسول کی (سواری) کے ٹاپوں کی مٹی اس بچھڑے کے منہ میں ڈالی)

اس واقعہ میں ذرا غور کریں کہ بچھڑا بنانے والا نبی کا نافرمان اور مشرک ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی نصوص کے واضح الفاظ سے پتہ چل رہا ہے کہ سامری نے عین مٹی یا دھات سے بچھڑا بنایا نہ کہ عناصر کے جواہر و لطافت سے ،اور پھر بچھڑے کے کثیف جسم میں حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پھونک نہیں مروائی نہ ہی آپ کی گھوڑی کے جسم سے بچھڑے کو مس کیا بلکہ گھوڑی کے پاؤں جہاں زمین پر لگے وہاں سے کچھ مٹی اٹھا کر بچھڑے کے پورے جسم پر لیپ نہیں کی بلکہ صرف بچھڑے کے منہ میں رکھی تو بچھڑے میں فوراً ایسی لطافت وحیات اور جان آ گئی کہ وہ بھڑانکنے لگا۔اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے ٹاپوں سے لگنے والی کثیف مٹی اس قدر حیات و لطافت والی ہوسکتی ہے کہ وہ کسی مٹی یا دھات سے بنی مورتی کے منہ میں ڈالی جائے تو اسے بھی صاحب حیات و لطافت کر دے تو پھر اشرف المخلوقات انسان جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دستِ قدرت سے بنائے اور اس میں اپنی شان کے مطابق اپنی روح پھونکے وہ کیوں نہیں سراپا لطافت ہوسکتا؟

صاحب تفسیر مظہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انسان روح علوی و سفلی کا مجموعہ ہے روح علوی کا تعلق عالم امر سے اور روح سفلی سے مراد عناصر سے نکلنے والی وہ بھاپ جو جسم کی ہیئت اختیار کر لیتی ہے اور یہ ایک لطیف جسم ہوتا ہے جو قالب بشری میں چل سکتا ہے جس کے لیے کوئی کثافت مانع و روکاوٹ نہیں ہوسکتی۔(اس لیے کہ بظاہر کثیف نظر آنے والا جسم فی الحقیقت لطیف ہوتا ہے) جیسے

کثیف برتن،بخاراتِ برف کے لیے مانع و روکاوٹ نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں واضح الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لیے ان کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ سے اونٹنی ظاہر فرمائی حالانکہ پہاڑ مٹی کی سخت ثقیل و کثیف صنف ہے۔پھر پہاڑ سے بھی زیادہ سخت لوہا ہوتا ہے مگر حضرت داوٗد علیہ السلام کے ہاتھ میں آتے ہی بغیر کسی تدبیر و تاخیر کے موم کی طرح ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا"والنا له الحديد"(سورہ سبا: پارہ ۲۲) ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک کے متعلق قرآنی نصوص میں صاف ذکر موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فوراً سانپ بن جاتا۔اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کے متعلق قرآن مجید میں ہے:"تخرج بيضاء من غير سوء"ہاتھ مبارک کی روشنی سورج پر غالب ہو جاتی۔

لطافت اور سائنس

آج اکیسویں صدی عیسوی کی جدید سائنسی تحقیق و تدبیر اور مختلف النوع ایجادات،مہلک بارودی،ایٹموں،گیسوں،کیمیکلز،برقی کرنٹ،ریموٹ کنٹرول شعاعوں،ڈینگی و کرونا وائرس وغیرہ کے کرشموں نے قرآن و سنت کے افکار و نظریات پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور سلیم الفطرت منصف مزاج افراد کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ اگر ایک غیر مسلم سائنس دان راکٹوں،جہازوں،کمپیوٹر،سٹلائٹ،موبائل،مائیکروسکوپ،ایکسرے،سی ٹی سکین مشینوں،جدید آلات وغیرہ کے سبب ثقیل و کثیف اجسام حتیٰ کہ زمین کی انتہائی گہرائیوں کے سخت دبیز پردوں میں تیل اور دیگر چھپے خزائن کو بے نقاب کر سکتا ہے کہ اس کی ایجاد کردہ مشینوں کی شعاعیں ہر طرح کی کثیف و ثقیل اشیاء و اجسام میں بغیر کسی دقت کے انتہائی سرعت کے ساتھ ایسے رقص کناں ہوتیں جیسے مچھلی پانی میں۔اور دیگر الیکٹرانک مواصلات کے ذریعے زمین و آسمان کے قلابے ملانا تو

کوئی انہونی بات نہیں رہی، کرونا وائرس کے بل بوتے پوری دنیا کو مقید کرسکتا ہے۔کثافتوں کے ذریعے لطافتوں کو کنٹرول اور لطافتوں سے کثافتوں کو ھبائے منثورہ کرسکتا ہے تو پھر ذات خالق تعالیٰ جس نے ان سائنسدانوں کو پیدا کیا ہے وہ اپنی خالقیت کے کیا کچھ جلوے نہیں دکھا سکتا؟ "فاعتبروا یااولی الابصار"۔

اولیاے کرام کی لطافت

صالحین کی جماعت جنہوں نے معاصی ورذائل سے دوررہ کر اپنے نفوس وقلوب کی اصلاح محبتِ الٰہی کے سمندر میں ڈوب کر دائمی ذکر سے کی وہ فنا و بقا باللہ کے مقام پر تجلیاتِ ذاتیہ کا پرتو حاصل کرتے ہیں ۔اولیاے کرام کا محبت انبیاء و رسل علیہم السلام میں مشغول ہونا محبت الٰہی کے منافی نہیں کیونکہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی محبت عین اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

صاحب تفسیر مظہری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی آیۃ کریمہ کے الفاظ "ءاسجد لبشر" کے تحت لکھا ہے کہ سب سے پہلے انسان کو کثیف کہنے والا شیطان ہے۔اسی وجہ سے اس نے حکم الٰہی سے انکار کیا تو راندہ درگاہ ہوگیا۔اگر انسان کو کثیف سمجھنے کا عقیدہ ذرا بھر بھی درست ہوتا تو ابلیس قرب الٰہی سے محروم نہ ہوتا اس عقیدہ کے اغلط و اغلظ ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ شیطان کو توبہ کا موقع بھی نہیں دیا گیا کیوں کہ اس کی فکر میں تغلیط کے ساتھ تنقیص و توہین بھی پائی جاتی تھی اور مستزاد یہ کہ حکم الٰہی کی تنکیر بھی تھی۔مختصر یہ کہ اس شیطانی نظریہ کے باطل ہونے میں کوئی تردد نہ رہا اور انسان کی لطافت کا لازمہ ثابت ہوگیا البتہ انسانوں میں جو گستاخانہ شیطانی اعتقاد والا ہوگا وہ آگ جیسے عنصرِ لطیف سے پیدا ہونے والے شیطان کی طرح کثیف و لعین قرار پائے گا۔اس لیے کہ کفرانہ و گستاخانہ افکار و نظریات کی ظلمت و غلاظت کی کدورت ہی سب سے بڑی کثافت ہے۔

ولی کا وجود لطیف اور نبی کا وجود الطف ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان الشرك لظلم عظيم" (لقمان آیت ١٣)، "انما

المشرکون نجس"(توبہ آیت ۲۸) مگر جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی اطاعت وغلامی کے رنگ میں خود کو رنگ لیا جن کے ضمیر میں اپنے ارادے باقی نہ رہیں۔ جن سے امر الٰہی کے سوا کوئی فعل سرزد نہ ہو اور ان کا کل فنا ہو چکا ہو وہ صبغۃ اللہ کے مقام پر پہنچ کے صفاتِ بشریت سے نکل کر صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ گفتہ او گفتہ اللہ بود کی شان والے ہو جاتے ہیں۔ پھر انہیں کثافتوں سے دور اور لطافتوں سے معمور کر دیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر فنافی اللہ کو ہَوا وَ ہوس سے کچھ تعلق وسروکار نہیں ہوتا اور مقام حضور کی تجلیات وانوار کے سبب ان کا دل ہر قسم کی کدورت وکثافت سے صاف وپاک رہتا ہے۔ (گنج الاسرار)

تو پھر خود منبع نظافت ولطافت والی ذات گرامی ﷺ کی شان اعلیٰ الطف الالطف کا کیا عالم ہو گا۔

یہ مقام ولی کے لیے محفوظات سے ہے اور یہ کوئی مستعبد بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:" فطرت اللہ التی فطر الناس علیها "(روم:۳۰) کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفت پر تخلیق کیا ہے اور جو صفات انسان میں موجود ہیں ان سب صفتوں، طاقتوں کی اصل روح ہی ہے۔

محققین اہلسنت وجماعت کے نزدیک ولی کا وجود بشریت عوام کے روح کی مانند لطیف ہوتا ہے اور نبی کا وجود بشریت ولی کی روح کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ الطف ہوتا ہے اور روح پیدائش کے لحاظ سے مخلوق ہے مگر اس کے لیے حدث وفنا نہیں بلکہ یہ ابدی مخلوق ہے روح قبل از ظہور متحقق بالذات اور بعدہ من امر ربی کی رو سے امر سے ہے نہ کہ عین امر۔ اب محل ومقام کی وجہ پر مخلوق کا حکم رکھتی ہے۔ مگر اس کے لیے موت نہیں حتیٰ کہ نیند اور اونگھ سے بھی بے نیاز ہے۔ تو جب عام ارواح مخلوق کا اپنی سرشت میں یہ حال ہے تو پھر اہل ایمان کی روح کتنی لطیف ہو گی پھر صالحین پھر شہدا پھر صدیقین پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہم پھر انبیاء علیہم السلام پھر رسل کرام علیہم السلام پھر سید الانبیاء وخاتم الرسل، مولائے کل، محبوب دوعالم، فخرِ آدم وبنی آدم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی انور والطف لطافت

مبارک کی شانِ ارفع و اعلیٰ کا کیا عالم ہو گا۔ اور نبوت، رسالت و ولایت وہبی شرف ہیں جو کسب سے حاصل نہیں ہو سکتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ حضرات کے اجسام بشریہ کا پیدائش سے ہی لطیف و الطف ہونا لازمی امر ہے۔

خواجہ بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ

حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد شریف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے بڑی شفقت و نوازش فرماتے ہوئے خرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا اے بہاؤ الدین ملتانی کیا تو نے میرے بھائی جلال الدین تبریزی کی زیارت کی ہے؟ پھر فرمایا کیا شیخ ابو سعید کی زیارت کی ہے؟ یہ دونوں حضرات چوہتر سال سے ہر روز صرف ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے ہیں ہر رات ایک ہزار نوافل ادا کرتے ہیں حضرت ملتانی فرماتے ہیں کہ میں بڑی ارادت و عقیدت سے ہر قدم پر دو نفل ادا کرتا ہوا پانچ سال کے بعد دونوں بزرگوں کے پاس پہنچا وہ دونوں ایک غار کے اندر یاد الٰہی میں مشغول تھے۔ میں نے موقع پا کر سلام عرض کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا بہاؤ الدین اندر آجاؤ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک خربوزہ تیرے لیے ہمیں امانت دیا ہے جسے حضرت جبرائیل علیہ السلام بحکم الٰہی جنت سے لائے ہیں یہ لے اور تناول کر حضرت ملتانی فرماتے ہیں کہ جب میں نے وہ خربوزہ کھایا تو تمام بشری پردے و عنصری نقاب ھبائے منثورہ ہو گئے اور ایسی صفائی باطن حاصل ہوئی کہ عرش سے تحت الثریٰ تک کسی قسم کا حجاب و پردہ اور کدورت باقی نہ رہی ام الکتاب کے تمام علوم تفصیل وار معلوم ہو گئے آپ کو تعلیم و تبلیغ کی مسند بچھانے کا حکم ملا آپ کی خانقاہ میں ہر وقت کم و بیش پانچ ہزار طلبا تعلیم حاصل کرتے۔ (خلاصۃ العارفین)

جبہ رسول ﷺ کا فیض الطف

حضرت غوث علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کے مزار پر حاضری دی تو وہاں نبی کریم ﷺ کے اس جبہ مبارک کی ہمیں زیارت کرائی گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باموجب وصیت رسول اللہ ﷺ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تھا۔ ہر چند لوگ منع کرتے رہے مگر میں نے وفورِ شوق سے جبہ مبارک اپنے سر پر رکھ لیا۔ جبہ مبارک کا سایہ تو درکنار اس وقت ہمارا سایہ بھی ندارد ہو گیا تھا۔ سبحان اللہ اب تک یہ معجزہ موجود ہے۔ (طشتِ جواہر)

لطافت اور فقیر

مولانا نظام الدین رحمہ اللہ علیہ حدیث پاک کا درس دیتے تو ایک فقیر صاحب روزانہ آ کر کھڑے ہو کے سنتے رہتے ایک دن جب شمائل ترمذی شریف کی پہلی حدیث پاک شروع کرائی تو سرکار مدینہ نور مجسم ﷺ کے نور ہونے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کے نہایت لطیف ہونے کے دلائل میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر مبارک کو دونوں اطراف سے پکڑ کر کمر مبارک کے پیچھے سے سامنے کی جانب کھینچا تو جسد اطہر (الطف) سے چادر مبارک پار ہو گئی۔ جسم مبارک نور نہ ہوتا تو اس طرح سامنے کو چادر کا آنا محال تھا معلوم ہوا جسم اطہر نورانیت اور لطافت میں بے مثل ہے طلباء نے کہا کہ یہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ جسم (بشری) چادر کو حائل نہ ہو مولانا نظام الدین نے فرمایا یہ عقل و ادراک کی رسائی سے برتر ہے طلباء بار بار سوالات اٹھاتے طلبہ کے رویہ سے پاس کھڑے فقیر صاحب جلال میں آ گئے اور کہا کوئی محال و مشکل نہیں یہ تو میں سرکار دو عالم ﷺ کا (ادنیٰ) غلام بھی کر لیتا ہوں چنانچہ فقیر نے اپنے اوپر اوڑھی چادر کو اپنی کمر کے پیچھے سے رکھ کر دونوں جوانب سے آگے کو کھینچا تو چادر سامنے آ گئی۔ یہ دیکھ کر طلبہ حیران ہو گئے۔ اندازہ لگائیں جو ذات اقدس ﷺ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے موجود ہو اس مقدس و مطہر ہستی ﷺ کو بشر محض کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے۔ لباس بشر میں اس لیے آئے تاکہ انسانوں کو تعلیم و معرفت باری تعالیٰ سے نوازیں اور ان کو بلا دِقت محبت و انس سے تعلیم حاصل

ہو۔حقیقت محمدیہ قطعاً بشر نہیں ۔(ملخصاً انوارقمریہ) جب رحمت عالم ﷺ کی امت کے ایک ولی کی لطافتِ بشری کی یہ شان ہے تو خود اس شان وعظمت والے صاحب لا مکاں نبی ﷺ کی اپنی لطافت الطف الالطف کاادراک کون کرسکتا ہے؟

حضرت سمنانی اور شیخ ابن عربی رحمہما اللہ کے فرمودات

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر غوث الوقت زاد اللہ شرفہ کا جسم مبارک جس قدر بیان کریں اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے ۔(لطائف اشرفی) تو پھر حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے جسم بشری مبارک کی لطافت کا کیا عالم ہوگا۔حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے معنوی بیٹے شیخ اکبر،رئیس المکاشفین،حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ایسے بزرگ کو دیکھا کہ اگر دو آدمی کندھا ملائے اس کے سامنے آجاتے تو وہ ان کو جدا کئے بغیر درمیان سے نکل جاتے ۔میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی روح ہے ۔لیکن جب میں نے قریب ہو کے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا میری ان سے بات چیت ہوئی تو پتا چلا کہ وہ اپنے وقت کے قطب حضرت شیخ احمد سبطی ہیں یعنی اولیاء کو ایسی بشری لطافت حاصل ہوتی ہے کہ کوئی چیز ان کے آگے حائل نہیں ہوسکتی ۔(طبقات صوفیہ)

حضرت شیخ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی لطافت بشری کا یہ عالم تھا کہ رات کو پچھلے پہر عبادت کے لیے اُٹھتے تو حجرہ مبارک سے باہر اور اندر بغیر دروازہ کھولے جایا آیا کرتے کہ دور سے آئے تھکے ماندے مسافروں کے آرام میں خلل نہ آئے ۔ (حاشیہ لطائف اشرفی)

عارفِ کامل کا وجودِ مسعود کسی بھی عالم جہان ومکاں وزماں ،دنیا، برزخ اور آخرت وغیرہ میں مقید نہیں ہوتا کیونکہ اسے کمالِ لطافت بِشری اکمل طور پر حاصل ہوتا ہے ۔

خواجہ عبدالرحمان چھوہروی کا مقام اور لطافت

صاحب حکمت لقمان، آصفِ زمان حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں چلہ کشی کا آغاز کیا۔ آپ نابالغ گناہوں سے پاک تھے مگر پھر بھی چلہ سے پہلے کئی دن تک نہ صرف کھانا، پینا بند کر دیتے بلکہ آلائش عناصرِ اربعہ، تکدراتِ قوائے بہیمیہ اور ثقالت وکثافت جسمانی کا اخراج بذریعہ خونی قے کرتے ۔ یہاں تک کہ جسم عنصری کی ثقالتوں، کثافتوں کے "ظلمات من كل الوجوه مستهلك و محو" (یعنی ہلاک وختم) ہو گئے اور آپ کو لطافت کلی، روحانیت تامہ نصیب ہوئی۔ علوم لدنی وا ہو گئے ۔ پھر آپ نے امی ہونے کے باوجود اپنی پاکیزہ عقیدتوں کا اظہار کرتے ہوئے تیس جز پر مشتمل عربی میں بے مثال کتاب" مجموعہ صلوات الرسول" مرتب فرمائی، جو عربی میں دو جلدوں اور مترجم پانچ جلدوں میں میسر ہے۔ ہر آدمی ایک مرتبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرے۔

"مہر منیر" میں حضرت آفتاب گولڑہ مرشد المسلمین پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق موجود ہے کہ زمانہ استغراق میں بستر مبارک پر باریک جالی کی مچھر دانی لگی ہوئی تھی اور جبین مبارک سے عرفان الٰہی کی تجلیات کا عکس اس میں سے چھن چھن کا آرہا ہوتا تھا کہ حضرت نے اپنے نفس زکیہ کو ریاضات شاقّہ اور مجاہدات شدیدہ میں ڈھال کر خود کو ترک غذا کا عادی بنا لیا تھا۔ رفتہ رفتہ معدہ غذا سے غیر مانوس ہو کر لطیف اور نازک ہو گیا تھا۔

شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد صاحب نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ حضرت گولڑوی کے زمانہ استغراق میں ایک مجذوب نے مجھ سے پوچھا "مولوی جی تمہارے پیر کا کیا حال ہے؟" میں نے جواب دیا حضرت کی طبیعت آج کل کچھ ناساز ہے ۔ مجذوب کہنے لگا "تمہارا پیر مکر کرتا ہے" دراصل اس کا سایہ گھم ہو گیا ہے اور اس بات کو چھپانے کے لیے چارپائی لے کر حجرے میں پڑ گیا۔ بیماری وغیرہ کچھ نہیں ۔ مقام فنا فی الرسول پر فائز ہونے والے حضرات کے لیے ایسے آثار کا پایا جانا کچھ مستبعد نہیں ۔ تفریح الخاطر کے مقدمہ میں حضرت بلال اور حضرت اویس قرنی کے بے سایہ

ہو جانے کے متعلق بھی ثبوت ملتا ہے۔صاحب روح البیان نے بعض عارفین کے سایہ ختم ہونے کی تصریح کی ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ فرشتہ بھی بشری شکل میں آئے تو اس کا سایہ نہیں ہوتا۔(روح البیان جلد ٦)

لطافت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے شان بے پایان میں سخن شروع ہوا تو حضرت آفتاب گولڑہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔"جو لطافت دوسرے اولیاء کی روحوں کو حاصل ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بدن (بشری) مبارک کو حاصل ہے۔گویا کہ آپ کا بدن دوسروں کی روحوں کے مرتبہ میں ہے۔(ملفوظات مہریہ صفحہ ٦٧ ملفوظ ٨٥)

صاحب فتاویٰ نعیمیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح الٰہی عطا ہوئی اسی طرح سیدنا حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو روح محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا ہوئی وہ بھی بلا واسطہ یہ بھی بلا واسطہ۔(فتاویٰ نعیمہ جلد دوم)

مولانا روم فرماتے ہیں:

غوث الاعظم درمیان اولیا
چوں محمد درمیان انبیاء

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

حضرت خواجہ عبد الرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" سیدنا حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے مقام غوثیت کبریٰ پر فائز ہیں آپ انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے بھی غوث ہیں نیز قرب قیامت، ظہور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تک مسند غوثیت کبریٰ پر فائز رہیں گے۔

أَفَلَتْ شُمُوسُ الأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا
أَبَداً عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لاَ تَغْرُبُ
نظرت الى بلادالله جمعا
کخردلة علی حکمِ التصالِ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس خصوصیت میں سب سے منفرد شان رکھتے ہیں کائنات ارضی وسماوی کی کوئی چیز بھی آپ کی شان لطافت کے آگے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔آپ بلا کسی حجاب و مانع تمام عالمین کو ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کے دانے کی مثل دیکھتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوح محفوظ پر وہی مطلع ہو سکتے ہیں جنہیں جسمانی کدورتوں سے پاک کر دیا گیا ہو۔(مظہری جلد:۹)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ذاتاً، صفاتاً، قولاً، فعلاً، حالاً کمالاً، ہر لحاظ سے فنا فی الرسول تھے یہ رتبہ سوائے آپ کے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔(الحقائق فی الحدائق، جلد سوم)

ظل ذاتِ کبریا و عکس حسن مصطفیٰ
مصطفیٰ خورشید آں خورشید رالمعاں توئی

حضرت شیخ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ لغزشوں سے وراء، خوشبو دار پسینے والے، سراپا کرامت تھے۔حضرت شیخ موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر ریاست علم وعمل، حال واستغنا کی انتہا ہو چکی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ میں ایسے اوصاف جمیلہ، احوالِ عزیزہ کو مجتمع کر دیا تھا جس کی مثال دیکھنے میں نہیں آئی۔حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق فرماتے ہیں کہ سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے احوال، مقام، اسرار میں کسی سے مقاربت نہیں کی سوائے انبیاء علیہم السلام کے مقامات و احوال کے۔" قلائد الجواہر" میں ہے کہ مشائخ و اربابِ احوال میں سے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب ومحامد کسی میں جمع نہیں ہوئے آپ علم، عمل

،حسب ،نسب ،عطیات ونعم میں بے مثال ہیں ۔آپ سے اشرف ،افضل ،اعلیٰ اولیاء اللہ میں قیامت تک کوئی نہیں ۔

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد
وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وعلیٰ القطب الربانی
والغوث الصمدانی والمحبوب السبحانی، قطب المشرق والمغرب
شاہ شاھانِ الباز الاشھب، شیخ الملک والجن والانس
غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی
علیہ الرحمۃ الرحمانی
(مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

لطافت شہدائے کرام رضی اللہ عنہم

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون" (سورہ بقرہ، آیت ۱۵۴) کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔ یعنی ان کی حیات تمہارے فہم و ادراک سے وراء ہے دوسرے مقام پر فرمایا: "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون" (سورہ آل عمران، آیت: ۱۶۹) کہ تم گمان بھی نہ کرو کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے مر گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق دئیے جاتے ہیں۔

علامہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قرآنی الفاظ "عند ربھم" کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کرام کو ایسا قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے جس کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی عام عوام کی فہوم اس کا ادراک کر سکتیں ہیں۔ علامہ مظہری رحمہ اللہ اپنے شیخ و امام حضرت مرزا مظہر جانِ جاں رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے کشف سے دیکھا ہے کہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے شہداء کرام علیھم الرضوان کو اللہ تعالیٰ اپنی کچھ تجلیات ذاتیہ سے بدلہ عطا فرماتا ہے اس لیے شہداے کرام جسم مع الروح اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور ان کی تمام قوتیں اعلیٰ ہوتی ہیں۔

آیہ کریمہ: "من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین" (نساء: ۶۹) میں صالحین سے پہلے صدیقین کے ساتھ شہداء کی ترتیب ذکر بھی اس نظریہ کی غماز ہے کہ شہداء کرام تجلیات ذاتیہ کے

فیضان سے مشرف کئے جاتے ہیں اور اس بات کا ثبوت بھی ہو جاتا ہے کہ شہداء کرام کو کمال کی لطافتِ بشری بھی حاصل ہوتی ہے ۔آیت مذکورہ بالا کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اطاعت خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے شہداء و صالحین کے نفوس ایسے شفاف ولطیف ہو جاتے ہیں کہ نبوت و صدیقیت کی شعاعیں ان میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں کہ حضور تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت سارے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت ہے اس لیے اطاعت کرنے والوں کو تمام انبیاء علیہم السلام کا قرب بھی میسر ہو گا نیز صالحین سے عام نیک لوگ مراد نہیں ہیں ۔صالحین صلاحیت سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے لیاقت و صلاحیت یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب خصوصی کی صلاحیت و قابلیت رکھنے والے خاص حضرات مراد ہیں ۔(تفسیر نعیمی جلد ۵)

لطافت صدیقین رضی اللہ عنہم بالیقین

قرآن مجید کی بیان کردہ ترتیب کے لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بڑا مرتبہ و مقام صدیقین رضی اللہ عنہم بالیقین کا ہے کیونکہ صفتِ صدق میں یہ حضرات انتہائی مقام پر ہوتے ہیں ۔ظاہری و باطنی طور پر انبیاء علیہم السلام کی کامل اتباع سے متصف ہونے اور ان کی وارثت و نیابت کے عظیم منصب پر فائز ہونے کے باعث بغیر کسی حجاب کے کمالاتِ نبوت اور خالص دائمی تجلیات الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ مشاہدہ ہر طرح کے استدلال سے بڑھ کر اطمینان و معرفت عطا کرتا ہے ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی لیے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی تھی ''رب ارنی کیف تحی الموتیٰ''(سورہ بقرہ، آیت ۲۶۰) کہ اے میرے پروردگار مجھے مشاہدہ کرا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ یہ مشاہدہ مرتبۂ یقین میں زیادتی کے لیے تھا۔جو لوگ اس کو یقین میں شک پر محمول کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اگر جان بوجھ کر کہیں تو کفر پر ہیں۔

نبوت و صدیقیت کا قرب

امام ربانی، قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقام نبوت و صدیقیت کے درمیان کسی قسم کا کوئی خفیف سا پردہ و حجاب بھی ہرگز نہیں ۔

حدیث پاک میں ہے ''المرء مع من احب'' کہ جو جس سے محبت کرتا ہے بروز قیامت اسی کے ساتھ ہوگا۔ یہاں معیت و قرب کی وجہ ''حب'' یعنی محبت بتائی گئی ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ محبت کسی خفیف و رقیق ادنیٰ سے ادنیٰ فصل و حجاب (دوری و آڑ) کو قبول نہیں کرتی ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جس طرح ظاہری قرب بلا فصل آیۃ کریمہ ''ان الذین

یبایعونك انما یبایعون اللہ" سے ثابت ہے اسی طرح باطنی تصدیق ومحبت اوروصل وقرب بھی بلافصل: "والذی جآء بالصدق وصدق بہ اولئك ھم المتقون ، النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم ، ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" اور دیگر کئی آیات واحادیث سے بلا ریب ثابت ہے اور شدت و گہرے اخلاص ومحبت سے اپنے نبی و رسول کی معیت میں خرچ و جہاد فی سبیل اللہ، تصدیق وغیرہ کرنے والے کو اپنے نبی کے ذریعے اصالۃً یا وراثۃً مرتبہ صدیقیت ملتا ہے۔ لہذا سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام صدیقیت پر فائز اور صدیق ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وصف میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منفرد ہیں جس پر قرآن کریم کی عبارت النص گواہ ہے۔ "ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا" اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صدیقوں میں اکبر صدیق ہیں۔

خاص اس سابق سیر قرب خدا
اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سیدا المتقین
چشم گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

آیہ کریمہ کے لفظ "معنا" سے ان کی وارفتگی ومحبت، یگانگت واتحاد، ذات وصفات اور فنائیت فی الرسول ایسی روشن و واضح ہے کہ محتاجِ تفسیر نہیں۔ لہذا انبیاء ورسل علیہم السلام بلکہ سید الرسل مولائے کل، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری مخلوق سے بڑھ کر انور، الطف، اکمل، افضل، اصدق اور اکبر ہیں کہ آپ تزکیہ، تقویٰ، "من نعمۃ تجزیٰ، وجہ ربہ الاعلیٰ" اور "یرضیٰ" وغیرہ اوصاف میں امتیازی شان رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے "وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی۔ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ الا ابتغآء وجہ ربہ الاعلیٰ۔ ولسوف یرضیٰ"۔ (اللیل)

امام ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں کہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت تمام امت کے

نزدیک بالاجماع قطعی ہے ظنی نہیں۔علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ۸۰ سے زیادہ راویوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین کے ایک جم غفیر سے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے کہ شیخین افضل الامت ہیں۔

(حاشیہ مکتوبات جلد ۶)

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

قرآنی لفظ "ویز کیھم" کی تفسیر

حضرت صدرالافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ "یز کیھم" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا مقصد ہی یہ ہے کہ دعوتِ اسلام قبول کرنے والوں کے ارواح ونفوس کو ہر طرح کی کدورت سے پاک کر کے حجاب اٹھا دیں، آئینہ استعداد کی جلا فرما کرا نہیں اس قابل کر دیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزکی ہونے کا یہ کرشمہ ہے کہ ارادت صادقہ سے حاضر ہونے والا ہر آدمی پہلی نظر سے ہی آن کی آن نہ صرف انسان کامل بلکہ رہتی دنیا کے لیے نجوم ہدایت بن جاتا کیونکہ تزکیہ وطہارت تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی توجہ ونگاہِ عنایت سے ہی مل جاتی ہے۔ دیگر اعمال صالحہ و نیکیاں تو بعد میں قیامت تک آنے والوں کے لیے بطور تعلیم عملی نمونہ ہیں۔مطہر کا لفظ ھا مشدد کے ساتھ بہت بلیغ ہے جس کا معنیٰ ہے اجسام،اخلاق،افعال کے لحاظ سے ہر قسم کی ناپسندیدگی سے پاک۔

علامہ مظہری بھی " یز کیھم " کے معنیٰ میں فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ابدان ونفوس کو عقائدِ فاسدہ و افکارِ کاذبہ اور برے اعمال و اخلاق کی کدورتوں،نجاستوں اور خباثتوں وغیرہ سے پاک فرمادیتے ہیں بلاشبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود تمام عالمین پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس کی برکت ، وسیلہ سے پہلی نگاہ پر ہی لوگوں کی کثافت وکدورت لطافت میں بدل سکتی ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی لطافت الطف کا کیا عالم ہوگا۔

’’اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبہ الذین امر اللّٰہ محبوبہ بتعلیم محبتھم ایاہ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ لان کانوا عاشقین بنورہٖ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقدمین برؤیت جمالہٖ فبذٰلک النور صاروکالنجوم وکل منھم عند المؤمنین لینا وعلی الصغار رحیما وعلیٰ الفقراء محسنا وعلی الاعداء قھورا ویقومون فی الصلٰوۃ خاشعین متضرعین وکان کل منھم ماھراًغالباً علی الامارۃ وصارفاًعنان الھمۃ عن الدنآءۃ وصابراً وحامداً ومعرضاً عن الدنیاو طالباً للمولیٰ وفی امورالدین جلداًو سریعاً وبذلوا انفسھم و اموالھم لاعلآء کلمتک و ترجیح ملتہ وکانو یقتبسون من نورہ برؤیۃ وجھہ لیلا ونھارا وبکرۃ و اصیلا فکانوا معدن العلم والکرم ومنبع النور المعظم ومن اقتدیٰ بہ ھو اھدیٰ سبیلا‘‘۔(جزاول جلداول مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

مزکئ عالم، نورمجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ شفاف دل، گہرا علم اور پراخلاص تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ومجلس کے لیے پسند اور دین اسلام کی اشاعت وترویج کے لیے چن لیا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جوکسی کی پیروی کرنا چاہتا ہے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن مجید کے الفاظ من اتبعنی سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا طریقہ بہترین، ہدایت عمدہ ہے وہ معدن علم، کنز ایمان اور جند رحمان تھے۔ پس ان کے اخلاق واعمال اور افکار وکردار کی مشابہت اختیار کرو کہ وہ سب بڑے اولوالعزم، خلت، محبت، محبوبیت اور کمالات نبوت ورسالت کے حامل یعنی عکس و پرتو اور صدیق وجنتی ہیں۔ نیز یہ کہ مقام صدیقیت میں سکر وغیرہ نہیں ہے۔

حضرت شیخ سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبیت اور تعظیم وتکریم کے باعث دین اسلام میں بے شمار خوبیاں جمع فرمائی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عام طور پر مسلمان مرتد ہونے سے محفوظ ہیں تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی کیونکر مرتد ہوگا جبکہ تمام صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کمالاتِ نبوت وصحبت کی برکت سے تجلیاتِ ذاتیہ الٰہیہ میں دائمی طور پر مستغرق رہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی ''التراتیب الاداریہ'' کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ ''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی معجزہ ظاہر نہ بھی فرماتے تو آپ کی نبوت کے اثبات کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہی بطور معجزہ کافی تھی''۔ (نظام حکومت نبویہ، فرید بک سٹال لاہور)

اہل یقین ومخلصین نورانی حضرات جن کے قلوب ظلمات نفس اور خواہشات نفسانی کے شائبہ سے نجات پا چکے ہیں انہیں شیطان ہرگز گمراہ نہیں کرسکتا نہ ہی وسوسہ ڈال سکتا ہے۔ (روح البیان)

"لیس لك علیھم سلطان" اور "فقد وقع اجرہ علی اللہ" کے تحت فرماتے ہیں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ ایمان ہرگز شیطان نہیں چھین سکتا اس کی حفاظت وثواب اللہ تعالیٰ نے خصوصی عنایت و کرم سے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔ شیطان کا ورغلانا عام مخلصین کو بھی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ صدیقین کو ورغلائے جوکہ خود مدبراتِ امر سے ہیں۔

آیہ کریمہ "الا عبادك منھم المخلصین" میں شیطان کا اعتراف عجز محتاجِ تفسیر نہیں، مخلصین بارے قرآن مجید کی عبارت النص سے ثابت استثنیٰ کے باوجود جوکوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مشکوک عقیدہ رکھے وہ خود مشکوک ومردود ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد ہفتم)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: "وکلا وعد اللہ الحسنیٰ" (الحدید ۱۰) "والذین اٰمنوا باللہ ورسولہ اولئك ھم الصدیقون" (الحدید ۱۹)

علامہ مظہری فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں اسم موصول اور ضمیر فصل کی اس امر پر دلالت ہے کہ مرتبہ صدیقیت کا انحصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا جائے کہ جوبھی بحالت ایمان ایک نظر محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتا وہ کمالات نبوت میں مستغرق ہوجاتا۔

اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ اٰلہ و اصحابہ الذین کان کل منھم فی امر الدنیا بطیئاً وفی امور الدین جلدا وسریعاً ومصابیح الھدیٰ وقنا دیل الوجود و اھل الشھود وکمال السعود المطھرین من العیوب وبارک وسلم بعدد ما نطق بہ کل ناطق بکل لغۃ وکنت لہ سمیعا۔ اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمدن الذی خیر لہ من قومہ وصحبہ خیر انصار واعوان"۔ (ملخصاً مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

نسبی قرابت اور قلبی قرابت میں فرق

نسبی قرابت گوشت وخون ہے جبکہ قلبی قرابت، جان و روح ہے اور جان و روح کی قرابت حقیقی قرابت ہے کہ جان و روح اصل ہیں اور گوشت وخون بمنزلہ فرع کے ہیں لہذا فرع کے مقابل اصل کا قرب بلحاظ مرتبہ و درجہ کے سب سے زیادہ اقرب و افضل حیثیات کا حامل ہوگا اس فرق کو اہل ایمان ہی پہچانتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب انور و الطف و اقدس کا دانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازوں کا خزانہ، غم کا ٹھکانہ، سوچ کا بندھن، رائے ومشورہ کی قرارگاہ، ہتھیلی کا باطن اور نگاہِ کرم کا مرکز ونشانہ رہے۔حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ حیثیت وعظمت مہاجرین وانصار اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آنے جانے والوں پر ذرا بھی ڈھکی چھپی نہیں۔(انوار الصدیق)

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا
عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

صادق وہ ہوتا ہے جو زبان کا سچا ہو مگر صدیق وہ ہوتا ہے جو زبان، دل، دماغ اور روح وغیرہ سب کا سچا ہو۔صادق وہ جو واقعہ کے مطابق کلام کرے مگر صدیق وہ ہوتا ہے کہ واقعہ اس کے کلام کے مطابق ہو جائے۔

جنگ احد میں مالک بن سنان شہید ہو چکے تھے۔مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے منہ مبارک سے نکل گیا کہ وہ پیچھے آرہے ہیں تو رب تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا۔حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب بیان کرنے والوں نے تعبیر پوچھنے کے بعد کہا ہم نے تو جھوٹے خواب بیان کیے تھے۔تو قرآن مجید میں ہے کہ آپ نے فرمایا"قضی الامر الذی فیہ تستفتیان"۔(یوسف:۴۱) کہ جو میں نے کہہ دیا ہے وہ ہو کے رہے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نسیم رسالت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسیم نبوت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نسیم

اصطفا، حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم نسیم محبت کی مہک لیتے تھے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرغوب ذکر لاالہ الااللہ جو بقول حدیث افضل ذکر ہے۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مرغوب ذکر" اللہ اکبر" حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر" سبحان اللہ" اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ ذکر" الحمد للہ" تھا۔

افضل بعد النبین کا پسندیدہ و مرغوب ورد بھی بفرمان حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الذکر لاالہ الااللہ ہے لہذا اصدق الصادقین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از انبیاء علیہم السلام سب لطیفوں سے الطف لطیف، سب صدیقوں سے اکبر صدیق اور سب بشروں سے افضل بشر ہیں۔بلکہ بعض محققین نے یہاں تک لکھا ہے کہ آل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سے قیامت تک جو کوئی بھی مرتبہ خلافت و امامت پر فائز ہوگا وہ قول، فعل، لباس کھانا، پینا وغیرہ میں ایسے مظاہر حقیقیہ دکھائے گا جنہیں سمجھنے میں عوام تو ایک طرف خواص کو بھی بڑی دقت و مشکل پیش آئے گی۔(عمدۃ التحقیق فی بشائر آل صدیق)

حضرت شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر صحابی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی نہ کسی خوبی کا بطور خاص وارث ہوتا ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث بنتا ہے۔حضرت شیخ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ پوری امت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قریبی کیفیت کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔(الابریز)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ تشریع نبوت کے بعد صدیقیت سے بلند ہے۔جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو جاتی ہیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اصدق الصادقین ، سید المتقین
چشم گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

"اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمدن الذی اخبرفی خبرہ الصحیح ان حول العرش ستون الف عالم یستغفرون لمحبی ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما ویلعنون لمبغضی ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما"۔(جز ۱۹ مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

روح، نور کا انتقال نطفہ کے ذریعے نہیں

خلّاق کائنات نے دنیا میں بے شمار مخلوق پیدا فرمائی لیکن تمام مخلوق کے طریقہ پیدائش فطرتاً مختلف ہیں اور خلّاق کائنات نے ہر مذکر مؤنث کا اختلاط اور صحبت وملاپ بے شمار طریقے سے کیا اور نطفے بھی مختلف پیدا کیے بعض صرف قرب سے صحبت یافتہ ہو جاتے ہیں اور ہوا کے ذریعے نطفہ منتقل ہو جاتا ہے ہندوستان کے علاقوں میں ایک پرندہ قُقنس پایا جاتا جو اپنی مادہ سے چونچ سے چونچ لگاتا ہے جس سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور دونوں اپنے ہی جمع کیے ہوئے (گھونسلہ) کے تنکوں پر جل مرتے ہیں اسی راکھ پر بارش ہوتی ہے جس سے نئے جانور (پرندے) پیدا ہو جاتے ہیں چنانچہ حیات الحیوان از علامہ دمیری صفحہ نمبر ۲۲۱ اور کتاب ''عجائب المخلوقات'' جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۳ پر ہے قال القزوینی انه طائر بارض الھند ایک پرندہ جبل ہند میں پایا جاتا ہے وہ سیٹی بجاتا ہے تو اس کی مادہ حاملہ ہو جاتی ہے برساتی مینڈک خشک سالی میں مر کر مٹی بن جاتا ہے پھر بارش ہوتی ہے تو وہی مٹی چھوٹے مچھلی نما کیڑے بن جاتے ہیں جو بعد میں مینڈک کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح بچھو کی پیدائش بھی مختلف طریقوں سے ہوتی ہے زمین کے گندھکی مادے سے بچھو پیدا ہوتے ہیں بعض اطباء کا قول ہے کہ زرد رنگ کی گائے کا گوبر اور دودھ و دہی ہم وزن ملا کر کسی بنجر اور کلر والی زمین میں گڑھا کھود کر ڈال کر اینٹ یا پتھر سے بند کر دو کہ اندر ہوا نہ جائے تو چالیس دن بعد سب گوبر بچھو بنے ہونگے غرض خِلق خَلق (یعنی مخلوق کی پیدائش) میں بیشمار قدرتیں اور قوانین خداوندی ہیں عقل عُقلاء حیران و سرگرداں ہے وہ مخلوق جو جماع اور وطی کے ماتحت ظہور پذیر ہوتی ہے اس میں بھی یکسانیت نہیں بلکہ بے حد امتیازات ہیں۔

پیدائش مخلوق یا ولادت اولاد کا سبب صرف مجامعت و قربت ہی نہیں بلکہ بیشمار طریقے ہیں انسانوں اور حیوانوں کی صحبت میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ انسان سارے جسم سے صحبت کرتا ہے دوسرا فرق یہ کہ جانور کا نطفہ صرف مادہ منویہ ہی کے ذریعے رحم میں پہنچتا ہے مگر انسان کا نطفہ زوج و زوجہ (مرد و عورت) کے ہر عضو سے دخول کرتا ہے صرف مادہ منویہ ہی سے نہیں اسی لیے خالق عالم

(اللہ تعالیٰ) نے انسان کے تمام اعضاء میں قوت شہوت ودیعت کی ہے بخلاف دیگر حیوانات کے یہی وجہ ہے کہ انسانوں پر غسل واجب حیوانوں پر نہیں چنانچہ شرح قاشانی صفحہ ۲۷۲ پر ہے ولہذا "تعم الشهوة اجزآء كلها ولذالك امر بالاغتسال منه فعمت الطهارة كما عم الفتاء فيها عند حصول الشهوة لانا المادة التى تنفصل منه اصل حياته" یعنی عام ہوتی ہے شہوت تمام انسانی اعضاء میں کہ وہ تمام اعضاء سے صحبت کرتا ہے اس لیے انسان پر غسل واجب ہے پس جس طرح مرد کا دخول عام ہے طہارت بھی عام ہوئی اس لیے کہ وہ مختلف مادے جو مختلف طریقوں سے مرد سے جدا ہو کر رحم زوجہ میں پہنچے ولد (بچے) کی اصل حیات ہے گویا کہ جانور کی صحبت ظاہراً اور حقیقتاً ایک طرز پر ہے مگر انسان کی مختلف طریقے سے کہ ظاہراً دخولِ عضوِ مخصوصہ مگر باطناً یا حقیقتاً ہر عضو سے یہی وجہ ہے کہ لمس سے بعض کمزوروں کو انزال ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ آنکھ زنا کرتی ہے ہاتھ پیر وغیرہ زنا کرتے ہیں یعنی حقیقی اور حکمی طور پر نہ کہ ظاہری کہ ظاہری زنا پر حد ہے نہ کہ باطنی پر اتنے اختلافات اور فرق معلوم ہو جانے کے بعد اب جاننا چاہیے کہ صناع کائنات جل مجدہ نے تمام اعضائے انسانیہ میں وہ قوت ودیعت اور منتقل کرنے کی طاقت رکھ دی ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں اپنے ماں باپ دادا، دادی ، نانا، نانی کے ہم شکل ہوتا ہے اور یہ مشابہت اسی لیے ہے کہ ہر عضو سے انتقالِ انسانی ہوتا ہے چنانچہ خاوند بیوی کی آنکھوں کے ذریعے ہم شکلی منتقل ہوتی ہے اگر خاوند بوقت صحبت بچشمِ خود بیوی کی طرف متوجہ ہو تو اولاد بیوی یا بیوی کے والدین سے مشابہ ہوگی اگر بیوی اپنے خاوند کو دیکھتی ہو تو اولاد خاوند کے مشابہ ہوگی اسی طرح بوسے اور پیار سے نطق انسانی منتقل ہوتا ہے، ہاتھ کے لمس سے قوت لامسہ اور شباہتِ ید کا انتقال ظاہر ہوتا ہے پسلیوں کے جڑنے سے روح انسانی کا دخول ہوتا ہے آنکھوں کے تعلق سے شرم و حیا اور ہم شکلی منتقل ہوتی ہے آنکھیں بھی روح قیامی کے دخول وخروج کا راستہ ہیں سینے کے لمس سے کیفیت قلبیہ کا انتقال ہوتا ہے اسی سے شباہتِ صدری کا بھی حصول ہے پیشانی کے قرب وملاپ سے نفس مطمئنہ ضمیر انسانی کا دخول ہے کہ یہ ہی نور معرفت کا مقام اول ہے غرض کہ سارا خاوند ساری بیوی سے دخول کرتا ہے جیسا کہ آئینے کے سامنے آدمی شبیہی طور پر آئینے میں

داخل ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الانسان مرأۃ الانسان انسان انسان کا آئینہ ہے (خیال رہے) کہ روح اور نور نطفہ ءِ مخصوصہ کے ذریعے منتقل نہیں ہوتے ۔رب کریم خلاّق اعظم سبحانہ نے اتنے تخلیقی اختلافات کے باوجود جو سراسر اس کی کروڑ ہا حکمتوں پر مبنی ہیں جن تک عقل تو درکنار شعورِ انسانی تک کو پہنچ نہیں مزید خلقتِ انسانی میں فرق فرمائے پھر انسانوں میں کافر، مومن، ولی، صحابی اور نبی میں بہت عظیم فرق کیے گئے مولانا روم فرماتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر

خلقت کما تشاء

تو بھلا اس رب العزت نے اپنے حبیب سرور انبیاء آقاء دو عالم عرش وفرش کے دولہا، وجہ تخلیق کائنات محبوب موجودات، مختارکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خِلقتِ مبارکہ میں کیا کچھ امتیازات نہ کیے ہونگے ۔ جب انسان کی ادنیٰ اشرفیت کی وجہ سے تمام مخلوقِ نسل انسانی کو پیدائشی طور پر ایک علیحدہ مقام سے نوازا تو کس طرح ہوسکتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خِلقت وولادت اور انتقالات عام انسانوں کی طرح ہوں ہر گز نہیں بلکہ بقول حضرت حسان رضی اللہ عنہ خلقت مبرّأً من کل عیب کانك قد خلقت کما تشآء اے پیارے نبی آپ تمام مخلوق سے مختلف ہو کر ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا کہ آپ سے پوچھ پوچھ کر بنایا گیا۔

عام انسان مومن جب صحبت کرتا ہے تو پیشانی کے لمس سے نفس مطمئنہ منتقل ہوتا ہے لیکن والدین انبیاء کرام علیہم السلام کی پیشانی سے بوقت مقاربت مبارکہ نفس الٰہی یا روحِ الٰہی کا انتقال ہوتا ہے اگر وہ باپ کے واسطے سے ہو تو نفس اِلٰہی اور اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے ہو تو روح الٰہی اور اگر بلا واسطہ خود رب کریم کی طرف سے ورود ہو تو عین نور اسی لیئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہوئے یہ دو واسطے نشانِ قدرت ہیں مگر پہلی صورت قانون قدرت ہے اسی کو نور اللہ کہا جاتا ہے یہ باپ کی پیشانی سے والدہ کی پیشانی میں دخول کرتا ہے بجز انبیاء علیہم السلام کے کسی کو نہیں

ملتا اسی لیے انبیاء علیہم السلام نور ہیں اور والدین انبیاء علیہم السلام مومن ہیں نہ انبیاء علیہم السلام غیر نور ہو سکتے ہیں نہ ان کے والدین غیرِ مومن ۔"تعلیقات علی فصوص الحکم" جلد دوم صفحہ ۳۲۸ پر ہے"ولکن النفس الالٰھی اوالروح الالٰھی نورانی" لیکن نفس الٰہی اور روح الٰہی دونوں نور ہیں یہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں کی شان ہے دیگر انسانوں حیوانوں کی ارواح نار ہیں کتنا عظیم فرق ہے پس روح خِلقتِ اُولیٰ میں نور ہے جیسے ملائکہ اور انسانوں میں نار ہے روح اول جس کو منطقی لوگ عقلِ اول کہتے ہیں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اسی کا سب سے اونچا مقام ہے یہی نور رب سے پہلے پیشانی آدم علیہ السلام میں خود باری تعالیٰ عزاسمہ نے اپنے دستِ قدرت سے رکھا ارشاد ہے "ونفخت فیه من روحی" اسی کو ملائکہ سے سجدہ کرایا گیا ارشاد ہوا "فقعوا له ساجدین" جھکتے ہوئے گر جاؤ یہی نور منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ کی پیشانی میں آیا وہاں سے منتقل ہو کر پیشانئ حضرت آمنہ میں دخول کیا رضی اللہ عنہما چنانچہ ارشادِ ربانی ہے "وتقلبك فی الساجدین" بخلاف دوسرے انسانوں کے کہ ان کی ارواح آگ کی ہیں پس روحِ انسانی جس سے اس کے بدن کی بقا اور حیات ہے وہ ناری ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ روح چار قسم کی ہے (۱) نفس الٰہی (۲) روح الٰہی (۳) روح مِلکیہ (۴) روح ناری ۔جسکو روح قائم بھی کہتے ہیں جسم پاکِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کو یہ چاروں روحیں عطا ہوئیں بعض انبیاء علیہم السلام کو صرف نفس الٰہی اور روح قائمہ اور بعض کو روحِ الٰہی اور قائمہ ۔دیگر انسانوں کو روح ملکیہ اور قائمہ ۔جانوروں کو فقط روح قائمہ عطا ہوئی حرامی ولد الزنا کو بھی فقط روح قائمہ ملتی ہے روح ملکی سے حرامی اولاد کو نہیں نوازا جاتا نہ وہ مشاہدۂ تجلیات سے بہرور ہو سکتے ہیں اس لیے حرامی شخص ولی اور متقی نہیں بن سکتا "فلا یشاهد الحق ابداً لذالك حرم الزنا فی جمیع الادیان" پس وہ شخص تجلیات حق کا مشاہدہ نہیں کر سکتا اس لیے ہر دین میں زنا حرام ہے خیال رہے کہ روح قائمہ سے اجسام کثیفہ یعنی مخلوق کو دیکھا جا سکتا ہے اور روحِ ملکی سے مشاہدۂ تجلیات ربانی ہوتا ہے جس سے ولایت کاملہ اور درجہ ملائکہ حاصل ہوتا ہے اور روح الٰہی سے اسرارِ قدرت کا نظارۂ ابدی حاصل ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اور نفس الٰہی سے ذاتِ خالق کا دیدار ہوتا ہے جو صرف جنابِ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے یہ روح نور اول سے تعبیر ہے یہی پیشانئ حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر بطن آمنہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ گر ہوا تمام ارواح چہرے کے راستے دخولِ بطن کرتی ہیں مگر نفسِ الٰہی ماتھے سے اور روحِ الٰہی اگر باپ کے واسطے سے ہو تو ماتھے سے اگر بلا واسطہ ہو تو گریبان کی حبل ورید کے ذریعے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ ہی روح دستِ قدرت سے بسبب حضرت جبرائیل علیہ السلام عطا ہوئی مگر نفسِ الٰہی کا نام روح محمدی ہے یہ ایک بے مثل ذات کی بے مثل مخلوق ہے یہ سب سے اول عین ذاتِ باری سے اور تمام مخلوق عین اس سے۔(ملخصاً فتاویٰ نعیمیہ جلد دوم)

لطافت انبیاء علیہم السلام

"اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ"

الوہیت کے بعد سب سے بڑا مرتبہ و مقام انبیاء علیہم السلام کا ہے یہ ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ خصوصی انتخاب اور چناؤ ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ" میں ہی زیادہ جانتا ہوں کہ اپنی مخلوق میں سے کس کو اس عظیم اعزاز و منصب کے لیے چننا ہے" دوسری آیت کریمہ میں فرمایا:

"اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس"(سورہ الحج آیت نمبر ۷۵) کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ملائکہ اور انسانوں میں سے کچھ انتہائی ستھرے حضرات کو اس تقدس مآب عہدہ کے لئے چناؤ و پسند کیا۔اس لیے ہر نبی صاحب نسب عظیم ہوتا ہے۔ایک تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا واٰل ابراھیم واٰل عمران علی العالمین"(سورہ اٰل عمران آیت نمبر ۳۳)

کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے قاذورات بشریہ سے مصفیٰ و منقیٰ جناب آدم علیہ السلام اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام اور حضرت عمران کی آل کو تمام جہانوں سے چن لیا۔سورہ ص کی ۴۵ تا ۴۸ آیات کریمہ میں فرمایا:"واذکر عبدنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب اولی الایدی

والابصار ,انا اخلصنٰھم بخالصة ذکری الدار،وانھم عندنالمن المصطفین الاخیار ،واذکر اسمٰعیل والیسع وذاالکفل وکل من الاخیار"(سورہ صٓ آیت نمبر ۴۵ تا ۴۸)

مجموعہ حقائق لطیفہ

آیات مذکورہ میں کچھ انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی ذکر فرمانے کے بعد آخری آیت کریمہ میں واو عاطفہ کے بعد لفظ"کل"فرما کر یہ بتادیا کہ دیگر مخلوق سے تمام انبیاء علیہم السلام کا اصطفیٰ ،اخلص ،اخیار وغیرہ اوصاف منیفہ اور کمالات مجیدہ سے کامل واکمل طور پر مزین ومتصف ہونا بلاریب ہے کہ قرآن پاک کی عبارت النص کالفظ"کل" بالکل واضح اور صریح دلیل ہے،لہٰذا تمام انبیاعلیہم السلام کا اصطفیٰ ،اخلص ،اخیار ہونا عام معنیٰ میں نہیں ہوگا بلکہ انتہائی بلیغ معنویت کا حامل ہوگا۔چونکہ ان اوصاف کی اسناد ضمیر "نا" کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے۔چنانچہ غزالیء زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ الفاظ ایسے خاص معنیٰ کے لحاظ سے ہیں جو نبوت کی خصوصیات ولوازمات میں سے ہیں جن کی رو سے ہر نبی کا مخلص ہونا ضروری ہے کیونکہ اخلص فعل تفضیل کی اضافت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کرتے ہوئے حرف"نا" ارشاد فرمایا۔مزید یہ کہ اخلص کے مصدر خالصة کو بھی ذکر فرمایا یوں انبیاعلیہم السلام کے ان اوصاف کی امتیازی معنویت کو تین مشدد وموکد منصوص فی القرآن تاکیدوں سے ایک ایسی خاص امتیازی معنویت وشان عطا فرمادی کہ انبیاء علیہم السلام کا مخلص ہونا یقینی وقطعی ہوگیا جبکہ غیر نبی کے لیے یہ اوصاف اس اہتمام سے ثابت نہیں یہی وجہ ہے کہ شیطان نے اعتراف کیا:"لا غوینھم اجمعین الا عبادك منھم المخلصین" کہ میں سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے کیونکہ وہ بشری کمزوریوں سے پاک کیے ہوئے ہیں" فردوس اللغات" میں بھی لفظ مصطفیٰ کا معنیٰ ہے بشری صفات (ہر طرح کی کدورت وکثافت) سے صاف کیا ہوا (یعنی مجسمہ لطافت) (گلزار محمدی)

حضرت سید نورالحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انبیاء والرسل علیہم السلام کی نبوت ورسالت ازلی ہے

کیونکہ وہ اس جسدی (بشری کثافتوں) کی بلا سے ازلی خلاصی پائے ہوئے ہوتے ہیں: (الانسان فی القرآن)

مفردات میں امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا صفاء جوہر خاص ہے ان کے فضائل جسمیہ ونفسیہ، نصرت وثابت قدمی اور سکون وطمانیت جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہے اور ہر طرح کی قلبی کج روی سے بچا کر اپنی خاص توفیق ان کے شامل حال فرمائی تاکہ عصمت و معصومیت کامل ہو۔ مذکورہ بالا لغوی و اصطلاحی وضاحت کے بعد علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں غیر انبیاء کے اصطفاء پر انبیاء علیہم السلام کے اصطفاء کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ہر شخص کا اصطفاء اس کے حسب حال ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کا حال باقی تمام کائنات سے افضل و اکمل ہے۔ اس لیے انبیاء علیہم السلام کا اصطفاء بھی کل مخلوقات سے اکمل و اعلیٰ (اخص الخاص شان وحیثیت) کا ہونا ضروری ہے جبکہ مطلق ہر انسان جسمانیت، حیوانیت اور ملکیت بلکہ یوں کہیے کہ کل کائنات کے حقائق لطیفہ کا مجموعہ ہے۔

کدورت اور کثافت گناہ سے پیدا ہوتی ہے

یعنی روحانی وجسمانی دونوں لحاظ سے انسان سراپا لطیف ہے اگر عام انسانوں کی لطافت کا یہ حال ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے خاص محبوب انعام یافتہ محفوظ ومعصوم حضرات کی لطافت کا کیا عالم ہوگا البتہ عام انسانوں میں معاصی وگناہ کے سبب کدورت وکثافت آجاتی ہے جس کا ازالہ بھی ممکن ہے کہ حدیث پاک ہے "التائب من الذنب کمن لاذنب له" کہ جس نے اخلاص سے توبہ کی اس نے گویا گناہ کیا ہی نہیں۔ اس کے باوجود عام کی لطافت کو خواص کی لطافت کے ساتھ کوئی ہمسری نہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان معرفت الٰہیہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور معرفت الٰہیہ کا حصول نبوت و رسالت کے بغیر ممکن نہیں لہذا نبوت و رسالت (انبیاء ورسل علیہم السلام) کے وجود کا وسیلہ انسان کے لیے ضروری ہے نیز یہ کہ انسان کا وجود معرفتِ الٰہیہ کے بغیر عبث ہے۔۔۔۔

ادراکِ انسانی کی تنگ و دو عقل اور حواس سے آگے نہ تھی جبکہ انسانی ضروریات کا تعلق حواس و عقل سے آگے عالم غیب سے بھی تھا۔ جس تک رسائی نبوت و رسالت کے بغیر ممکن نہ تھی کیونکہ اطلاع علی الغیب نبوت و رسالت سے ہی متعلق ہے۔ (مقالات جلد سوم)

یعنی غیب کے درست صحیح حالات اور یقینی خبر انبیاء علیہم السلام ہی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بات بلا ریب القاء و وحیء الٰہی ہوتی ہے ان کے افکار، اقوال اور اعمال وغیرہ کسی میں بھی کسی غلطی وخطا کو ہرگز کوئی دخل نہیں۔

قاذورات بشریہ اور انبیاء علیہم السلام

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے قول، فعل کے اعتبار سے جو کچھ صادر رہو اہم اسکی پیروی پر مامور ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ان سے کوئی ناپسندیدہ فعل واقع ہو کیونکہ وہ ہر طرح کے نقائص وتغیرات اور کدورت و قاذورات بشریہ سے پیدائشی طور پر منزہ ومبرا ہوتے ہیں۔ کہ نبوت و ولایت بلوغت کی محتاج نہیں (روح البیان) انبیاء علیہم السلام کے لیے حلم، صبر، تواضع، کیفیت، رحمت، شجاعت، عفو و بخشش، قناعت واستغنا، جمال وعدل، کمالِ عقل، حسن سِیرت وصورت، حسب و نسب، لطافت وغیرہ تمام صفات جمیلہ کا ہونا ضروری ولازمی ہے (حسنات جلد اول) تفسیر خازن میں ملاں جیون علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ میں تورات شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام محققین کے نزدیک ایسے لطیف ہوتے ہیں کہ ان کے روح وجسم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام ملائکہ کے اجسام کے موافق ہوتے ہیں بلکہ بڑھ کر اس لیے ان کو عامۃ الناس پر قیاس کرنا سخت غلطی ہے وہ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی مومن عارف اور پڑھ سیکھ کر آتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

بلا چون چرا اگر کسی کی اطاعت کی جا سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف حضراتِ انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ‘‘ (سورۃ النسآء: ۶۴)

کہ ہم نے رسل کرام علیہم السلام کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ ان کی ہر حال میں اطاعت کی جائے دوسرے مقام پر فرمایا "من یطع الرسول فقد اطاع الله" (سورۃ النساء: ۸۰) کہ جس نے ہمارے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یعنی انبیاء ورسل علیہم السلام کی اطاعت بغیر کسی تردد وشک کے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہے ان کی محبت عین اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے منافی نہیں کہ اس میں کسی قسم کی غیریت کا کوئی احتمال و شبہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام عوارضات (بشری) سے مبرا ومنزہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ اونگھ کی بلا سے بھی محفوظ و مامون ہیں اس لیے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا کہ نیند جسم کثیف کا خاصہ ہے۔۔ ان کے حال سے کماحقہ واقف ہونا ہمارے یعنی (عام لوگوں) کے حصہ میں نہیں۔ عوام کی دانش اس سے عاجز ہے ان کے لیے کسی قسم کا برزخ و پردہ مطلق نہیں یعنی وہ عالم ارواح سے عالم دنیا و قبر کو اور عالم دنیا سے جنت بلکہ اس سے بھی بالا کو بلا حجاب ظاہر دیکھتے ہیں آیہ کریمہ

"ان کید الشیطن کان ضعیفا" (سورۃ النسآء: ۷۶)۔۔۔۔ "فینسخ الله مایلقی الشیطن ثم یحکم الله ایٰته والله علیم حکیم" (سورۃ الحج: ۵۲) کے تحت شیخ طریقت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء کرام علیہم السلام از راہ عنایت الٰہی اس بلا القا (شیطانی مکر وغیرہ) سے معصوم ومنزہ ہیں تحقیق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے قویٰ جسمانی اور قویٰ روحانی میں جدا (ممتاز) ہوں (الانسان فی القرآن)

موجوداتِ اُخرویہ میں کدورت وکثافت نہیں

علامہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود مسعود اور حسن و جمال اگرچہ دارِ دنیا میں مخلوق تھا مگر دنیا کی تمام موجود اشیاء سے مختلف موجودات، اخرویہ کی جنس سے تھا (جلد پنجم) اور یہ بدیہی بات ہے کہ موجوداتِ اخرویہ میں کسی طرح کی کدورت وکثافت کے امکان کی قطعاً گنجائش نہیں کہ وہاں تو لطافت ہی لطافت ہے لہٰذا تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے متعلق بے عیب بشریت و لطافت کا عقیدہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ بے ادبی سے بچنا ممکن نہیں اور انبیاء و

مرسلین علیہم السلام کی ادنیٰ تخفیف شان بھی صریح کفر ہے۔انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا خاص انتخاب اور ازلی چناؤ ہیں اس لیے ان کے اجسام انور والطف میں کسی ظلمت، کدورت، ثقالت اور کثافت وغیرہ کے نقائص وعیوب کیسے ممکن ہو سکتے ہیں۔ورنہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب و چناؤ میں نقص لازم آئے گا۔

انبیاء ومرسلین علیہم السلام بنی آدم ہونے کی حیثیت سے انسان ہی ہیں۔لیکن زمین وآسمان کا فرق ہے (بلاتشبیہ) اس کی مثال ایسی ہے جیسے جسم میں آنکھ اور پتھروں میں لعل اور شیشہ کہ شیشہ باوجود جسم رکھنے کے سایہ نہیں رکھتا (کہ وہ اپنے اندر لطافت کی ایک جز شفافیت دوسری اشیاء کی بنسبت زیادہ رکھتا ہے) ایسے ہی انبیاء علیہم السلام وجود بشری کی آفتوں، حجابات، کدورت وکثافت وغیرہ سے ازلی منزہ مبرا اور مستثنیٰ ہیں (الانسان فی القرآن) یہی وجہ ہے کہ نبی کے وجود بشری کی تخلیق کے وقت ہی نور نبوت ڈال دیا جاتا ہے۔

صاحب "مرصاد العباد" سورۃ انعام کی آیت نمبر ۹۰ :"اولئك الذين هدى الله فبهدٰهم اقتده" کے تحت فرماتے ہیں کہ روز اول سے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو بے واسطگی کے مقام پر ہونے کی بنا پر توجہ خاص سے حق کا فیض پہنچا جس کے باعث ان میں یہ قابلیت و استعداد پیدا ہوئی کہ اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی بغیر کسی واسطہ کے غیب کا پیغام لیکر فیض حق جاری کریں۔اللہ تعالیٰ سے بشریت کی طلسم کشائی کی کنجی حاصل کر کے انسان کے طلسم کو کھولیں اور دیگر لوگ انبیاء علیہم السلام کی رہبری و رہنمائی میں حق کی تبلیغ و اشاعت کریں۔اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو یہ علم بغیر کسی واسطہ کے سیکھایا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: "الرحمٰن، علم القرآن"۔

انبیاء کا وجود مٹی کی جنس سے نہیں

حدیث پاک میں ہے: "ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل الاجساد الانبیاء"۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین اپنی ہم جنس چیزوں کو کھاتی ہے جب کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام لطیفہ مٹی کی جنس سے نہیں کہ مٹی ان کو کھائے۔انبیاء علیہم السلام کے اجسام بشری ہر طرح کی ظلمت وثقالت،

کدورت وکثافت وغیرہ کے نقائص سے ازلی و پیدائشی پاک وصاف ہیں جو آدمی کہے کہ وہ مرکرمٹی میں مل گئے ہیں مرتکب توہین ہے" صاحب بہارشریعت" نے عقائد کے بیان میں یہاں تک لکھا ہے کہ اولیاے کرام، علماے دین، شہداء، باعمل حفاظ قرآن مجید اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ کی خود کو تمام اوقات درود شریف میں مستغرق رکھا ان کے بدن (جسم بشری) کو بھی مٹی نہیں کھا سکتی کہ وہ مٹی کی جنس سے نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حامل قرآن مجید کے جسم کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی (تفسیر حسنات جلد اول) بلکہ گناہگاروں، کافروں کے اجسام کے اجزائے اصلیہ بھی مٹی میں دبانے یا آگ میں جلانے سے فنا وختم نہیں ہوتے نہ وہ خوردبین سے نظر آتے ہیں۔ (بہارشریعت جلد اول)

اگر شہادت سے شہید کا جسم اس قدر لطیف ہو جاتا ہے کہ اسے مٹی نہیں کھاتی اور وہ شہادت کے عمل نیک کے باعث مٹی کی کدورت وکثافت سے مصفیٰ ہو جاتا ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے اجسامِ بشری کی لطافت کا کیا کہنا کہ ان میں تو شہادت اور نبوت کی دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں اگرچہ وہ ظاہری طور پر شہید نہ بھی ہوں۔

اللھم صل و سلم علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا محمد ن النور قدیم اللّٰہ ومداده من نور ذات اللّٰہ و الشکل الذی من کنوز مکنون سر اللّٰہ و بحر العرفان الطامی الذی جرت منه انهار الرسل والانبیاء واعلم الخلق بالله واعرفهم ونباه اللّٰہ قبل اٰدم وعلمه اللّٰہ الاسمآء ومسمیاتها وهو الذی المتفرد المتاثر بالمرتبة الادنوية والطيف بلطآئف شمآئل الرؤ ف الرحيم وعمدة الخلق واسم الاعظم والارحم والمستخلص من خالصة الخلاصة والمخصوص بعموم الرسالة واصل الموجودات والمبدء والمنتهیٰ وذکر الاشباح العلوية ولسفلية وسر الاکبر لولاه ماکان الامداد للعالم وفاق المرسلين بکثرة الفضائل والدلائل والاتباع والاعوان وخليفة اللّٰہ علی البرية فی کل زمان و مکان والروح الاعظم فی صورة انسان واجلسه اللّٰہ فی مجلس الحب واحله محل القرب تضآئلت الفهوم عن

ادراک کنهہٖ وعجزت العقول عن فهم کیفیتہٖ و به کمال الکمال فتحقق ماورد فی شانه من العلامات والبشآئر۔ (ملخصاجلدپنجم مجموعه صلوٰۃ الرسول)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من الطفه اللّٰه و ظهر فی الاسماء والصفات الالٰهیة کلها علی وجه الاعتدال التآم بلاغالبیة و مغلوبیة۔ (جلد اول، صفحة ۲۱۰)

اللهم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا محمد صاحب الصورة المقدسة المنزلة من سمآء قدس غیب الهویة الباطنة الفاتحة بمفتاح الالٰهی لابواب الوجود القآئم بها من مطلع ظهور ها القدیم الیٰ استواء اظهار ها للکلمات التآمات صل وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد ثمرة شجرة القدم ونسخة الوجود والعدم وجمال التجلیات الاختصاصیة وجلال التنزلات الاصطفائیة ومستویٰ تجلی عظمتک ورحمتک وحکمک هو الازل والابد تقدیرا ثم تصویرا ثم تحقیقاً ثم تخلیقاًثم ظهوراً ذاتیاًوکان فیاضا و جبریل بین الوجود والعدم ولطیفة الارتیاح۔

اللهم صلی وسلم علیٰ سیدنا محمد بحر انوارک ومعدن اسرارک ولسان حجتک وعروس مملکتک وامام خضرتک وطراز ملکک وخزآئن رحمتک وطریقِ شریعتک واَنُسان عین الوجود والسبب فی کل موجود المتقدم من نور ضیائک صلوٰۃ ووسلاما تدوم بدوامک وتبقیٰ ببقائک لامنتهیٰ لها دون علمک صلوٰۃ ترضیک وترضیه وترضٰی بها عنا یارب العالمین۔

لطافتِ سید الالطف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نخلِ اصل وجود، خلاصہ موجود، باعث کون و مکاں، محبوب انس و جاں، مہمانِ لامکاں، خاتم الانبیاء والرسل، سید الالطف جناب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا بلا عدد الیٰ یوم الجزاء کی الطف الالطف لطافت بشری کی شانِ اوسع وارفع، اولیٰ و اعلیٰ کا کیا کہنا جبکہ اولین و آخرین کا بلا اختلاف اس بات پر اجماع کامل و اکمل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح روزِ اول سے تمام اوصاف حمیدہ بالخصوص وصفِ نبوت و رسالت اور اعزاز خاتم الانبیاء والرسل ہونے کی امتیازی حیثیت و شان کی حامل ہے یہی وجہ ہے محققین فرماتے ہیں کہ جو چیز مادے کے بغیر پیدا ہوئی وہ صرف اور صرف نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔(انوار المحبوبین صفحہ:۹۵)

علامہ عزیز بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر کسی مادہ کے پیدا کیا گیا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غایت درجہ لطیف و الطف، اشرف و اعظم اور حاضر (بارگاہِ الٰہی) ہیں کہ بغیر آنکھ جھپکائے اللہ تعالیٰ کے مشتاقِ دیدار و متحمل ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ "مازاغ البصر وما طغیٰ" کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک شب معراج ایک لمحہ کے لیے بھی نہ جھپکی نہ حد سے بڑھی۔ جھپکنا تھکاوٹ کے باعث ہوتا ہے اور تھکاوٹ جسم کثیف کا خاصہ ہے۔لہذا شب معراج خاص حریم قدس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکٹکی باندھ کر دیدار الٰہی کرنا اِدھر اُدھر بھی متوجہ نہ ہونا اس عقیدہ کے صحت کی منصوص دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ازل سے روحانی و بشری لحاظ سے سراپا لطیف و الطف اور مؤدب ہے۔(مقصد الاقصیٰ)

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "انا اعلم باللہ" کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جانتا ہوں (بخاری شریف) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معلوم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ جس کا معلوم بڑا ہوگا اس کا علم و تحمل بھی بڑا اقوی الاقویٰ لطیف الالطف ہوگا۔

ذاتِ نبی معلم سے وراء

جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو اپنے کلام قدیم میں خاتم النبین فرمایا ہے تو آپ ﷺ ازل ہی سے اس صفت کے ساتھ متصف ہیں ۔۔۔۔۔مصداق اس صفت کا کب سے معین ہوا سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ابتدائے عالم امکاں سے جس قسم کا وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت ﷺ اس صفت مختصہ کیساتھ متصف ہیں ۔(انوار احمدی از علامہ محمد انوار اللہ قادری حیدر آباد)

قانونِ الٰہیہ کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی واحد جماعت مِبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہی پڑھ ،سیکھ کر دنیا میں تشریف لائے کسی تفسیر سے اشارۃً بھی یہ بات ثابت نہیں کہ کسی نبی نے کسی انسان ،یا جن وفرشتہ سے سیکھا ہو اللہ کے نبی کا درجہ کسی مخلوق سے کم نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا درجہ انبیاء کرام کا رکھا ہے اس لیے دنیا کی مخلوق میں کوئی شخص نبی کا استاذ نہیں بن سکتا قرآن وحدیث میں کہیں ایک جگہ بھی ذکر نہیں کہ کسی نبی نے کسی غیر نبی مخلوق سے کچھ ذرہ بھر پڑھا ،سیکھا ہو اللہ تعالیٰ نے انہیں (اپنی بارگاہ کے)ایسے مدرسے میں پڑھایا کہ کوئی انسان نہ جان سکا تا کہ تمام کائنات انبیاء علیہم السلام کے زیر رعب رہے "وانه لذو علم لما علمناه ولكن اكثر الناس لا يعلمون "(النحل ۳۸) نبوت کے لیے علوم سند کی حیثیت رکھتے ہیں تو بوجہ قاعدہ ہر نبی کے لیے یہ ڈگری درجہ نبوت پر فائز ہونے کے لیے لازم ہے اور یہ سند ملتی کہاں سے ہے؟ صرف بارگاہِ رب العزت سے اسی لیے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ عطائی ہوتی ہے صرف قانون ومعرفت کی تعلیم ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام صنعت کاری انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر آتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام علوم میں اپنی اصل (علم ادم الاسماء كلها)(البقرہ ۳۱) کی حیثیت پر ہیں انبیاء علیہم السلام کو رب العزت نے دنیا میں تمام مخلوق کو پڑھانے کے لیے بھیجا ہے اس لیے ان کے علوم سب مخلوق سے زیادہ ہو تے ہیں یہاں تک کہ جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام سے بھی زیادہ ہیں ۔

جتنے علوم ہیں یا ہوں گے

دنیا میں آج تک جتنے علوم پیدا ہوئے یا قیامت تک پیدا ہونگے وہ سب انبیاء علیہم السلام کے پاس ہیں ہر قسم کی صنعت کاری سے لیکر منطق و فلسفہ، موجودہ سائنس، علم فلکیات وغیرہ بے شمار علوم ظاہری کو بخوبی سب کائنات سے زیادہ جانتے ہیں اس کے علاوہ ستر ہزار علوم ایسے ہیں جو بجز انبیاء علیہم السلام کوئی نہیں جانتا یہ علٰیحدہ بات ہے کہ جہاں جس قوم میں جن علوم کی ضرورت تھی انہوں نے انہی علوم کو ظاہر فرمایا باقی علوم کو ظاہر نہ فرمایا مگر اس عدم ظہور سے نفی ثابت نہیں ہوسکتی اور آقاءِ دو عالم فخرِ آدم و بنی آدم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآنِ کریم ارشاد فرماتا ہے: "و علمك ما لم تكن تعلم (سورۃ النساء، آیت ۱۱۳) الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان" (الرحمٰن ۱، ۲، ۳)

انسان کامل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا پھر اسی وقت ان کو ساری کائنات کا بیان سکھا دیا تمام مفسرین کے نزدیک یہاں لفظ انسان سے مراد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مخلوق تو بے شمار ہے کسی نے کچھ سیکھنا ہے کسی نے کچھ لیکن سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ساری کائنات کے لیے نبی ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے ہی علوم و زبانیں عطا کی گئیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے قانون بیان فرمایا: "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ" کہ ہم نے جس قوم کی طرف بھی جو رسول بھیجا اسے اس قوم کی بولی و علوم دے کر بھیجا۔ دوسرے مقام پر فرمایا: "وعلّمنا منطق الطير واوتينا من كل شيء (النمل ۱۶)۔ وعلّم ادم الاسمآء كلها" (البقرہ ۳۱) کے اعزاز سے بھی سب انبیا کو نوازا گیا یہ بات اجماعی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے انبیا کے جمیع علوم و معجزات کے جامع ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے لیے نبی، رحمت، معلّم اور مبلغ بن کر تشریف لائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا" (الفرقان)، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سبا ۲۸) " اے محبوب ہم نے آپ کو ساری

انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ دوسرے مقام پر فرمایا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (سورۃ المائدہ ۶۸) "اور حدیث پاک میں ہے "بعثت معلّما" نیز جس کا جتنا معلوم بڑا ہو گا اس کا علم بھی اتنا ہی بڑا ہو گا۔ نبی آخر الزماں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معلوم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو کہ لا محدود ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم بھی لامحدود ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "کافۃ اللناس" کی طرف رسول بنا کر بھیجنا تھا۔ اس لیے "کافۃ الناس" کے علوم وزبانیں اور بولیاں عطا کر کے بھیجا گیا۔

"لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة" (ال عمران ۱۶۴) اس آیت میں فرمایا میرا محبوب تمہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ اور سکھاتا وہی ہے جس کے پاس علوم کِتاب حکمت ہوں۔ دوسری آیت میں فرمایا "ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا" (البقرہ ۲۶۹) کہ جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو خیر کثیر عطا کیا گیا۔ اور محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انا اعطینك الکوثر" کہ اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ جس کے پاس حکمت ہے اس کے پاس خیر کثیر ہے۔ اور حضور محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کثیر نہیں بلکہ ہر طرح کا کوثر عطا کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی چیز ہو آپ سے کب نہاں
جب خود خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود

عقلاً بھی یہ بات تسلیم ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت تک ساری مخلوق کو پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو اب ہر ذی عقل خود جان سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبلغ عِلم کیسا ہو گا لہذا ناممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام بغیر پڑھے آجائیں ایسا عقیدہ مذاق اور مبعوث فرمانے والے اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہے مقام غور وفکر ہے کہ جب طالب طریقت کے لیے غوثِ اعظم جیسے استاد کی ضرورت ہے ان کے بغیر اس کی ضرورت پوری نہیں ہوتی تو بتائیے نبی اللہ کی ضرورت کتنی ہو گی دنیا کا کون شخص اُس (نبی) کی ضرورت کو پورا کر سکے گا کس کی مجال ہے کہ نبی کی استادی کا دم بھرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرآن سیکھا آج کائنات میں جن و

ملک میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں صحابی نے کیا سیکھا اور آپ ﷺ نے کیا سکھا یا کسی کی ہمت نہیں ہے کہ اندازہ ہی کر سکے جب ساری کائنات کا علم آپ ﷺ کے صحابی کے برابر نہیں تو بتائیے کہ نبی کو کون شخص پڑھا سکتا ہے بس عقل وسلیم والوں کو ماننا پڑے گا۔

انبیاء دنیا میں آتے نہیں پڑھنے کے لیے
وہ تو آتے ہیں زمانے کو پڑھانے کے لیے

(ملخصاً فتاویٰ نعیمیہ جلد دوم صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۴)

بدن بمطابق روح

نبی اپنی حقیقت میں عام بشروں اور انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ نفس قدسیہ نبویہ اپنی ماہیت میں باقی نفوس سے مختلف ہوتا ہے جب نبی کی روح غایت صفاو شرف میں ہوگی تو بدن بھی انتہائی صاف و پاکیزہ ہوگا بدن کی قوت مدرکہ اور قوت محرکہ بھی انتہائی کامل ہوگی کیونکہ یہ قوتیں ان انوار کے قائم مقام ہیں جو انوار جو ہر روح سے صادر ہوتے ہیں اور نبی کے بدن سے واصل ہوتے ہیں جب روح و بدن انتہائی کامل ہوں گے تو ان کے آثار بھی انتہائی کامل مشرف و صاف ہو نگے۔

جسم محمدی ﷺ لطیف ترین ہے اس لیے بالائے عرش روح مع الجسم معراج مبارک ہوئی آپ ﷺ کا جسم الطف ارواح میں شمار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسم انور والطف مبارک کا سایہ نہ تھا کہ سایہ کثیف چیز کا ہوتا ہے جبکہ آپ ﷺ کا جسم الطف بشری نور سے بھی زیادہ لطیف ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا شب معراج بالائے عرش اپنے پروں کے جلنے کے خطرہ سے رک جانا اس نظریہ حقہ کی روشن دلیل ہے کہ صاحب قاب قوسین، محبوب کونین ﷺ کا بشری جسم مبارک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی لطافت سے کہیں زیادہ بلکہ انتہائی اطہر وانور لطیف والطف ہے۔ بحر العلوم مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر

بہرحق سوئے غریباں یک نظر

کہ اے وہ ذاتِ الطف ﷺ جن کی بشریتِ الطف میں ہزاروں جبرائیلی لطافتیں اور طاقتیں گم ہیں خدا کے لیے ہم غریبوں پر ایک نگاہِ کرم کیجیئے۔

"ان النور المکنون الذی منه رسول اللّٰه ﷺ ای صورۃ جسدہ ﷺ انتقل فی بطن امہ الخ"، ترجمہ: زمین وآسمانوں میں بشارتوں اور مبارکبادیوں کی ندائیں بلند ہوئیں جس رات شکمِ مادر میں آپ ﷺ کا وہ نورِ مکنون تشریف لایا جس سے جسم پاک بنایا گیا شہکار دستِ قدرت ﷺ ناف بریدہ، ختنہ شدہ صاف و پاک از آلائش شکم پیدا ہوئے۔
(شفاء شریف صفحہ ۱۹، الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم از شیخ عبدالحق الہ آبادی ص ۷۷، ۸۳)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے صراحتاً ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا جسم بشری مبارک نور مکنون سے بنایا گیا "علیہ الف الف صلاۃ وسلام"۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حبیب خدا ﷺ کے محاسن عالیہ ایسے ہیں جن میں کسب کو قطعاً دخل نہیں بلکہ وہ آپ ﷺ کی جبلت میں پیدائشی طور پر پائے جاتے ہیں کہ کوئی کمال ان کے احاطے سے باہر نہیں۔ (شفاء شریف ص ۱۲۱)

اللهم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد الذی سماه اللّٰه ذکر رسولا وولد مختونا مکحولا و نظیفا مقطوع السرۃ ۔۔۔وضعته امّه وبدا قبض علیٰ مفتاح النبوۃ والنصر والهدی۔۔۔۔اضائلها بین المشرق والمغرب فی الوجود اعلن لله بالسجودوُلد فی خوارق عاداتهٖ واٰیات بیناتهٖ ولم تجد امه من ثقل الحمل ولم ترفی حال وضعهٖ ماراته النفسآءُ ونشر اللّٰه علیه فضله وادامهٗ ورغبت الملائکة فی تربیته کان یتحرک مهدهٗ وعین العنایة الربانیة تحرسه فی الغدوّ والاصال وقرأ رضوانٌ فی اُذ نیه واذن جبرآئیل فی اذنهٖ(جزاول ملخصا مجموعه صلوٰۃالرسول)

ظہورِ بشریت الطف کا پہلا دن

جب نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے اپنے حجرے میں ہوتے ہوئے شام کے محلات دیکھ لیے شہر مکہ معظمہ والوں کو رات کے وقت گھروں میں چراغ جلانے کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو اہل محلہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے کہتے اے حلیمہ تم رات کو چراغ کیوں جلائے رکھتی ہو۔ مخلوقِ علوی، ملائکہ اور جنت کے غلمان وحور، فرش زمین کے وحوش وطیور اور دیگر ہر مخلوق رقص وسرور میں مستغرق ومخمور ومعمور ہوگئی۔ "اھلاً و سھلاً یا" حبیبی و محبوبی یا حبیب اللہ و یارسول اللہ کی صدائے دلنواز سے چودہ طبق گونج اٹھے، کائنات کی ہر چیز درود وسلام کی سوغاتیں پیش کر رہی تھی اور ولادت معظمہ کا ابھی پہلا دن ہے مگر مظہر جلال الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جلالت کا عالم یہ ہے کہ ہیبت و جلال سے قیصر وکسریٰ کی سرکش بادشاہتوں میں ایسا زلزلہ برپا ہوا کہ اس کی جاہ وحشمت کے مینار پیوند زمین ہونے لگے، ہزاروں سال سے دھکتا آتش کدہ ایران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رعب کی تاب نہ لاتے ہوئے بجھ گیا۔ جیسا کہ طبرانی نے الکبیر میں سند صحیح سے روایت کی وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک ماہ کی مسافت آگے اور ایک ماہ کی مسافت پیچھے رعب و دبدبہ سے میری مدد کی گئی۔ شیطان لعین کی چیخیں نکل گئیں۔

جلال ان کا کھنڈروں میں یوں چمکتا
کہ خاک میں جیسے کندن ہو دہکتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹی مبارک ماہ تسنیم میں گوندھنے سے خوشبو دار تھی تو پسینہ مبارک بھی خوشبو دار تھا۔ (نجوم الفرقان جلد ۷)

اللہ رے ترے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلیٰ کہوں تجھے

اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد ن الذی جسدہ الین من الخز والحریر وطلعتہ ابھیٰ من البدر المنیر ھو لطیف اللّٰہ اکبر خلق اللّٰہ احسن خلق اللّٰہ امدح خلق اللّٰہ اعلیٰ وارفع خلق اللّٰہ احفل واعرف خلق اللّٰہ احب الخلق الی اللّٰہ وافخر خلق اللّٰہ موصوف باصطفآئ اللّٰہ ومھبط وحی اللّٰہ کبیر انوار اللّٰہ جمال وجہ اللّٰہ محمود اللّٰہ نور قدیم اللّٰہ شکل الذی مدادہ من کنوز مکنون سر اللّٰہ (مجموعہ صلوٰۃ الرسول۔جز ۲۵)

صورت انسانی میں آنے کی حکمت

وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم انور بشری انتہائی لطیف ہے اگرچہ بظاہر صورت یعنی دیکھنے میں نوعِ انسانی میں سے ہے۔نوعِ انسانی میں پیدا فرمانے کی حکمتِ خداوندی یہ تھی کہ بنی نوع انسان بغیر کسی وحشت وخوف کے انتہائی مانوسیت وقرب کے ساتھ محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فیضانِ حقیقت ومعرفتِ الٰہی کی دولت وعزت سے مالا مال ہوں لہذا بظاہر صورت انسانی میں تشریف لانے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام انسانوں کی طرح بشر سمجھنا سخت بے دینی گمراہی ،محرومیت ،کفرانِ نعمت اور دنیا وآخرت میں لعنت و ذلت کا باعث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم اجساد واجسام میں بظاہر انسانی شکل وصورت میں پیدا ہونا لطافت کے منافی نہیں اللہ تعالیٰ لطیف و الطف تر لطافت کو نوع انسانی میں بے مثال لطافت کے ساتھ پیدا فرمانے پر قادر ہے۔پس باعث کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لطافتِ بشریہ اپنی مثال آپ ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم الطف بشریہ کا سایہ نہ تھا اور روح مع الجسم وہاں سے آگے معراج فرمائی جہاں سے آگے جناب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پر جلتے ہیں۔

حسن یوسف علیہ السلام اور حسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود (بشری) اگرچہ دارِ دنیا میں مخلوق تھا لیکن وہ ان تمام اشیاء سے مختلف تھا وہ موجوداتِ اخرویہ جنت کی اشیاء کی جنس سے تھا اس لیے فرمایا۔ "اذھبوا بقمیصی ھٰذا فالقوہ علی وجہ ابی یأت بصیرا" (سورہ یوسف: ۹۳) کہ میری قمیص لے جاؤ والد گرامی کے چہرۂ انور پر پھیرو تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ "و قطعن ایدیھن "(۳۱) عورتوں کا حسن یوسف علیہ السلام کی تاب نہ لاکر اپنی انگلیاں کاٹ لینا اس لئے آپ کا برقعے وحجاب میں رہنا وغیرہ دلالت کرتا ہے کہ آپ کا وجود جنت کی اشیاء کی جنس سے تھا تمام ممکنات اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ظلال کے مظاہر ہیں اور انبیاء و ملائکہ ظلال کے نہیں بلکہ خود اسماء و صفات کے مظاہر ہیں پس اسماء وصفات انبیاء کرام میں ظلال کے واسطہ کے بغیر روشن ہوتی ہیں اور دوسری ممکنات میں واسطہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ پھر یہ صفات اشیاء اخرویہ میں خالص وجود اور ذات کے اعتبار سے روشن ہوتی ہیں۔ ان کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ خیال کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضلیت لازم آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آخرت کے حسن کا ظہور دنیا میں اس قدر (یعنی مثل یوسف علیہ السلام) کیوں نہ ہوا یہ کسی مخفی امر کی وجہ سے ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔۔۔۔۔ البتہ کمال لطافت اور علو درجہ کی وجہ سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا حسن و جمال عطا ہوا جسے اس دنیا میں دنیوی آنکھوں کی قوت اپنے ضعف کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادراک نہیں کرسکتی جیسے لوگوں کی آنکھیں دنیا میں ذات الٰہیہ کا ادراک نہیں کرسکتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود بشری نہایت وغایت درجہ لطیف والطف ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشری لطافت کے باعث سایہ نہ تھا کہ سورج کا نور صرف کثیف چیزوں پہ ظاہر ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف جمال ہی جمال آخرت میں ظاہر ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سورج پر غالب تھا۔ (مظہری جلد ۳)

بہتر یہی ہے کہ اس مسئلہ میں ان نفوس قدسیہ کی تحقیقات پر اکتفا کی جائے جن کا علم وتقویٰ ، اہل شریعت وطریقت دونوں کے نزدیک مسلم ہے ۔اور جن کا قول ساری امت کے نزدیک حجت ہے ۔

”اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد الذی کانت کفه الین من الحریر والدیباج وغلب ضوئه ضوئ الشمس والسراج کاَنَّ الشمس تجری فی وجهه وکان رقیق البشرة ولم یکن شیءٌ اصفیٰ من جلده کانّ مآئ الذهب یجری فی صفحة حده رونق الجمال یطرد فی جبینهٖ لوکانت الافلاک اوراقاً والاشجار اقلاما والبحار مداداًلماوسعت حصر مناقبهٖ وعددکمالاتهٖ“۔(جزرابع مجموعه صلوٰة الرسول)

کشف کی باریک بینی

چنانچہ حضرت امام ربانی قندیل نورانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ الربانی نے شریعت وطریقت کے سانچے میں رکھ کر کشف وشرح صدر کے ساتھ جس حسن وخوبصورتی سے اس مسئلہ لطافت میں عقدہ کشائی فرمائی وہ بلاشبہ آپ ہی کا حصہ ہے ۔جس میں نہ تو عزت وعظمت مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرمُوکسی تقلیل وتخفیف اور مبالغہ وغلوّ کی کوئی کوتاہی ہے نہ شریعت مطہرہ کے کسی اصول، مزاج سے عدولی۔ مجدد پاک فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ” پیدائش محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے افرادِ انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے ۔بلکہ افراد عالم میں سے کسی ایک فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت بھی نہیں رکھتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ۔جیسا کہ حدیث کے الفاظ خلقت من نور الله سے مفہوم ہوتا ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ۔نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے ۔ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا ہی کشف کی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مشہود نہیں ہوتا ۔بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت وامکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں ۔وہ اس عالم سے بالا تر ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا عالم

شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور کائنات میں آپ ﷺ سے (زیادہ) لطیف کوئی نہیں۔ مراتب و درجات وہبی ہوں یا کسبی، کمالات علمی ہوں یا عملی، عادات وخصائل روح پُرنور بلکہ جسم عنصری تک میں کسی کو مماثلت تو کجا ادنیٰ مناسبت بھی نہیں۔

صفت علم کا اتحاد

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی مربی اور مبداء تعین اللہ تعالیٰ کی صفت علم ہے جو تمام صفات سے قریب تر اور محبوب تر ہے۔ اور علم کا حسن و جمال اتنا لطیف اور بلند مرتبت ہوتا ہے کہ نگاہیں پا نہیں سکتیں اسی لیے حضور نبی رحمت ﷺ کے کمال حسن کو ہماری نظریں صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ (مکتوبات شریف)

ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھوں درجہ اشرف، جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح ملائکہ سے لا انتہا الطف۔ (العقیدۃ الحسنہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

شانِ محبوبی

پس علم کو ذات اقدس جل وعلا کے ساتھ وہ اتحاد ہے جو غیر کو نہیں یہاں ''احمد'' کا قرب ''احد'' کے ساتھ ہے معلوم کرنا چاہیے کہ ان کے درمیان کونسا واسطہ ہے۔ وہ صفتِ علم ہی ہے جو مطلوب کے ساتھ اتحاد رکھتی ہے۔ پھر حجاب ہونے کی کیا گنجائش ہے۔ نیز علم کے لئے ایک ایسا ذاتی حسن ہے جو صفات میں سے کسی اور کے لئے یہ حسن ثابت نہیں۔ اس حسن کا پورا پورا ادراک عالم آخرت سے وابستہ ہے جو رؤیت کا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے حضرت محمد ﷺ کے جمال کو بھی پالیں گے۔ صفت علم کے حسن کے ساتھ کسی دوسرے کے حسن کو کس طرح مشارکت ہوسکتی ہے کہ حسن عین مطلوب ہے۔

دوسرے کے لئے چونکہ اس قسم کا اتحاد نہیں اس لئے ایسا حسن بھی نہیں، پس پیدائش محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود حدوث کے قدم ذات کی طرف منسوب ہے۔اور اس کے احکام بھی وجوب ذات تعالیٰ تک منتہی ہیں اور اس کا حسن حسن ذات تعالیٰ ہے۔جس میں حسن کے سوا اور کسی چیز کی آمیزش نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ جمیل مطلق کی محبت کا تعلق ہے اور (وہ ذات) حق تعالیٰ کی محبوب ہے۔حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حقیقت الحقائق ہے اس حب کا تعین اور ظہور ہے جو ظہورات کا مبداء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے۔اول اول وہ چیز جو اس پوشیدہ خزانے سے میدان ظہور میں آئی یہی حب ہے، جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے، اگر یہ حب نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا، عالم عدم میں راسخ اور مستمر رہتا ہے۔(خدا چاہتا ہے رضائے محمد ۳۴۲۔۳۴۳)

حقیقت الحقائق کا مطلب حضرت آفتاب گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب یوں بیان کرتے ہیں" میرے خیال میں ظہور و سریان حقیقت احمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عالم و ہر مرتبہ اور ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔اس کو حقیقت الحقائق کہتے ہیں۔(فتاویٰ مہریہ ص ۵)

اور مناسب ہے کہ تم جانو کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔لہذا اس طرح پیدا کئے گئے کہ فرشتوں کی ارواح اور شکل انسانی کے درمیان ہوں اور باطنی اسرار اور ظاہری انوار کے جامع ہوں۔تو جسم اور ظاہری حالت کی جہت سے انسانوں میں رکھے گئے، اور روح اور باطن کے لحاظ سے فرشتوں کے ساتھ کئے گئے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں، یعنی انسانوں کی صفت اور ماہیت پر نہیں میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔(المعتقد المنتقد ص ۱۵۰۔۱۵۱)

صبیح و ملیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیح تھے اور میں ملیح ہوں (مسلم شریف)

یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علوی سفلی تمام مخلوقات کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "وما ارسلنٰك الا كافة للناس "(آیت ۳۴ سورۃ سبا) "انی رسول الله الیکم جمیعاً (حدیث پاک) ارسلت الی الخلق کافة "(سورۃ الاعراف:۱۵۸) وغیرہ نصوص قطعیہ صریحہ اس پر شاہد ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ذرے ذرے

کے رسول ومحبوب ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ "قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ-وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ" حدیث "لایؤ من احد کم حتیٰ ا کون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" قرآن وحدیث میں ساری مخلوق کو آپ ﷺ سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا اس لیے آپ ﷺ کے حسن پُر کمال پر کشش ملاحت کی زیب آرائی فرمائی۔ تاکہ محبین اور عاشقین آپ ﷺ سے اپنی محبت واطاعت کے اظہار کا ثبوت پیش کرسکیں۔ اور ملاحتِ نوعِ حسن بھی آپ ﷺ کے وصل کی برکت سے محروم نہ رہے صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ جلوہ طور کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح نقاب میں رہتے تھے تو پھر معراج شریف میں جلوہ بے حجاب دیکھنے والی ذات گرامی ﷺ کو بدرجہ اتم نقاب اوڑھنا چاہیئے تھا مگر ایسا نہ ہوا وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھانا اور اپنے محبوب ﷺ اور ان کے عاشقوں کو نقاب کی کلفتوں سے بچانا و باہم ملانا اور کائنات ارضی وسماوی کی رونقوں کو دوبالا واجالا کرنا چاہتا تھا اس لیے کشش ملاحت کو زیب بدنِ الطف وانور کردیا اور آپ ﷺ کی شانِ رحمۃ اللعالمین سے غیر متحمل مخلوق کے لیے مستفید ہونا ممکن بنا دیا۔ لہٰذا لفظ کثافت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف عقلاً نقلاً ہر طرح غلط ہے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسن صبیح سے جلوہ آرائے کائنات ہوتے تو مخلوقات آپ ﷺ کے حسنِ لازوال وعالم تاب کی رؤیت ودیدار کے شرف سے محروم رہتی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام انسانوں پر اوّلیت حاصل ہے۔ لیکن بحیثیت بشری وجود کے حقیقت کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ کو ہی اوّلیت بھی حاصل ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ معجزہ اعلیٰ ہو تو صاحب معجزہ بھی اعلیٰ ہوتا ہے۔ لباس اعلیٰ ہو تو لباس والا بھی اعلیٰ ہوتا ہے۔ (نجوم الفرقان جلد ۶ صفحہ ۱۳۵)

لطافت کو اجماعی کہنا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بشری جسم اقدس کو ایسا نظیف ولطیف، برگزیدہ و پاکیزہ بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی عنصری اور مادی کثافت ہرگز نہ تھی جسم اقدس و الطف تمام مادی کثافتوں سے یک سر پاک سراپا نور تھا جس پر قرآن مجید کی درج ذیل آیات صریح دال ہیں (ذکر جمیل)

"قد جاء کم من اللہ نور "(سورہ مائدہ)۔۔۔۔"وداعیا الی اللہ باذنہ سراجا منیرا "(سورہ احزاب)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سایہ کثیف کا ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام جسمانی کثافتوں سے مبرا خالص نور کر دیا تھا۔ اس لیے جسم الطف کا سایہ اصلاً نہ تھا۔حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے زیادہ کوئی لطیف نہیں ۔اگر کوئی لطیف ہوتا تو آپ ﷺ کی لطافت میں کمی آجاتی جو اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں ۔(افضل القری) مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر اس مسئلہ (لطافت) کو اجماعی کہہ دیا جائے تو بے جا نہیں ۔(رسائل نعیمیہ)

اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
مگر ان کے جسم کی کب ثانی ہے

حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور باعث عالم، فخرِ آدم و بنی آدم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشریت کی خاصیت وحقیقت تو درکنار ظاہر کے لحاظ سے بھی کوئی چیز ہماری مثل نہ تھی ۔متقدمین ومتاخرین کے اکثر اہل حق وتحقیق نے تصریح فرمائی ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مختلف ہے اس لیے نفس بشریت میں بھی مساوات ومماثلت کسی بھی انسان سے قطعاً نہیں ہوسکتی "بشر مثلکم "کی تشبیہ سوائے اعتقادِ کفار یا جواب کفار کے پورے قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا۔تعجب ہے کہ نام نہاد علما توحید ِخالص کی تعمیر کے لیے اینٹ ومصالحہ کفار کے بھٹہ سے لے رہے ہیں ۔علامہ قسطلانی "مواہب اللدنیہ" میں فرماتے ہیں کہ جان لو حضور باعث کونین ﷺ کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ بندہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات

ﷺ کے بدن شریف کو ایسا بے مثل پیدا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے برابر نہ کوئی پہلے پیدا ہوا نہ بعد میں پیدا ہو گا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا مثل و نظیر ہرگز جائز نہیں بلکہ محال ہے۔ (الانسان فی القرآن)

جن محجوبوں (ظلمت سے اٹے لوگوں) نے آپ ﷺ کو بشر کہا اور دیگر عام انسانوں کی طرح تصور کیا وہ منکر ہو گئے۔ اور جن سعادتمندوں نے آپ ﷺ کو رسالت مآب، مخزن برکات، مرجع خلائق، رحمت عالمیان، محبوب رحمان کے طور پر دیکھا اور تمام لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور نجات پا گئے۔

عالم مثال کی حقیقت

انبیاء علیہم السلام کے اجسام محققین کے نزدیک ایسے لطیف ہوتے ہیں کہ روح و جسم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک، روح اقدس کی طرح نوری و لطیف ہے اور روح کی طرح زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ کنزالعمال میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کی پیدائش اجسام ملائکہ کے موافق ہوتی ہے لہذا انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو عامۃ الناس کے اجسام پر قیاس کرنا غلطی نہیں تو اور کیا ہے۔ اجسام مقدسہ لطیف (انبیاء علیہم السلام کا) امکنہ (مکان و جگہ) متعددہ میں (موجود) ہونا باہمی غیریت کو مستلزم نہیں کہ موجودات عالم مثال وجود واقعی رکھتے ہیں اور وہ انواع کائنات میں سے ایک نوع ہیں۔ عالم مثال کو تخیلاتِ محضہ قرار دینا جہلا کا کام ہے۔ جو چیز عالم ثلٰثہ (یعنی عالم اجساد، عالم مثال، عالم ارواح) میں بیک وقت موجود ہو گی تو اس کا بیک وقت ان تینوں عوالم میں پایا جانے والا وجود دوسرے وجود کا غیر نہ ہو گا بلکہ ہر وجود واقعی اور عین ہے۔ اور حضور ﷺ ایسی جامع و کامل حیات کے ساتھ متصف ہیں جو ہر عالم کے حسب حال ہے یعنی ہر وقت ہر عالم میں مناسب حیات کا پایا جانا آپ ﷺ کے لیے ضروری ہے۔ تا کہ مرسل علیہم کے ساتھ رسالت کا رابطہ قائم رہ سکے کہ عموم رسالت کا وصف دائمی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیراً" (الفرقان) کہ آپ تمام عالمین کے لیے تشریف لائے ہیں اور غیر مرئی پر مرئی سے دلیل لانا اور ایک عالم پر دوسرے کا قیاس کرنا صحیح نہیں لہذا رویئت

مثال کی تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں دیکھنے والا آپ ﷺ کو اسی ہیئت (وجود حقیقی) پر دیکھتا ہے جس پر حضور ﷺ ہیں کوئی امر اس سے مانع نہیں ہے۔

حیات بغیر لوازمات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوازماتِ حیات کے مفقود ہونے کے باوجود جسمانی حقیقی حیات سے بالاتفاق و بالاجماع زندہ ہیں ایسے ہی برزخ (قبر) میں بغیر لوازماتِ حیات دنیوی کے سب انبیاء علیہم السلام حیاتِ حقیقی جسمانی سے زندہ ہیں اور حضور ﷺ کا وصفِ حیات بالنسبۃ الی الممکنات بالذات ہے جو خصائص فضائل وکمالات میں سے ہے کسی دوسرے کے لیے حیات بالذات کا وصف ثابت نہیں اور حقیقی نبوت ورسالت کا وصف نبی کے جسم وروح دونوں کے مجموعے کو حاصل ہے اہل حق کا مذہبِ مہذب یہی ہے کہ بعد الوفات بھی نبی کی حقیقی نبوت ورسالت باقی رہتی ہے۔

درخت آفرینش کا بیج اور پھل

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (احزاب۴۰) " کہ آپ ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں یعنی تمہارے عالم عام (بشریت) سے نہ تھے لہذا حضور اقدس ﷺ کو آب وگل سے کیا آشنائی ہو سکتی ہے آپ ﷺ کہاں اور دنیا کہاں آپ ﷺ خود فرماتے ہیں۔ "مالی وللدنیا انما مثله کمثل راکب راح فی یوم صائف فترك فی ظل شجرة فاستراح ثم رکب وراح" مجھے دنیا سے کیا سروکار اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار گرمی کے دنوں میں سفر کرے اور کسی درخت کے سائے میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد سوار ہو کر چل دے (مسند احمد) انبیاء علیہم السلام سب برگزیدہ تھے اور ہر ایک کسی خاص امت کے پیش رو تھے لیکن حبیب خدا ﷺ سب کے قافلہ سالار ہیں کہ (سب سے پہلے) جنہوں نے نہایت مہربانی سے عدم سے قدم مبارک باہر رکھا اور پھر موجودات کو وجود کے صحرا میں لا ڈالا "نحن الآخرون السابقون" ہم سب سے بعد میں

آنے والے ہیں لیکن سب سے پہلے ہیں ۔ (بخاری شریف و مسلم شریف) پہلے پہل نبوت کا خطبہ آسمانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم مبارک سے تھا " کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین " اور آخر میں بھی ختم نبوت کا سکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم مبارک باسعادت پر ضرب کیا گیا کہ آفرینش کے درخت کا بیج بھی اور پھل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ذاتِ والا صفات ہے ۔ دیگر انبیاء علیہم السلام پتے اور شاخیں ہیں پھل پتوں اور شاخوں کے بعد لگتا ہے اور پھل کے بعد پتے اور شاخیں نئی نکلنا ختم ہو جاتیں ہیں انسانی وجود دنیا میں ایک ہے (دیگر افراد) اس وجود کے لیے بمنزلہ اعضاء کے ہیں انبیاء علیہم السلام اس وجود کے اعضائے رئیسہ (یعنی سر، دل، جگر، دماغ) کے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بمنزلہ دل کے ہیں اور دل میں وہ خاصیت پائی جاتی ہے جو کہ دوسرے اعضاء میں نہیں پائی جاتی وہ جان ہے کہ جس سے باقی اعضاء زندگی حاصل کرتے ہیں اور جان عالم ارواح کے خلاصہ سے بنائی گئی ۔

عوالم جسمانی و روحانی کا خلاصہ

(فرشتے) ایک لطیف درخت (گندم) کی پرورش کر رہے تھے جس کا جمال آٹھوں جنتوں کی آرائش ہے (اسرار الحقیقت فی تبیان الطریقت) چنانچہ مفرد و مرکب اجسام کی ساری لطافت لے کر اسے نباتات کی غذا بنایا اور جو نباتات میں سے لطیف تھا اسے حیوانات کی غذا بنایا اور جو حیوانات میں لطافت تھی اسے انسان کی غذا بنایا اور جو انسانی غذا کی لطافت تھی اس سے آدمی کا بدن (بشری) بنایا اور جو بدن کی لطافت تھی اس سے دل کی صورت بنائی اور انسانی روح کی لطافت سے دل کی جان کو بنایا پس دل جسمانی اور روحانی دونوں عالموں کا خلاصہ ہوا اس لیے معرفت کا مظہر دل ہی بنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا " کتب فی قلوبھم الایمان " (مجادلہ: آیت ۲۲) چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دل کی مانند ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک خاص ترین جان عطا ہوئی جو کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوئی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے " و کذالك اوحینا الیك روحا من امرنا " (شوریٰ آیت ۵۲) ترجمہ اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے امر سے ایک

روح بطور وحی ارسال کی پھر فرمایا "فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ" (نجم آیت ۱۰) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے (محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وحی کی جو وحی کی جس طرح تمام اعضاء دل کے تابع ہیں اسی طرح نبوت میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے تابع ہیں یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیاًلما وسعھما الا اتباعی" کہ اگر حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو میری ہی پیروی کرتے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی پانی سے پرورش نہیں پائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک میوہ لایا کرتے تھے جسے ثمرۃ النور کہتے ہیں وجود انور مبارک کی خوشبو اسی وجہ سے ہے جو تمام جہانوں میں مشہور ہے۔ (گنج اسرار)

مکھی مکھی میں فرق

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

این خورد گردد پلیدی زیں جدا
آن خورد گردد ہمہ نور خدا

ترجمہ:۔ہم کھاتے ہیں پلیدی اور نجاست بن کے نکلتی ہے نبی کھاتے ہیں تو نور خدا بن جاتا ہے جیسے شہد کی مکھی اور دوسری مکھی ایک جیسا کھاتی اور پیتی ہیں لیکن ایک سے پلیدی اور بیماری پیدا ہوتی ہے دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کے لیے باعث صحت وعافیت اور موجب شفا ہوتا ہے۔شہد کے شفا ہونے پر قرآن پاک کی نص صریح "فیه شفاء للناس" (سورہ نمل:۶۹) موجود ہے۔

مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نور ہے اور نور سے نور کا ہی اخراج ہوتا ہے بلکہ جو چیز اس میں داخل ہوگی وہ نور بن جائے گی جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا

خاکی تناول فرماتے ہیں مگر وجود انور میں جاتا تو بجائے عام انسانی تقاضے کے کہ وہ (معاذ اللہ) گندگی بنے خوشبودار نور بن جاتا ہے جیسے بادل سیاہ ہوتا ہے مگر جب سورج کی سفید روشنی بادل پر غالب ہوجاتی ہے تو بادل سفید نظر آنے لگتا ہے اور بوقت طلوع وغروب جب سورج سرخ ہوجائے تو بادلوں پر بھی سرخی غالب ہوجاتی ہے۔ایسے ہی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاکی (بشری لباس) پر نور اتنا غالب تھا کہ وہ تجلیات الٰہیہ کو برداشت کرتا تھا نبی اللہ کی حقیقتِ انسانی کو بیان کرنا سنتِ ابلیسی ہے

"انی جاعل فی الارض خلیفہ" (سورہ بقرہ آیت ۳۰) میں رب العزت نے آدم علیہ السلام کے نام کو پیش نہیں کیا بلکہ ان کے رتبہ ومنزلت (خلافت) کو پیش فرمایا تاکہ ثابت ہوجائے کہ نبی اللہ کی حقیقتِ انسانی کی طرف غیر (یعنی کوئی دوسرا) نگاہ نہ کرے بلکہ اس کے مرتبہ کو ملحوظ رکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ فرماتی ہیں "خرج منی نور اضاءت لہ قصور الشام" مجھ سے نور مجسم پیدا ہوئے تو میں نے ان کے نور سے شام کے محلات دیکھ لیے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے نبی اللہ تھے۔۔۔۔۔ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب رہا۔۔۔۔۔نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی لباس کا محتاج نہ تھا بلکہ حقیقت وجنسِ انسانی اس امر کی محتاج تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی ولادت سے انسانی لباس بشریت میں متشکل ہوکر تشریف لائیں۔۔۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباسِ انسانی بھی حقیقتِ نورانی کی وجہ سے نور محض تھا، ہے اور رہے گا۔ دوسرے انسانوں کی مثل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انسانیت بھی نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انسانیت بھی نورانیت میں مضمن تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از سرتاپا نوری ہیں باوجود پیدا ہونے، والدین ہونے اور اولاد ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور میں فرق نہیں یہ قدرتِ خداوندی کا کرشمہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہریت بھی نور اور باطن بھی نور ہے۔ (ملخصاً مقیاس نور)

آپ کا نور ہر نور کا نور ہے
مثل خوشبو ہویدا و مستور ہے

ظاہری و باطنی علوم ومعارف کے عارف علماء ومشائخانِ اہل سنت کے بیان کردہ لائق

صد تحسین و تبریک نفیس ترین نظریات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ جس قادر مطلق جلا وعلا نے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بشری بغیر ماں باپ کے محض کرم و دستِ قدرت سے بنا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم بشری کو بغیر والد کے شکم مادر میں تکمیل فرما کر کائنات والوں کو بتا دیا کہ دنیا والو یہ گمان نہ کرنا کہ میں اجتماع زوجین کے بغیر یا شکم مادر کے بغیر کسی کو پیدا نہیں کرسکتا ایسی قدرتوں کے مالک، خالق تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم و معظم، نظیف و نفیس، اکرم و لطیف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم الطف بشری کو باوجود والدین کریمین رضی اللہ عنہما ہونے کے شکم مادر میں ہر قسم کی احتیاج سے وراء کیوں نہیں پیدا فرمایا ہوگا اور ناف بریدہ ہونا اس نظریہ کی محکم و قوی دلیل ہے کہ خالق مطلق نے شکم مادر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور بشری کی نشو ونما بغیر کسی مادہ و مادی غذا، عناصر اربعہ وغیرہا کے اسباب اور ضرورت و احتیاج کے نقص وعیب کے محض تصّرف خاص اور کرشمۂ قدرت سے فرمائی کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ماسوی اللہ ہر ظاہری باطنی، مرئی و غیر مرئی مخلوق و موجودات کی اصل وسبب ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ہر مخلوق کی پیدائش کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نہیں جو کہ بداہتاً بالاجماع باطل نظریہ ہے باعثِ کون ومکاں، وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات انور و الطف خلقت نوری، خلقت بشری، نبوت و رسالت، ولادت و بعثت وغیرہا تمام حیثیات و حالات میں مثال و امتثال سے پاک و منزہ اور وراء الوراء ہے ورنہ امتناعِ نظیر کا عقیدہ ممکن النظیر کی زک سے نہیں بچ سکے گا جس کے دفاع کے لیے سلف وخلف بالخصوص عصرِ قریب میں شیر غزاں، امام فضل حق خیر آبادی، شمشیر بے نیام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور آفتاب گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے زندگیاں لگا دیں۔

"اللھم صلی وسلم علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد سید الالطفین الاسعدین الاعقلین الاعرفین الاوّاھین الاعظمین" (جز ۸ مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

"اللھم صل علیٰ الذات المحمدیۃ اللطیفۃ الاحدیۃ شمس سمآءِ الاسرار ومظھر الانوار ومرکز مدار الجلال وقطب فلک الجمال، صاحب البیان فصیح اللسان مطھر الجنان من الازل الیٰ الابد سید الکونین فی الدھر والسرمد حق

قدرہ عندک وحق جاھہٖ لدیک یااللہ یاحی یاقیوم“۔

”اللھم صلی وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل محمد الجوھر الفرد والسر الممتدّ الذی لیس لہ مثل منطوق ولا شبہ مخلوق الذی اصطفیتہ لنفسک واقمتہ بحجتک واظھر تہ بصورتک و اکمل مخلوقاتک“(جز ۱۴ مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

مظہرِ ابن عربی کی تحقیقات

مظہرِ ابن عربی غوثِ عصری حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک مخلوق کی پیدائش سے سولہ لاکھ ستر ہزار سال قبل پیدا کیا گیا جو بارہ ہزار سال تک حجابِ کرامت ونبوّت ،رحمت و قدرت اور فضل و احسان میں اللہ تعالیٰ کی مخصوص تسبیح کرتا رہا۔پھر ہدایت ،منزلت ، رفعت ، ہیبت ،شفاعت ، عظمت ،اخلاص ،نصیحت ،شکر ،صبر ،سخاوت ، انابت ، رجوع ،یقین ،حلم ،حوصلہ مندی ،قناعت ،محبت کے سمندروں میں سے ہر ایک میں ہزاروں سال غوطہ زن رہ کر تسبیح وتقدیس کی اتنے طویل زمانوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو ایسی مسند پر بٹھایا گیا جو زمینوں اور آسمانوں سے ستر گناہ وسیع وعریض تھی پھر ایسی خلوتِ خاصہ کے ساتھ جس کے اسرار کو مخلوقات میں سے کوئی بھی نہیں جانتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس کو اس صورت میں ڈھالا گیا جو جسمانی طور پر دنیا میں ہونی تھی اور یہ اس حقیقت کے بیان میں صحیح ترین روایت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے انبیاء کے نور کو پیدا فرمایا پھر سر اقدس کے پسینہ سے نورِ ملائکہ کو پیدا فرمایا جو کہ تحمل کرنے والا تھا لطیف وکثیف کو باقی رہنے حالت ملکی نورانی کے اپنی جبلی ہیئات پر سہل ہوگیا ان کے لیے اترنا چڑھنا زمین وآسمان پر آنکھ جھپکنے کی دیر میں ۔(مجموعہ صلوٰۃ الرسول جلد اوّل ،صفحہ ۱۴۲)

دعوت توحید

خالق ارواحِ ارض وسماء نے اسی نور سے پیدا کیا جو بھی پیدا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور ایجاد و تخلیق میں تمام تخلیق پر سبقت لے گیا۔آپ نے ارواح و اجسام کو بوقت تخلیق اپنے نورانی وجود سے دعوتِ توحید و رسالت دی، نہیں موجود ہوا کوئی نبی مگر وہ آپ کے ساتھ متعلق تھا۔نور انور کا تمام روحوں نے تسبیح و تہلیل کہتے ہوئے ایک لاکھ ستر ہزار سال تک طواف کیا پھر انھیں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی) زیارت کی اجازت ملی جس نے پیشانی مبارک کو دیکھا وہ فرماں روائے عادل ہوا، آنکھوں کو دیکھنے والا کلام وآیات کا حافظ ہوا جس نے دندان مبارک کو دیکھا وہ خوب رو (حسین وخوبصورت) ہوگیا جس نے حلقوم مبارک کو دیکھا واعظ ومؤذن، مخلص وہمدرد بن گیا ہاتھوں کی زیارت کرنے والا سخی وعقل و خرد والا ہوگیا، جس نے انگلیوں کے پورے دیکھے وہ فن کتابت کا ماہر ہوگیا، جس نے سینہ مبارک دیکھا وہ عالم ومجتہد بن گیا پشت مبارک دیکھنے والا اطاعت گزار، سراپا تواضع بن گیا، پیٹ مبارک کو دیکھنے والا سراپا زہد وقناعت بن گیا، زانو مبارک کی زیارت کرنے والا سجود ورکوع کرنے والا بن گیا اور جس نے زیارت نہیں کی وہ کافر مانندِ فرعون ٹھہرا یا نصرانی و یہودی ہوگیا۔

چمکیلی طینت

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شجرِ وجود کو جنت کے پاکیزہ تر مقام سے اُگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک جسمِ بشری کو زمین کے دل انتہائی چمک وروشنی اور بہارونوروالے پسندیدہ تر حصّہ سے پیدا فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انتہائی عزت اور انتہائی بلند رتبہ و درجہ قطعہ زمین سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سفید رنگ نورانی وچمکیلی طینت و (خمیر) مبارکہ مشہورہ کو مٹھی میں لیا جسے تسنیم کے پانی میں گوندھا اور جنّاتِ نعیم کے ستھرے پانی میں غسل دیا اور زمین وآسمان کے بزرگ ترین قطعہ میں پھر قبر انور کی جگہ میں رکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طینت وخمیر میں وہ نور ملایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فخر سبقت

لے گیا اور سب پر مقدم ہو گیا ملائکہ نے آپ ﷺ کی طینت مبارکہ کو عرش اعظم، کرسی، آسمانوں، زمینوں، جنوں، انسانوں تمام مخلوق اور عزت وتمکین والی مجالس میں طواف کرایا (پھرایا) تاکہ انھیں آپ ﷺ کا عرفان اور ان کی شریعت کی طرف رہنمائی ہو جائے کہ آپ ﷺ کو طینت نوریہ ودیعت کی گئی۔

انتقال نور

حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر ان کے نور کا عکس پڑا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس نور وضیاء کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا گیا کہ وہ خاتم الرسل، آخر الزمان نبی ﷺ کا نور ہے پھر وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی کی طرف منتقل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا اور عہد و پیماں لیا کہ اس نور کو نہ ودیعت کریں مگر ارباب جود وکرم پاکیزہ پشتوں شریف عورتوں کے ارحام کی طرف۔ پھر اماں حوّا کی پیشانی کی طرف منتقل ہوا پھر آپ ﷺ کا نورانور ہمیشہ پاکیزہ اصلاب ،قابل فخر ارحامِ شرافت پناہ اصول وآباء اور عناصرِ طیّب وطاہر کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے والد گرامی جناب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ اقدس میں نور نبوت منتقل ہوا۔

نہ محسوس کیا والدہ نے کسی ثقل وگرانی کو جو عام عورتیں محسوس کرتی ہیں اور بوقت ولادت نہ دیکھیں وہ آلائش جو بچوں کو جنم دینے والی عورتیں دیکھتی ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ندائیں سنائی دیں کہ تم خیر الانام، فلاح وکامیابی کے انجم وآفتاب، رحمت والے نبی ءِ کائنات ﷺ کی ماں بننے کے شرف سے متحمل ومشرف ہوگئی ہو پھر جب بوقت ولادت عالم اجسام میں ظاہر ہوئے تو آپ ﷺ نے نبوت ونصرت، ہدایت اور خزائن دنیا کی چابیوں کو قبضے میں لیا ہوا تھا صدف وجود گوہر یکتائے لباس بشری میں سراسر کرم، جود بھرا ہوا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا اور سبز ریشم میں لپیٹ لیا کان میں آذان دی اور آپ کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا لیا۔ آپ ﷺ اس شان سے پیدا ہوئے کہ ناف بریدہ، تیل وسرمہ لگا ہوا طاہر ومطہر چہرہ انور کا نور چمک رہا تھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات بھی دکھلائی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے لوح جبین اسرافیل

پر ہر اس شی کو مشاہدہ فرمایا جو بعد میں آپ پر نازل کی گئی۔حور و ملائکہ اور کائنات کے ہر فرد نے وقت ولادت شرق و غرب سے باآواز بلند پکارا اے حبیب مکرم ﷺ مرحبا، خوش آمدید آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا،، بیت اللہ شریف فرحت و سرور سے وجد و رقص کرتے ہوئے جھک گیا، ایوانِ قیصر و کسریٰ لرز گئے غرض کہ طرح طرح کے خرق عادات و معجزات، آیات و بینات اور عجائبات کے ساتھ ولادت شریف ہوئی۔

لیلۃ القدر سے افضل

آپ ﷺ کی شب ولادت لیلۃ القدر سے افضل ہے، وقت ولادت حاضر ہوئیں حضرت آسیہ، حضرت مریم رضی اللہ عنہما اور ملائکہ تمام اطراف میں ''سا کنین سمٰوٰت و الارض'' و بحر کو زیارت و پہچان کراتے اور آپ ﷺ کو طواف کراتے ہوئے پلک جھپکنے سے پہلے اپنی مادر محترمہ کی طرف لوٹایا تو بوئے مشک مہک رہی تھی ملائکہ حلقہ بنائے ہوئے تھے رضوان جنت نے اپنے پروں میں لیا آب شیریں ٹپک رہا تھا جبرائیل علیہ السلام تعظیم سے کھڑے تھے میکائیل اور اسرافیل زیارت میں جلدی دکھا رہے تھے کائنات ان کے رخ طلعت سے مزین ہوئی اور بوسہ دیا اللہ کے امر سے خیر و بھلائی کا اہتمام کیا اور خاتم نبوت کے ساتھ مہر لگائی اور فتوت و مروت کی چادر اوڑھائی۔ پھر ڈالے گئے آپ ﷺ کو تعویذات، ملائکہ ابرار انھیں اغیار کی نگاہوں سے حجاب میں رکھے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت آپ ﷺ کی بیداری و نیند میں حفاظت فرماتی۔ ولادت باسعادت کے وقت آیات قدرت یکے بعد دیگرے نمودار و نمایاں ہوئیں ہر روز معجزہ، امتیازی کمال اور علاماتِ صدق و حقانیت ظاہر و باہر تھے جن کی نبوت کا ماہ تمام چمک و دمک کے ساتھ نمودار ہوا اور سرو ناز حسین برگ و بار لایا قبل بعثت انوارِ نبوت جبین اقدس پر ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ ایک دن میں اتنی نشو و نما پاتے جتنی عام بچے ایک ماہ میں اور آپ ﷺ ایک ماہ میں اتنی نشو و نما پاتے جتنی عام بچے ایک سال میں۔ ساری مخلوق سے افضل ہیں کہولت و بچپن اور بلوغت میں (مجموعہ صلوٰۃ الرسول صفحہ ۵۷۷ جلد اول)'' اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد اسند

المذاهب مذهباً واعلیٰ المناصب منصباً وافضل الخلق كهلاً و طفلاً و مختلماً وما اشتملت قط علیٰ مثله رحم اللهم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد ن الذی ثبت له فی الخلافة عنك من حیث قدماً "، ترجمہ: اے اللہ صلوٰۃ وسلام بھیج ہمارے سردار محمد اور آپ کی آل پر جو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے قوی و مستحکم ہیں مذہباً اور سب سے برتر ہیں منصباً ساری مخلوق سے افضل ہیں کہولت و بچپن اور بلوغت میں ،نہیں مشتمل ہوا کبھی ان جیسی بلند مرتبت ذات پر کوئی اے اللہ صلوٰۃ وسلام بھیج ہمارے سردار محمد اور آپ کی آل پر جس آقا عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہو چکی خلافت و نیابت تیری طرف سے جب سے کہ تو ہے شان قدیمی کے ساتھ۔"

مہد میں روزے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجلال و تعظیم کی خلعتوں سے نوازا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب و نسب کو عظیم عزت و دلیل اور شانِ حقانیت کو غالب و بلند و بالا کیا امت کثیر اور فیض عام عطا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرفان عظیم تھا جبرائیل و میکائیل علیہما السلام نے رفاقت کا شرف حاصل کیا اور اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلتے کہ وہ خادم تھے مخلص ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سال ولادت کو رونق و بہار اور خیر و برکات کا سال کہا گیا اللہ تعالیٰ نے پھیلایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے فضل و کرم کے سایہ کو اور اسے ہمیشہ قائم رکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالعقول کا خلاصہ اور موجودات کی آنکھ کی پتلی و نور اور لطیف جلد والے ،کائنات کی کوئی شئی جلد مبارک کی طرح صاف و شفاف نہیں تھی۔حضرت حلیمہ سعدیہ کی گود میں صرف ایک جانب سے دودھ پیتے یہ جانتے ہوئے کہ رضاعی بھائی بھی حصے دار ہے اور مقدار کفایت سے ذرہ بھی زیادہ نہ پیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن و خوبی کا چھانٹا اور چنا ہوا جوہر ہیں عالم مہد میں ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے ملائکہ پنگھوڑا ہلاتے ،عالم صغر میں چاند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرتا (بہلاتا) رضوانِ جنت نے کانوں میں قرأت کی ،سعادت مندی کا نقش ازل سے ان کے کمالات کے گرد احاطہ کیے ہوئے تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصب نبوت عطا کیا گیا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی آب و گل میں تھے جنھیں قول و عمل میں

راسخ و مستحکم اور فضل و کمال میں ازل سے ہی مختص ٹھہرایا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلانِ نبوت سے قبل صدق کے ساتھ معروف تھے غارحرا میں قبل وحی عبادت کرتے تھے۔محبوبیت میں دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیلی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہتمم ہیں سلسلہ انبیاء علیھم السلام کے،مبعوث ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت جبکہ مخلوق ابھی پردہ ءِعدم وظلمت میں تھی،ہمیشہ نکالتے رہے انھیں اپنے نور کی بدولت طرف نورِ ایمان کے طوعاً و کرھاً۔

غیب کی چشم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہٗ راز کے بغیر دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات کی تجلیاں نمایاں نہیں ہوتیں جس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فخر کیا رسالت نے اور عزت پائی ان کی بدولت اور بلندیوں پہ پہنچے بسبب ان کے مناقب نبوت اور انہی کے ذریعے بند کیئے گئے از نو پیدا کیئے جانے سے جن کی وقار و عزت منزہ رہی نقص و عیوب سے اور ثابت و راسخ رہی ان کی بزرگی انکے مرتبہ ذات میں بطریق وجوب ولزوم کے اور وہ وجود ہستی و اسرار لطیفہ کا راز اور اللہ تعالیٰ کے غیب کی کامل و اکمل چشم بینا اس کی محیط سلطنت و بادشاہت کے نائبِ مطلق ریحانِ باغ قدس کہ معنبر و مطہر،تیری صفاتِ ازلیہ کاملہ کے اخلاق وحقائق،دقائق اور افعال کے برکات کے آثار وثمرات سے اور فضل و شرف ،امامت وقیادت کے ہر پہلو میں کلی طور پر مخلوق سے اوّل و اکرم ہیں اور واسطہ و درمیانی عمدہ و نفیس جوہر ہیں نبوت کے ہار کا حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کے طور نبوت کا کنارہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ندی ہیں اور عبودیت ورسالت کی محراب،جو سب جامع کے بھی جامع محیطِ فردانی تعین عرفانی اور کلام کرنے والے ہیں ساتھ ہر زبان وکلام کے موجود تھا اللہ تعالیٰ جبکہ نہیں موجود تھی کوئی شیء ساتھ اس کے اور شاہکارِ اوّل و ازل و ابد ہیں از روئے علمی وجود پھر صورت کے تعین پھر حقیقت ثابتہ ہونے پھر خارجی وجود کیساتھ موجود ہونے پھر بے پردہ و بے حجاب ذات کے طور پر ظاہر ہونے کے۔

کمال کو کمال

آپ ﷺ مجسم صورت و مظہر ہیں حقیقت احدیہ فردانیہ کا، آپ ﷺ کی بدولت کمال نے کمال پایا۔ عالم وجود میں ان کی مثل نہ پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا چنے ہوئے ہیں پاکیزہ ترین جبلت اور خمیر سے انکی ذات کے ساتھ برکت کو متصل کر دیا گیا تمام جہاں ان کے حسین منظر اور ان کے ذکر کی خوشبو سے معطر ہو گئے اور آپ ﷺ لطیف ترین کے سردار لطیف یکتا و یگانہ ہیں اور جبرائیل علیہ السلام ان کے ظل و عکس ہیں (اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر) کامل ترین خلقت والے اور پیدا کیا گیا آپ ﷺ کو کریم طینت پر۔

انوار کو نورانی

محفوظ ہیں پلیدیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے۔ جن کی شکل وصوت کی روشنائی اللہ تعالیٰ کے مخفی راز کے خزائن سے ہے وہ احدیت کی الف ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اپنی صفات پر کائنات کے ہر ذرہ کی حرکت وسکوت ان کے حکم سے ہے دونوں جہاں سے ہر جگہ و ہر زمانہ میں جن کے اسم گرامی کے حروف کی روشنائی اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات سے ہے اور وہ انوار کو بھی نورانی بنانے والے ہیں جن کے جمال سے بلند ترین مقام میں رہنے والوں کی آنکھیں مدہوش ہو گئیں حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء و رسل علیھم السلام ان کے نائب ان کے آفتاب جمال کی شعائیں ہیں ان کا نور قدسی ضوء فگن ہے ظلال و کمال الٰہی میں ظہور فرما ہے جلال و جمال میں وہ نور الانوار سر الاسرار ہیں ان کا سر و باطن ان کی نورانیت سے زائد ہے اور نورانیت سر و بطون سے زائد ہے وہ نور ہیں بمع سر و مخفی ہونے کے اور سر و بطون ہیں بمع نور و ظہور کے (جلد ۲، جز ۹ صفحہ ۵۳) سرنگوں ہو گئے ان کے دعویٰ نبوت کے وقت اصنام اور معطل و بے اثر ہو گئے فالوں والے آپ خلق عظیم اور قلب سلیم والے اور یکتاء مطلق ہیں اپنی نبوت کے معاملہ میں اشباہ و نظائر سے اور وہ محبوب ﷺ اس کی کنہ حقیقت کے خلاصہ کا مظہر ہیں روح الارواح ہیں جو مؤثر ہیں تمام

اجسام واشباح میں، تاج نبوت رکھا گیا آدم علیہ السلام کی جبین پر آپ کی وجہ سے آپ خلاصہ وجوہر ہیں رسالت ونبوت کا، بارش برسانے والے ہیں فیوض کی ہر نبی اور رسول علیہم السلام پر ان کا عکس و پرتو جس کے دل پر پڑتا گیا وہ انوار کا سمندر بن گیا آپ مرکز وقطب ہیں دائرہ رسالت کے اور غوث ومددگار ہیں۔

قدیم ترین

احاطۂ نبوت وجلالت و بزرگی کے عرش معلی ہیں ذات قدیم کی تجلی کے لیے بغیر تاخیر وتقدیم کے وسیع قلوب کے قلب اور ایسا قرآن ہیں جو محیط ہے مقدم ومؤخر اسرار کو جو سب سے قدیم ترین خلیل ومحبوب اعظم اور آدم وموسیٰ علیہما السلام سے پہلے کے کلیم ہیں قیام پذیر ہیں تجرید کے واضح مقام میں جن کی ذات سے ہی جمال کی تکمیل اور کمال کی انتہا ہے وہ انتہائی عزت وعظمت والا لُمعۂ نورانیہ ونور غالب ہیں نور ہی نور ہیں بطون وظہور میں جن کا نور جمال نمایاں ہوا قدیم ترین دور میں اور چمکا ابد تک کے لیے موجودات پر جو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہیں عقلِ اوّل کے منتخب جوہر، افضل ترین مولود ہیں نہیں پیدا ہوا ان کی مثل کوئی مولود نہ ہوگا سراسر حق ہیں ان سے بلند و بالا کوئی حق نہیں صلوٰۃ بھیجی ان پر اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے اور انھیں چن لیا ان کے تقدس کی وجہ سے اور انس ومحبت کے ملبوسات انہیں پہنائے اور فرمایا کہ اے میرے مکرم ترین (محبوب) میں نے سب کو پیدا کیا ہے تیرے لیے اور تجھے پیدا کیا ہے اپنے لیے اور نکالا خالص سونے جیسی نسل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقطہ وخال (رخسار) ہیں حق تعالیٰ کے حسنِ الٰہی ابدی کے چہرۂ جمال کا جو اسماء وصفات الٰہیہ قدسیہ کے حقائق کی خلعت ومظہرِ کامل، تجلی کمال ہیں ذاتِ الٰہیہ مقدسہ کی مجسم کتاب ہیں دیوانِ الٰہی کی حضوریوں کی اور مجسم نور الٰہی ومظہر عین ہیں حق تعالیٰ کا جن کے تذکرے کیے گئے زمین وآسمان کی تخلیق سے قبل جو نفسِ رحمانی کی روح کا عین نفخ اور حلول ہیں قائم ہے ان کی صورت کے طفیل ہر مکان ووجود عیانی کی کلیات۔ جلوہ گاہ ہیں حقائق قرآنیہ کی، صورۃ مادہ ہیں تجلیات فرقانیہ کی، جو قدسی روح سبوحی راز سربستہ، سراسر نور ذاتی ومنظر صفاتی ہیں، صورت ہیں خلائق کے جسمِ مادہ کی، معانی

ہیں حق تعالیٰ کے تجرد وتقیدات سے تنزہ کے جو مشاہدہ فرمانے والے ہیں ساتھ کل کے کل میں کل سے واسطے کلیات و جزئیات کے ،عین حقیقت ہیں حقیقت میں اور حقیقت اصلیہ کا کمال مجسم ،ام الکتاب ولوح محفوظ ہیں ۔

کلیات کی کلی

حقیقت ذات کے کمالات کیلیے ،بلند تر ہیں تمام مخلوق سے بغیر انتہا کے اللہ تعالیٰ کے بحر وحدت کا معظم حصہ اور غیر محدود کمال مجسم ہیں شب ازل کے شیشہ ومحفوظ چراغ ہیں ،قریب تر ہیں ہر قریب کی نسبت بغیر کسی فصل وفرق کے جو (محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عظمت کی عین ،ہویّت و ذات حقہ کی ہا ،عالم ناسوت وجسمانیت کا نون ،لاہوت وتجرد کی لام ،ہر ایک کا مبدء ومنشاء ہر ایک کا مرجع وملجاء تمام کلیات کی کلی ہر کل کا کل اور حقیقت ہیں بغیر کسی تقسیم وتبعیض کے ،عین حق مبین وحقائق یٰسینیہ کا قلب و باطن افق الوہیت کے روشن آفتاب ہیں جن کے بیان صفات سے زبانیں گنگ اور افہام وعقول حیران وسرگرداں ہیں جو عبودیت کے اعلیٰ مراتب کے ساتھ متخلق ،اسرارِ ربوبیت کے ساتھ موجود ومتحقق ،موجودات علوی وسفلی کی آنکھ کی پتلی ،جامع جمیع اوصاف وکمال ،ابد شرافت کا جوہر ،منصور و غالب ،خداداد رعب و دبدبہ سرمدی قابل ستائش مجسم نور قدیم ومطلق محمد اور محمود ہیں وقت ایجاد وتخلیق سے ،ان کے کلام کو اپنے کلام سے بنایا ،مشاہدہ کئے ہوئے ہیں روحانیت ومجرد میں ،تعینات و تشخصات کی تاریکیوں کے لیے چودھویں کا چاند ،تنزلات وتقیدات کے کرہ جات کے لیے مہر نیمروز ہیں ،ایسے کامل کہ ان سے انسانیت کمال پذیر ہے ۔

مقام فردانیت

ان کا نزول نہ ہوتا تو وحدت تعدد وکثرت میں نہ ڈھلتی ان کا عروج نہ ہوتا تو کثرت وحدت میں نہ بدلتی حضرت آدم علیہ السلام اور بعد والے انبیاء علیہم السلام ان کے جلال کی صورتیں ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ماتحت (ملائکہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب جمال کی شعاعیں ہیں جو آقا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوائل سے بھی اول سب آخر سے بھی آخر سب باطن و مخفی اشیاء سے بھی مخفی تر سب اہل ظہور و نمود سے بھی ظاہر تر آسمان اصطفاء واجتباء کے آفتاب جہاں تاب خداوندی کے نور ضیاء اللہ تعالیٰ کا پَرتَو کمال و جمال اور پہلا شاہکار قدرت واجب بالغیر ہیں ان کے سوا ہر شئی ان کا عکس و پَرتَو ہے ،صاف ترین نور الٰہی ہیں جلوہ گر ہوئے صورتِ بشریہ وہیئت انسانیہ میں کلی روح و عقل کلی ہیں جو کچھ ظاہر ہوا وجود میں وہ ان کے اوصاف میں سے ایک نعمت و وصف کا مظہر ہیں مقام فردانیت میں منفرد وممتاز ہیں ان کی علوّ شان کی طرف کسی اسم کے ساتھ اشارہ نہیں کیا جاسکتا نہ کسی حد و تعریف کا انکشاف ہوسکتا ہے ممکن نہیں کہ ان کے کسی وصف کی حقیقت کو پاسکے حقائق کا ادراک کرنے والا یا اُن کی نعت کی باریکی کو سمجھ سکے نہ کوئی واصف انکی ثناء کا احاطہ کرسکتا ہے وہ محبوب اعظم واکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیل ترین ،لطیف ترین وجود وصورت وشکل والے دائمی قطب (دارو مدار کائنات) ازلی وابدی حبیب مطلق وغالب نور، نبی اکمل اور بارگاہ قدسیہ کی راحتوں وتسکینوں کا سرِ لطیف ہر لطیف اشارہ کی رونق ہیں جو رہنمائی کرتا ہے طرف کمالِ معانی کے اللہ تعالیٰ کے بہت حمد کئے ہوئے مجسم ذکر پاکیزہ پیدا کئے ہوئے جنھیں اللہ تعالیٰ نے لطیف بنایا اللہ تعالیٰ کے لطائف کی کان اور اس کا آئینہءِ جمال ہیں ان کا اصلی جوہر کریم وطیب وطاہر ہے اولو العزم وعظیم المرتبت رسل نے ان کی امت سے ہونے کی آرزو کی جو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی سے مصافحہ کرتے تو وہ محسوس کرتا خوشبو کی مہک سارا دن اپنے ہاتھ ولباس سے،جس راستہ سے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کی پاکیزگی ومہک سے جانا جاتا یعنی پتہ چلتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہاں سے گزر ہوا یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خصوصیت ہے جب کبھی تبسم (مسکراہٹ) فرماتے تو اولوں جیسے سفید دانت بجلی کی طرح چمکتے تو ان سے نورِ عظیم نکلتا سامنے کے درو دیوار روشن ہو جاتے۔

غایت کی غایت

جن کے نام اقدس کی اللہ تعالیٰ نے قسم اُٹھائی آسمانوں وزمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے شاداں وفرحاں ہوتے تو روشن ہو جاتا چہرہ ءِ انور گویا مصحف (قرآن) کا (زریں) ورق ہے یا

چاند کا ٹکڑا آپ ﷺ انوار کو بھی منور کرنے والے ہیں کھانا مبارک اکثر جَو کی روٹی ہوتی نہ دیکھا کبھی میدہ کی روٹی کو یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا کھانے سے قبل اللہ تعالیٰ کا ذکر وحمد کرتے آپ ﷺ تمام مخلوقات کے زینت و اکسیر اعظم اور قائم ہیں ساتھ واجب تعالیٰ کے اس کے سِرّ اکبر ہیں جو سراسر وجود و تحقق لباس بشری میں لپٹے ہوئے، سرخ نورانی یاقوت، طبیعیت کلیہ عنصریہ کا روشن ترین جوہر سراسر نورِ غالب، غایت کمال کی بھی غایت (بلاتشبیہ و تمثیل) آپ ﷺ کی نسبت مخلوق کے ساتھ ایسے ہے جیسے یاقوت کی دوسروں سے آپ ﷺ ہر روح کی قوت و توانائی اور اعظم تر روح ہیں صورت انسانی میں اللہ کے خلیفہ ہیں ہر زمان و مکان میں ایجاد و تکوین اور بسطِ خلائق کا مادہ اولین ہیں پہلا موجود ہیں از روئے وجود عنصری کے انکی (شان) کو نہیں پہنچ سکتا کوئی ان کے سابقہ جلوؤں کی بنا پر پس کتنے عظیم نبی ہیں عظیم روح ہیں ارواحِ اکوان و خلائق کی اور رقابل تعظیم اصل اور مظہر ہیں تمام تعینات و تخصیصات کا اور آخری رسول ہیں بعثت میں۔

قوسوں کے وَتر

نبی بنایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے اور سکھائے آپ ﷺ کو علوم اور ان کے موسوم و مدلولات آپ ﷺ اعرف و اعلم باللہ ہیں بشارتیں دی گئیں کتب سابقہ زبور، تورات، انجیل میں جن کی نبوت کے علم کو اللہ تعالیٰ نے پھیلایا خفاء کے پردوں سے ملائکہ، انسانوں اور جنوں پر جو آغاز نبوت ہیں اور اختتام بھی اور بٹھایا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی مسند ناز پر آپ ﷺ اسماءِ الٰہیہ کی قوسوں کے وَتر ہیں جو محبوب ﷺ ہر عالم و ہر مقام میں سب سے زیادہ حامد و حمد کئے ہوئے ہیں تخلیق آدم علیہ السلام سے ابد تک اور صفاتِ کمال کے ساتھ متصف ہیں ہر ہر آن تمام زمانوں میں (جزء ۲۷ صفحہ ۲۲ جلد ۵) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اسم گرامی کو اپنے اسمِ مبارک سے مشتق فرمایا تا کہ تمام اولین و آخرین سے منفرد و ممتاز ہو جائیں آپ ﷺ اشرف و اجل ہیں تمام پہلوؤں و صفات میں اور سرایت کرنے والے نورِ جاری رواں کوثر ہیں۔ احاطہ فرما لیا آپ ﷺ نے اولین و آخرین کے علم کا اور موصوف ہو گئے عرفان و یقین کے

حقائق کے ساتھ اور قدیم ترین کمال مجسم ہیں تام و کامل ہو گئے تمام مظاہر تخلیق سے قبل عظیم تر ذات ہیں اور کامل نور والوں کی تکمیل کرنیوالے ہیں۔

سوائے الوہیت

جنھیں قریب کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ عزت وتقدیس کے اور فضلیت دی خاکِ کفِ پا کو عرش اعظم پر جو اللہ تعالیٰ کی معیت ووصل کے دولہا ہیں ان کی حقیقت حمد کلی ہے ان کا تعین کلی علمی حمد محمود ہے ان کی امکانی وکونی صورت حامد، حمد، محمود ہے وہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا عشق بھی ہیں اور معشوق و عاشق بھی عالم روحانیت ان کا دایاں اور عالم اجسام ان کا بایاں بازو ہے، صفات سلبیہ جلالیہ ان کا قلب، مقام تجرد ان کی روح، مقام ہویّت خاصہ ان کا خیال وحال ہے، صورتِ انسانی میں اللہ تعالیٰ کا مقدس راز ہیں جمع کرلیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام شرف کمالات کو سوائے الوہیت و ربوبیت کے مختص ہیں ان کمالات سے کہ نہ واصل ہوسکا ان تک کوئی نبی ورسول کامل نہ ادراک کرسکا کوئی روحانی مخلوق سے نہ ملائکہ مقربین سے معلم ہیں ایسے علوم کے کہ نہیں جانتا انھیں کوئی فرشتہ جو ظاہر ہو چکا یا ہوگا، مخفی ہوا یا ہوگا وہ ان کے نور یا راز مخفی کی بدولت ہوا یا ہوگا۔

ابتدائے نشوونما

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اجسام کی جسمیت کا باعث اور تمام عناصر کی عنصریت کا موجب، اللہ تعالیٰ کے کامل ترین مظہر اور اس کا اسم اعظم اور مرتبہءِ اطلاق کا تعین کلی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کے علاوہ کسی کے لیے شہود ذات ممکن نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی ایسی لوحِ قدسی ہے کہ جس میں ارواح جبروتیہ کے نقوش ثبت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولایت کے سمندر، نبوتوں کے طور، معجزات کی موجِ بیکراں ہیں، پاک فرمادیا اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت والے ہر شخص کو اگر ہوتے افلاک تمام تر ورق اور تمام تر درخت قلمیں اور سمندر تمام تر سیاہیاں تو نہ گنجائش رکھتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب وکمالات کے حصہ واحاطہ وگنتی وشمار کے لیے جس محبوب کی حقیقت اللہ تعالیٰ کا ظل وعکس ہے تو گویا تمام جہان

تیرے عکس و پرَتو کا عکس و پرَتو ہے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برزخ اکبر اورعین انور ہیں کلام فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لغات (بولیوں) میں اور تھے بہترین بولنے والے اور ابتدائے نشو ونما سے ہی چھوڑنے اورترک کرنے والے ہیں ہر بری خصلت وعادت کو دور کردیئے اللہ تعالیٰ نے ان سے بسبب اخلاق عظیمہ کی تخلیق خلقی و عام بشری اخلاق ،حسین خصلتوں والے پاکیزہ ترین مولود ہیں تمام قبائل سے جنھیں اللہ تعالیٰ نے پسند کیا تمام اوائل سے پہلے اور آخر میں لایا و لاحق کیا اواخر کے اواخر سے اورسینہ بے کینہ سے کھینچ لیا وقت ولادت سے نفسانی کینوں کی میل کو جن کا نفس قدسی و پاکیزہ ،روح ملکی ونورانی ،حسب وشرف ابراھیمی ،نسب اسماعیلی ،زبان ،وطن مالوف حجاز مقدس جن کے کمالات دائمی ترقی والے ہیں ۔

مطلوب ومقصود

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش محبوبانہ انداز پر ہے ،عالم بالا کے نونہال ہیں وحی ءِ الٰہی کا دودھ پینے والے ہرقسم کی میل وکچیل کی آمیزشوں سے پاک پیدا کئے گئے ،آدمیت کے اشخاصِ مخلوقہ کے نور ہیں جن کی جڑیں راسخ وثابت ہیں اللہ تعالیٰ کی ہیبت وجلالت کی کانوں میں ،جن پر فیضان کیا گیا نور ہی نور ،ضمیرِ بارز ہیں جو مستتر ہے نورِ ثانی میں جنکی مثال بیان کی گئی ہے از روئے لطافتِ ذات کے عالم مثال میں وہ اللہ تعالیٰ کا بلند مرتبہ کلمہ ہیں جو چن لیے گئے سیادت اور رسالت کے لیے لوح و قلم کی تخلیق سے پہلے جن کی ثناء فرمائی اللہ تعالیٰ نے بطورِ صراحت کے قدیم اور پہلے زمانوں میں جو کہ لڑی ہیں نبوت کی اور موتی ہیں رسالت کے تاج کا ،پیش رو ہیں اکابر رسولوں کے لشکر کے اور معجزاتی نور ہیں جنھیں رب تعالیٰ نے فرمایا میں ہوں تمہارا مطلوب اور تم ہو میرے مقصود اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ میں نے تمھارے لیے پیدا کیا ہے اگر تمھیں پیدا نہ کرتا تو میں اپنی ربوبیت کو بھی نہ ظاہر کرتا تم میرے حسن جلی کے انوار ہو اور میری تجلیات کے غلبہ وتسلط کا عرش اعظم ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخصوص ہیں ساتھ اوّلیت و بلند مرتبت مقدس روح اکمل وحسین تر نور کے اور آخر ہیں تمام

انبیاء علیہم السلام سے ولادت میں پاکیزہ عنصر واصل والے جواہر نبوت کی لڑی کا درمیانی بڑا جوہر ہیں، فائق خوبیوں، اعلیٰ خصلتوں کے مایہ فخر،، دائرۂ وجود کا قطب ومرکزی نقطہ، فیضان کی کان، چشم کمال کی پتلی اورلطیف جوہر ہیں حصولِ راحت کے لیے، تخلیق کی رو سے سعادت مند ہیں سابقہ تعین وتقدیر میں معطر وجود والے ہیں بسبب انفاسِ قدسیہ کے۔

محبت کی دلیل

جنکے کمالات کی خوشبو فرشِ زمین سے عرشِ بریں تک پھیلی، صفاتِ الوہیت کا مطلع انوار۔ جلال و جمال کے ستائش وحمد کئے ہوئے، کمال میں یکتا جنھیں اللہ تعالیٰ نے مقدم فرمایا زمانہ قدیم میں پس ان کے لیے سبقت ہے ہر سبقت وفضیلت والے پر اور متعین فرمایا پہلے تعین وتشخص میں کامل ترین مقام میں اور مخصوص ٹھہرایا ازل میں تکمیل خلائق کے مراتب کے ساتھ بعد ذاتی طور پر کامل ہونے کے، روح ہیں توحید وتفرید کی، نکالے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالص خلاصہ اور جوہر پاک سے مخصوص ہیں ساتھ عمومِ رسالت کے، محبت و برہان کی زبان ہیں جو بولنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ازل و ابد میں خطاب و جواب فرماتے ہیں ہر امت کو ان کی زبان اور انداز میں اور دیکھا آپ نے امتوں کے اشخاص کو ان کے پردۂ عدم سے برآمد ہونے سے پہلے، انکی انتہا کی حد معلوم نہیں ہوسکتی اور نہ انکے ساتھ لاحق ہونے کا قصد کیا جاسکتا ہے، عزت و جلال کے برجوں کے آفتاب ہیں اور نبوت و رسالت کے کنڈل و دائرہ میں چودھویں کے چاند ہیں، جو "**ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ**" کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں جن کے سرناز پر **لعمرك** کا طیلسان و تاج ہے جن کے نام کی دال ان کے کمال کے چاروں پہلوؤں یعنی اول وآخر، ظاہر و باطن ہونے پر دلالت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی امت کے لیے ان سے محبت کی دلیل بنائی ہے ان کا بکثرت ذکر کرنا اور ان پر درود بھیجنا "**صلی اللہ علیه وسلم وعلیٰ اٰله واصحابه وعلیٰ سائر المسلمین والمؤمنین کثیراً کثیراً الیٰ یوم الدین**"۔

قارئین آپ نے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کے معتبر ومعطر گلدستۂ نظریات کی خوشبوؤں سے اپنے وجدان وایقان کو فرحت وسرور افزاء اور شمائم ایمان کو جلا اور روح کو غذا بخشی ،یہ نظریات تقریباً تمام علماء وصوفیاء کی کتبِ سیر وکشف میں بالاتفاق پائے جاتے ہیں۔جو علماء وصوفیاء کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن وسنت اور شرح صدر سے زینتِ قرطاس کیے ہیں۔

اللهم ان حقيقة حبيبك محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هى الوحدة الكبرىٰ الذاتية التى لا تزيد علىٰ ذاتك وتشتمل علىٰ ما فى ذاتك (بظل عكس) خلقته من ذاتك (اى من فيض ذاتك) وغير محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقته من صفاتك الزائدة لو لا حقيقته لما تحقق الظهور ولو لا ظله الاول لما ظهرت الربوبية اللهم صل وسلم وبارك علىٰ سيدنا محمد من هو اهل للصلوٰت والتسليمات والبركات قبل كل احد وبعد كل احد ومع كل احد اهلية كاملة تامة بجسمه وبروحه وبقلبه وبجميع لطائفه وبحقائقه عدد نبات الارض واوراق الشجر وعدد الرمل والحصار والمدر وعدد مايطلع عليه الشمس والقمر (ملخصاً جز ١٦ مجموعه صلوٰة الرسول)

اللهم صل وسلم علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ اٰل سيدنا محمد ن الاول الواجب (واجب بالغير) وكل شيئ سواه ظله هو الشمس سمآئ الاصطفائ والنور سراج الاجتبائ هو اول الاوائل واٰخر الاواخر هو باطن البواطن وظاهر الظواهر المتجلّىٰ فى الصورة البشرية الانسانيه هو روح كلىّ جميع والارواح شعاعاته هو مراٰة الربوبية ووحيد الفريد المتفرد فى مقام الفردانية وقبلة كل معدوم وممكن وموجود وحبه حقيقة الايمان و حضوره كمال الاحسان لولا نزوله لما تعدد الواحد ولو لا عروجه لما اتحد المتعدد وجبريل ومن تحته اتباعه وشعاعات شمس جماله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان من جعله وخلقه علىٰ هذ ه الحقيقة الحقانية وصوره قدره علىٰ هذه الهيئة الالٰهية الربانية اجمل الوجود والصور

ولطیف الظاھر فی الاحسن والواصل فی کمال الی کمالہ والبالغ فی کل فضل الیٰ غایۃ حسنہٖ وجمالہٖ (جز ۲۴ مجموعہ صلوٰۃ الرسول)

روح نفس حیات نہیں

روح سبب حیات ہو سکتی ہے لیکن اسے نفس حیات کہنا کسی طرح درست نہیں روح مجرد کا بدن میں دخول وخروج حقیقی موت وحیات نہیں حقیقی موت وحیات جسم میں صفت مصححۃ للعلم والقدرۃ اوما یقوم مقامھا کا ہونا یا نہ ہونا ہے البتہ روح کے خروج و دخول کو حقیقی موت وحیات کے لیے مسبب عادی کہا جا سکتا ہے اسباب وعادات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے جو تاثیر وایجاد میں اسباب وعلل کا محتاج نہیں اس کی شان "یفعل اللہ ما یشاء" اور "فعال لما یرید" ہے وہ عادت کے خلاف بھی کر سکتا ہے جیسا کہ ہزاروں میاں بیوی کے جوڑے قربت وصحبت کے اسباب بروئے کار لانے کے باوجود اولاد سے محروم ہیں تو ثابت ہوا اللہ تعالیٰ روح کے بغیر بھی تاثیر حیات حقیقی قائم فرما سکتا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ جسم میں صفت مصححۃ للعلم والقدرۃ اوما یقوم مقامھا کا پایا جانا حیاتِ حقیقی ہے اور اس کا نہ پایا جانا موت حقیقی ہے اور حقیقی کو عادی کے اور عادی کو حقیقی کے منافی سمجھنا جہالت ہے لہذا قبض روح کے ساتھ حیات حقیقی کا پایا جانا بلا شبہ جائز ہے جیسا کہ بخاری شریف میں استن حنانہ (لکڑی کے ستون) کا ذوی الارواح کی طرح شدید بیقرار ہونا صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سنا معلوم ہوا بغیر روح کے حیات ممکن ہے حتیٰ کہ جب روح اقدس قبض ہو رہی تھی اس وقت بھی جسم اقدس میں حیاتِ حقیقی موجود تھی روح اقدس قبض ہونے کے بعد بھی بدن مبارک متصف بحیات حقیقی تھا اور جسم انور میں حیات کا رہنا حقیقی نبوت ورسالت کے لیے کافی ہے۔

اصل کائنات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ اصل کائنات ہے اس لیے بالنسبت الی الخلق آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف حیات بالذات قرار پائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل کسی دوسرے کو متصف بالذات قرار دینا شان رسالت میں انتہائی جسارت و بے ادبی ہے ۔ایمان قلوب کی حیات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان ومؤمنین کا منشاء ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری و باطنی دونوں قسم کی حیات بالذات حاصل ہو گی ۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے قبض روح کے بعد کلام فرمانے کے سینکڑوں واقعات درج فرمائے ہیں ۔جو حیات بغیر روح کے اس نظریہ کی محکم دلیل ہیں روحیں اجسام لطیفہ ہیں جو اجسام کثیفہ پر چھائی ہوئی ہیں جن کے قیام مع البدن سے اللہ تعالیٰ نے حیات پائے جانے کی ایک عادت جاریہ مقرر فرما دی ہے جمہور اہلسنت کا یہی مذہب ہے ۔(مقالات کاظمی حصہ دوم) انبیاء علیہم السلام کے اجسام محققین کے نزدیک ایسے لطیف ہیں کہ ان اجسام اور ارواح میں کوئی فرق نہیں تھا یوں ہی نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک روحِ اقدس کی طرح نوری ولطیف ہے جو روح کی طرح زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے یہی ہمارے (اسلاف) کہتے چلے آرہے ہیں ۔(مقالات کاظمی حصہ دوم)

پسینے کے قطرے

کنز العمال میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کی پیدائش اجسام ملائکہ کے موافق ہوتی ہے ۔ حتیٰ کہ ان کے فضلات (طیبات ومعنبرات) بھی پسینے کے چند قطروں سے متجاوز نہیں ہوتے لہٰذا ان کے اجسام (بشریہ) کو عامۃ الناس کے اجسام پر قیاس کرنا غلطی نہیں تو اور کیا ہے ذرا غور کریں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لیے بھی ایک مخصوص ماحول سے آگے زندہ رہنا ممکن نہیں جیسا کہ شب معراج عرض کرنے لگے لو تجاوزت انملۃ لاحترقت کہ اس سے آگے انگلی کے پورے برابر بڑھوں تو جل جاؤں مگر انبیاء علیہم السلام خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی حیات کاملہ جامعہ عطا فرمائی گئی جو ان کے ہر ماحول سے پوری طرح مناسبت رکھتی ہے اس کی وجہ وہی تعلق نبوت اور رابطہ رسالت ہے جو علم وعمل کی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے اس لیے جہاں تک ان کے علم وعمل کا تعلق ہوتا ہے وہاں تک ان کی حیات پہنچتی ہے دیکھئے قرآن مجید میں ہے کہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

زندہ رہے شب معراج آسمانوں پر جلوہ گر ہونا، دنیا میں ہوتے ہوئے قبروں میں مدفون حضرات کے حالات سے آگاہ ہونا اور کھجور کی سبز ٹہنیاں قبور پر لگا کر اہل قبور کی تخفیفِ عذاب میں دادرسی کرنا وغیرہ امور اس کی روشن دلیل ہیں کہ حضور ﷺ اس دنیاوی حیات کے ضمن میں اخروی حیات سے بھی متصف تھے۔ آپ ﷺ اصل کائنات ہیں۔

وجود ممکنات ہر ذرہ ہر لمحہ

آپ ﷺ کی حیات مقدسہ آسمانِ وجود ِممکنات کا چمکتا ہوا آفتاب ہے اور مخلوقات کے تمام انواع و افراد بمنزلہ آئینوں کے ہیں اس لیے ہر فرد اپنے حسبِ حال آفتابِ حیات سے اکتسابِ حیات کر رہا ہے خلق وامر، اجسام وارواح، اعیان ومعانی ارض وسماء تحت وفوق سب کا نور حیات اسی آفتابِ حیاتِ محمدی ﷺ کی شعاعیں ہیں۔ اگر آفتاب غروب ہو جائے تو تمام آئینے نور سے محروم ہو جائیں لہذا ممکنات کی ہر چیز میں نور حیات کا پایا جانا اس بات کی ٹھوس دلیل ہے کہ آفتاب حیاتِ محمدی ﷺ خواہ عالم ارواح شکم مادر میں ہوں یا دنیا و عالم برزخ میں یا آخرت وغیرہ کی جس منزل میں بھی ہوں مگر بیک وقت ہر لمحہ تمام عوالم کے ہر ذرے کو فیض حیات بخش رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ان اللہ یعطی وانا قاسم وخازن" بیشک اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا خازن ہوں۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قبر انور میں زندہ ہمیشہ ہمیشہ کیلیے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کا رسول ہونا حقیقت پر محمول ہے مجاز پر نہیں۔

کوئی جگہ نہیں

امام زرقانی "مواہب" میں فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کا اب بھی حقیقیتاً رسول ہونا اسی لیے ہے کہ قبر انور میں آپ ﷺ کو حیات حقیقی حاصل ہے۔ کیونکہ روح مبارک کا استقرار (ٹھہرنا) اگر جسم اقدس کے علاوہ کسی اور مقام میں ہو تو "وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ" (الضحیٰ) کا خلاف لازم آئے گا۔ کہ روح مبارک کے لیے جسم اقدس والطف سے قبض ہونے کے بعد کوئی ایسی جگہ نہیں

جوجسم مبارک سے زیادہ فضیلت والی ہو زیادہ تو درکنار جسم مبارک کے برابر فضیلت رکھنے والی بھی کوئی جگہ نہیں تو خود جسم الطف و اقدس کا کہنا ہی کیا ہے لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ روح اقدس جسم الطف میں معاًواپس آ گئی۔اور باعث کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیّ، حقیقی، جسمانی حیات طیبہ کے ساتھ زندہ ہیں اور تمام عوالم کی ہر چیز کو فیض حیات عطافرمارہے ہیں۔(ملخصاً مقالات کاظمی)

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
ہاں بس فقط آنی ہے
پھر اس آن کے بعد
مثل سابق وہی جسمانی ہے

کاظمی شاہ صاحب کے مذکورہ بالاارشادات سے ان لوگوں کی خرافات کارد بلیغ ہوگیا جو کہتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک جسم بشری میں حلول وسریان کے بعد ضعف و ناتوانی کا شکار ہوگئی۔کہ جسم بشری من وجہ کثافت کے روح کے لیے حجاب وضعف کا باعث بن گیا تھا۔(معاذاللہ)

کاظمی شاہ صاحب نے تصریح فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ارواح، عالم شکم مادر، عالم برزخ والوں کو بیک وقت فیضان پہنچا سکتے ہیں۔کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرفاتِ فیضان میں حجاب و ضعف کا باعث نہیں بن سکتی۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علوی و سفلی تمام عوالم ومخلوقات کی اصل ہیں۔اور تمام ممکنات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرع ہے۔اور اصل کا اپنی فرع میں سریان وتصرف محال نہیں۔جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اکمل بوقت اول سے حقی، نوری، بشری تمام حیثیات سے لطیف ترین ہے اور لطیف کا کسی دوسری چیز میں حلول وسیریان تسلیم شدہ امر ہے۔جیسے برف کی برودت (ٹھنڈک) اور آگ کی حرارت وتپش کے آگے مٹی ولوہے کے برتن کا وجود وجسم حجاب وضعف کا باعث نہیں ہوسکتا۔

قدرت کے کرشمے

کاظمی شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بشری جسم اقدس کو ایسا لطیف ونظیف اور پاکیزہ ومطہر بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی عنصری و مادی کثافت باقی نہ تھی اور جسم اقدس چاند وسورج کی روشنی کے آگے حائل نہ ہوتا تھا جب کثافت ہی نہ تھی تو نورانی جسم مبارک کسی روشن چیز کی روشنی کے لئے کیونکر حائل ہوسکتا تھا۔ اور آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا اور یہی کہنا کہ بشری جسم کا مادی وعنصری کثافتوں سے اس طرح پاک ہونا محال ہے کہ وہ روشنی کے لیے حاجب نہ ہوسکے تو یہ ایک دعوٰی بلا دلیل ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا صریح انکار ہے۔ جب وہ قادر مطلق نور سے ظلمت اور ظلمت سے نور کو ظاہر کرسکتا ہے اور زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے عدم کو وجود اور وجود کو عدم سے بدلنے پر قادر ہے تو اس کے لیے بشری جسم کو مادی کثافتوں سے پاک کردینا کون سی بڑی بات ہے؟

چمکتی ومحکم دلیلیں

آیات قرآنیہ "سراجاً منیراً" اور "قد جاء کم من اللہ نور" اس وقوع کی چمکتی ہوئی محکم دلیلیں ہیں کیونکہ جس ذات مقدسہ کو "انما انا بشر مثلکم" کہنے کا حکم دیا تھا اگر اس کے وجود مبارک کو بشری کثافتوں سے مبرا و پاک نہ بنایا ہوتا تو آپ ﷺ کے حق میں "سراجاً منیراً" اور "قد جاء کم من اللہ نور" کبھی نہ فرماتا لہذا ثابت ہوگیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو باوجود بشر فرمانے کے نور و منیر محض اس لیے فرمایا گیا کہ جسم اقدس ہر قسم کی بشری کثافتوں سے بالکلیہ مبرا ومصفا تھا۔ قرآن کریم کی دونوں آیات حضور ﷺ کے جسمانی وحسی نور ہونے کی دلیل ہیں اور ببانگ دھل آپ ﷺ کے جسم اقدس سے تاریک سائے کی نفی کررہی ہیں اور احادیث سے بھی جسم اقدس کے لیے جسمانی وحسی نورانیت ثابت ہے۔۔۔۔ ہم اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس کو لطیف ونظیف اور نورانی مانتے ہیں اور منکرین کا مسلک یہ ہے معاذ اللہ جسم اقدس کثیف تھا اہلسنت کا مذہب ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا جسم اقدس اتنا لطیف ہے کہ اس میں کسی قسم کی جسمانی وعنصری اور مادی کثافت نہیں بلکہ سراپا نور ہے جیسا کہ مسلم شریف کی

حدیث میں۔ ''اللھم اجعلنی نوراً'' کے چمکتے الفاظ وارد ہیں یہاں دعائیہ الفاظ سے یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ صفت پہلے نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عمر ہر نماز میں ''اھدنا الصراط المستقیم'' کی دعا کرتے رہے تو کیا کسی مسلمان کو شبہ ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ دعا سے پہلے صراط مستقیم پر نہ تھے بلکہ اس مقام پر یوں کہنا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا کرنا نعمت کے دوام و ترقی، اعترافِ عبدیت و تعلیم امت اور الفاظ دعائیہ کو متبرک مسنون بنانا مقصود تھا کہ امت جب ان الفاظ میں دعا کرے گی تو ان کی دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بولے ہوئے الفاظ کی برکت کے طفیل اقرب الی الحاجات ہوگی کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بولے ہوئے ہیں انہیں خالی لوٹانا اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوگا۔ حاصل کلام یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ذات پاک کا نور اور جسم اقدس کا بے سایہ ہونا ثابت ہوگیا۔

عدم سایہ پر تواتر اور عین و معنیٰ کا اجتماع

صاحب ''امداد السلوک'' نے سایہ نہ ہونے کو تواتر سے ثابت مانا ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ و کمالات مبارکہ کو عوام کی ذات وصفات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ نبی کا قیاس معنیٰ پر اور وصف کا قیاس ذات پر قیاس مع الفارق ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نور از قبیل معانی بھی ہوتا ہے اور از قبیل اعیان بھی جو چیز وصف و ذات دونوں کی حامل اور عین و معنی دونوں کی جامع ہو اس کی نورانیت بھی ہر قسم کی نورانیت کی جامع ہوگی۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات اور وصف دونوں کے جامع ہیں اور عین و معنی دونوں چیزیں علیٰ وجہ الکمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک میں پائی جاتی ہیں اس لیے حضور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلیے نور کا لفظ جو قرآن و حدیث میں وارد ہوا ہے اس سے مراد وہی نور ہوسکتا ہے جو عینی و معنوی، ذاتی و وصفی ہر قسم کی نورانیت کا جامع ہو ما حاصل یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام، ایمان، ہدایت، قرآن، علم، عرفان تمام انوار معانی و اوصاف کے حامل اور جملہ انوار اعیان یعنی ذات و عین کے قبیل سے جس قدر نور ہیں سب کے جامع ہیں اور منکرین (لطافت) کا معارضہ قطعاً باطل ہے یہ جامع نورانیت جو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کی ہے اس کی تائید قرآن و احادیث، اکابر علماءِ دین، محدثین و محققین، حتیٰ کہ خود منکرین کی تحریروں سے بھی ثابت ہوتی ہے

ذیل میں کچھ حوالے ملاحظہ ہوں۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا دل چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کے حلیہ مقدسہ سے پوری طرح واقف ہو جاؤں تو میں نے ہند بن ابی ہالہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا نبی معظم، محتشم ﷺ کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور آپ ﷺ کی ذات کا نور ذات پاک پر غالب رہتا اس کی شرح میں علامہ شیخ ابراھیم ہجویری فرماتے ہیں: "انما کان ﷺ احسن لان ضوءہ یغلب علیٰ ضوء القمر وعلیٰ ضوء الشمس ففی روایۃ لابن المبارك وابن الجوزی لم یکن له ظل" ترجمہ بیشک حضور ﷺ سب سے زیادہ حسین و خوبصورت تھے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی روشنی چاند وسورج کی روشنی پر غالب تھی ابن مبارک اور ابن جوزی رحمہما اللہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ (مواہب الدنیہ علیٰ شمائل المحمدیہ مطبوعہ مصر)

"عن کعب بن مالك قال فلما سلمت علیٰ رسول اللہ ﷺ وهو یبرق وجهه من السرور کان رسول اللہ ﷺ اذا سر استنار وجهه کانه قطعة من القمر"۔ (بخاری شریف جلد اول) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کیا تو چہرہ انور فرحت وسرور سے چمک رہا تھا اور جب بھی آپ ﷺ خوش ہوتے تو چہرۂ انور ایسے چمکنے لگتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

شارحین

فتح الباری شرح بخاری اور دیگر تمام شارحین کرام نے اس سے حقیقی حسی نور کو ثابت فرمایا ہے۔ اور اس نورانیت کا مقتضیٰ سایہ نہ ہونا ہے اور کوئی ایسا شخص جس کے دل میں نور ایمان کی ادنیٰ

جھلک بھی موجود ہے وہ حضور ﷺ کی جسمانیت مقدسہ کے لیے نورحسی (یعنی لطافت جسمی) کا انکار نہیں کرسکتا۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں: "وقال ابو هريرة واذا ضحك ﷺ يتلالؤ في الجدر اي يشرق نوره عليها اشراق الشمس عليها رواه البزاز والبهيقي" حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب تبسم فرماتے تو آپ ﷺ کا نور دیواروں پر چمکتا تھا اس حدیث کو امام بزاز اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام قسطلانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کا نور دیواروں پر ایسے چمکتا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر پڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ "خصائص کبریٰ" امام سیوطی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں کپڑا سی رہی تھی تو سوئی گر پڑی چراغ بھی گل ہوگیا اندھیرے کے باعث تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی اتنے میں نور مجسم ﷺ تشریف لے آئے چہرۂ انور کی روشنی سے سوئی ظاہر ہوگئی۔ مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے منقول ہے كان النبي ﷺ يضئ البيت المظلم من نوره کہ تاریک گھر حضور ﷺ کے نور سے روشن ہو جاتے تھے۔

جسم بشری حاجب نہ ہوتا

زرقانی شریف میں ہے "ولم يكن له ﷺ ظل في شمس ولا قمر لانه نورٌ" کہ حضور نور مجسم ﷺ کا چاند و سورج کی روشنی میں سایہ نہ تھا اس لیے کہ آپ ﷺ نور ہیں ترمذی نے اس کو ذکوان بابی صالح اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابی عمرو سے روایت کیا ہے اور دونوں ثقہ ہیں۔

مفردات امام راغب اصفہانی میں ہے: "روى ان النبي ﷺ كان اذا مشى لم يكن له ظل" کہ جب آپ ﷺ چلتے تو سایہ نہ ہوتا تھا۔

امام المحدثین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لاظل في شمس ولا قمر لانه نورٌ" علامہ خفاجی شفاء شریف کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اي جسده الشريف اللطيف لانه ﷺ كان نور والانوار شفقة لطيفة لاتحجب غيرها ولا ظل

لها كما هو مشاهد فى الانوار الحقيقة وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لم يكن الرسول الله ﷺ ظل ......وقد نطق القرآن بانه النور المبين و كونه بشراً لا يبا فيه كما توهم فان فهمت فهو نور علىٰ نور فان النور الظاهر لنفسه المظهر بغير و تفصيله فى مشكوٰة الانوار للغزالى" کہ نورِ مجسم ﷺ کا جسم بشری لطیف تھا کہ آپ ﷺ نور ہیں اور شفاف ولطیف انوار اپنے غیر کے لیے حاجب نہیں ہوتے نہ انوار کا سایہ ہوتا ہے جیسا کہ حسی حقیقی انوار میں اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اس کو صاحب وفا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اور قرآن پاک ناطق ہے کہ حضور ﷺ نور مبین ہیں اور آپ ﷺ کا بشر ہونا نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا پس اگر تو سمجھے تو آپ ﷺ ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں کیونکہ نور اسے کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو اس کی پوری تفصیل امام غزالی کی کتاب "مشکوٰۃ الانوار" میں ہے۔ (نسیم الریاض جلد ۳ مطبوعہ مصر)

سیرت حلبیہ میں ہے "انه ﷺ اذا مشىٰ فى الشمس او فى القمر لا يكون له ظل لانه كان نوراً"، بیشک رسالت مآب جب سورج و چاند کی روشنی میں چلتے تو سایہ نہ ہوتا تھا وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نور (یعنی نوری ولطیف جسم بشری والے) تھے۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں: "انه ﷺ كان نوراً انه كان اذا مشىٰ فى الشمس لا يظهر له لانه وهو ﷺ قد خلصه الله من سائر الكثافات الجسمانيات و مسيره نوراً صدفا لا يظهر له ظل اصلاً"، کہ سرورِ کونین ﷺ نور خالص ہیں کہ جب سورج کی روشنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا کیونکہ سایہ کثیف جسم کا ظاہر ہوتا ہے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص (مصفیٰ ولطیف) کر کے جسم بشری کو ایسا نور محض بنایا تھا کہ سایہ اصلاً ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (افضل القریٰ مطبوعہ مصر)

مجمع بحار الانوار میں "من اسمائه ﷺ النور قيل من خصائصه ﷺ انه

اذا مشیٰ علیٰ الارض فی الشمس والقمر لا یظھر لہ ظل“ کہ حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ سے ایک اسم پاک نور ہے جو آپ ﷺ کے خصائص سے ہے یہی وجہ ہے کہ سورج و چاند کی روشنی میں سایہ نہ ہوتا تھا۔

امکان ممکنات میں عدم ظہور

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ہر چہ بدقت نظر صحیفۂ ممکنات عالم را مطالعہ نمودہ می آید وجود آں سرور ﷺ آنجا مشہود نمی گردد بلکہ منشاء خلقت و امکاں او ﷺ در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص لطیف تر ست و چوں لطیف ترے از وے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دردعلیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والتسلیمات“ (مکتوبات امام ربانی جلد سوم) کہ جس قدر دقتِ نظر سے صحیفۂ ممکنات عالم کا مطالعہ کیا جائے سرکار دو عالم کا وجود مبارک (امکان ممکنات سے متصف ہو کر) ظاہر نہیں ہوتا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی خلقت و امکاں کا منشاء عالم ممکنات میں بالکل نہیں پایا جاتا بلکہ منشاء خلقت محمدی اس عالم امکان سے بالا تر ہے لہذا ناچار (قطعاً) آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا کہ عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے لطیف تر ہوتا ہے اور حضور ﷺ سے لطیف تر عالم میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی تو آپ ﷺ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے پس کمال لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ (مکتوبات شریف)

حضور وجہ تخلیق کائنات ﷺ کے لیے حسی حقیقی نورانیت کے ثبوت میں احادیث و روایات کتب سیر میں اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ ان کا احصاء ممکن نہیں پھر اجلہ شارحین حافظ ابن حجر عسقلانی، امام بدر الدین، امام قسطلانی، علامہ زرقانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے یضئ، یشرق، یبرق، یلمع جیسے چمکتے الفاظ نے کدورت وظلمت، کثافت وثقالتِ جسمیہ و بشریہ وغیرہ کے نقائص وعیوب کو ھبائے منثورہ کر دیا ہے) اب بھی اطمینان نہ ہو تو امام جلال الدین سیوطی کی خصائصِ کبریٰ اور امام احمد رضا بریلوی کی نفیٔ الفی ملاحظہ کیجیے اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہیں مانتا تو سمجھ لیجیے کہ وہ نور ایمان سے بالکل خالی ہے بدعقیدگی وگمراہی کی اصل بنیاد یہی ہے کہ حضور ﷺ کو عامۃ الناس کے

زمرہ میں شمار کرلیا جائے اور کمال کی نفی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اوپر قیاس کرنا اہلسنت کے نزدیک بدترین جہالت ہے۔ (مقالات کاظمی حصہ دوم)

کمال نزول اور حیثیات حقیقیہ

اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ حضور وجۂ کون ومکان، مالک رفعت لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقت عوارض بشریہ کمال نزول کی شان کا مظاہرہ فرمائیں تو حیثیاتِ حقیقیہ کا معدوم ومغلوب ہونا لازم نہیں آتا کہ عدم ظہور عدم وجود کو مستلزم نہیں جیسے مومن مصدق (تصدیق کرنے والے) پر نیند یا بیہوشی وغیرہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اس آدمی سے کسی چیز کے ظہور کی نفی ہوگی نہ کہ علم وصلاحیت کی ورنہ علم کی نفی سے تصدیق کی نفی ہو جائے گی اور تصدیق ہی عین ایمان ہے تو معاذ اللہ بے ہوشی والے مومن کے ایمان کی نفی ہوگی۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے پس جس طرح نور معنوی کا بعض احوال میں ظاہر نہ فرمانا اس کے عدم کی دلیل نہیں بلکہ موجود ہوتا ہے اسی طرح بمقتضائے حکمت ایزدی کسی وقت نور حسی بھی ظاہر نہ فرمائیں تو اس کے عدم کی دلیل ہرگز نہیں بلکہ بہت سے مسئلے عملی مسنونیت سے مشرف کرنے ہوتے ہیں ورنہ یہ مسائل مدون کیسے ہوتے اور آنے والی نسلیں نمونہ کہاں سے حاصل کرتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادائیں اور اسوۂ حسنہ ہی دین اسلام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے" لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة"۔ (سورہ احزاب) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اثر روحانی وظلمانی کے سُبل

الغرض بر بنائے حکمت نور معنوی وحسی کا عدم ظہور ومستور جائز وممکن ہے ایک کے ظہور سے دوسرے کا عدم لازم نہیں آتا کہ ان میں کوئی منافات نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی چاند اور سورج کی روشنی میں ایک لمحہ کے لیے بھی سایہ کا نہ پایا جانا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم بشری ہر طرح کی بشری کثافتوں سے مبرا ومنزہ صاف وشفاف اتم واکمل الطف ترین لطافتوں کا

حامل ہے ۔لہذا ظہورعوارض بشریہ سے عدم لطافت لازم نہیں آتی بلکہ عوارض بشریہ کا اظہار کمال نزول پر مبنی ہے یہی مسلک حق ہے ۔اللہ تعالیٰ نے ارواح کا راستہ دل کی طرف دل کا نفس کی طرف نفس کا قالب (ظاہری ڈھانچہ) کی طرف کھول رکھا ہے جو مدد اور فیض عالم غیب سے روح کو حاصل ہوتا ہے وہ روح سے دل اور دل سے نفس اور نفس سے انسانی قالب (یعنی ظاہری ڈھانچہ) تک پہنچتا ہے اسی طرح اگر قالب (یعنی ظاہری ڈھانچہ) سے کوئی ظلمانی نفسانی عمل ظہور میں آئے تو اس ظلمت کا اثر نفس پر پھر نفس سے دل پر ہوتا ہے تو دل میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے پھر یہ کدورت دل سے روح کے چہار جوانب یوں حجاب و پردہ بن جاتی ہے جیسے موسم میں نمی کے باعث چاندنی راتوں میں چاند کے گرد ایک ہالہ سا بن جاتا ہے اس طرح سے روح کا عالم غیب سے تعلق بند ہونا شروع ہو جاتا ہے اور روح عالم غیب کا مطالعہ و مشاہدہ نہیں کر سکتی جس سے روح کو عالم غیب کی مدد و فیض پہنچنا بہت کم ہو جاتا ہے یہ سب کچھ ایک طلسم کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ نے روحانی و جسمانی تعلقات سے بنایا ہے اس طلسم کو کھولنے والی چابی صرف شریعت ہے ۔(اسرار الحقیقت فی تبیان الطریقت)

درخت دانہ میں

قارئین کرام !ان حقائق کی روشنی میں خدالگتی بتائیں کہ وہ لوگ کس کٹہرے میں جائیں گے جو یہ راگ الاپتے ہیں کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لطافتِ بشری حضرت جبرائیل علیہ السلام کے معانقوں کی رہین منت ہے اور معانقوں سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم بشری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں کثیف تھا۔ ”العیاذ باللہ الفاً الفاً من ھذہ الخرافات و الکفریات“۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت ہر طرح کی کدورتوں ،کثافتوں سے مبرا و مصفی تھی اور جسم اطہر و انور ہر شی سے بڑھ کر لطیف و الطف تھا علامہ زرقانی ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب باعث کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء علیہم السلام کے اجسام اہل جنت کی مانند پیدا کیے گئے نہ کہ جنت کی مانند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں :

جنت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ و بو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل

کہ جنت اپنی خوبصورتی کے لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیب و زینت کی خیرات مانگتی ہے ۔غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اصحاب برہان ونظر اور ارباب شہود و عیاں اس بات پر متفق ہیں کہ بوسیلۂ قدرت و ارادۂ خدائے قدوس امر کن فیکون سے سب سے پہلے جو گوہر مقدس دریائے غیب ومکنون سے ساحل شہود پر آیا وہ جوہر بسیط نورانی (حقیقت محمدیہ) تھا جسے عقل اول اور قلم اعلیٰ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ۔بسیط کا معنیٰ لطیف ہے ۔(مقالات کاظمی جلد سوم)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر کہ جب نمازی حریم قدس میں حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر پاتا ہے تو عرض کرتا ہے السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برکتیں بھی ہوں اس کہنے سے یہ راز بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وجود میں جاری وساری ہے اور تمام حقائق موجودات بطور انطوائے علمی اسی جوہر بسیط نورانی حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے مندرج ومخفی تھے جیسے درخت بمع شاخوں، پتوں، پھلوں وغیرہ کے اپنے دانہ میں مخفی ہوتا ہے ۔

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جو دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضور باعث عالم، نور مجسم کی ذاتِ الطف سے زمان خالی ہے نہ مکان، محل خالی نہ امکان، عرش خالی ہے نہ قلم، بر خالی ہے نہ بحر، نرم خالی نہ سخت، برزخ خالی ہے نہ حشر غرض تمام عالمین کے ذرہ ذرہ میں جلوہ نما ہیں ۔

تپشِ نبضِ ہستی

علامہ اقبال فرماتے ہیں :۔

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی اپنے گھر آئے اور گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہے اے نبی کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف سے آپ پر رحمت، برکت اور سلام ہو اس لیے کہ روح الطف ہر گھر میں جلوہ افروز ہوتی ہے۔(الانسان فی القرآن)

نمازی کو (انتہائی ادب سے سلام پیش کرنے) سے غافل نہ ہونا چاہیے تا کہ انوار قرب اور اسرار قرب سے روشن و فیضیاب ہو (شاید یہی وجہ ہے کہ سلام کو تشہد کے وجوب والے حصہ میں رکھا گیا ہے)۔(اشعۃ اللمعات جلد اول)

امام عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”خلق من تلک المحبة حبیبا اختصه لتجلیات ذاته وخلق العالم من ذالک الحبیب لتصح النسبة نبیه و بین خلقه فیعرفه بتلک النسبة فالعالم مظهر تجلیات الصفات و الحبیب مظهر تجلیات الذات وکما ان الصفات فرع عن الذات کذالک العالم فرع عن الحبیب فهو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطة بین الله و بین العالم و الدلیل علی ما قلناه قوله علیه السلام انا من الله و المؤمنون منی“۔

کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کی وجہ سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجلیات ذات سے مخصوص فرما کر پیدا کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام کائنات کو پیدا کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب خالق ومخلوق کے درمیان نسبت قائم ہو اور تمام مخلوق اس نسبت کے وسیلہ سے اپنے خالق کی معرفت حاصل کرے۔ پس ساری کائنات صفاتی تجلیات کی مظہر ہے اور حضور رسالت مآب محبوب کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی تجلیات کا مظہر ہیں۔جس طرح صفات ذات کی فرع ہے اسی طرح تمام کائنات حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرع ہے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات خالق ومخلوق کے درمیان واسطہ، وسیلہ عظمیٰ ہے جس پر یہ حدیث پاک شاہد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور اہل ایمان و (دیگر مخلوق) مجھ سے ہیں۔(جواہر البحار جلد اول)

علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ "ان اللہ خلق نورہ و عنصرہ الذی عجن بالتسنیم وھو الطف شیء فادعہ فی صلب آدم و اھبطہ فیہ" کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور انور اور اس عنصر و جوہر کو جو تسنیم کے پانی کے ساتھ گوندھا گیا انتہائی لطیف جوہر اور سفید نورانی موتی کی طرح بن گیا تو اس کو حضرت آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پشت اقدس میں ودیعت کیا اور ان کے زمین پر اترنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ جوہر نورانی بھی زمین کی طرف منتقل ہوا۔۔۔۔۔۔اصلاب میں ودیعت ہونے والی چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم لطیف کا مادہ تھا اور نور اس مادہ کے تابع تھا۔۔۔۔۔۔انبیاء ورسل علیہم السلام پر ملائکہ کا نزول اس لیے ہوتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اگرچہ ابدانِ بشریہ میں پیدا کیا ہے مگر ارواح و بواطن مَلکی بھی عطا فرمائے ہیں اس لیے وہ ملائکہ کو اصلی صورت میں دیکھنے اور ان کے ساتھ اختلاط و میل جول اور دوستی وخلت کی طاقت رکھتے ہیں دوسرے بشر اس صلاحیت و استعداد سے محروم و قاصر ہیں (تنویر الابصار صفحہ ۷۹، ۸۴، ۱۶۸) سرور عالم و عالمیان، سید انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشریت انبیاء و اولیاء سے لطیف تر ہے (تنویر الابصار صفحہ ۳۲) جب محبوب کائنات کی بشریت انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے بھی لطیف تر ہے تو پھر لفظ کثیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب کرنا سراسر تحکم و دھاندلی، کذب و تضاد بیانی اور توہین تحقیر شیطانی نہیں تو اور کیا ہے؟

اختلاف لازم وملزومہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود یہ کہ بظاہر بشر ہیں جسم عنصری اور بدن رکھتے ہیں لیکن حقیقت جسمانیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیگر بشروں اور انسانوں سے مختلف ہیں کیوں کہ جب لوازمِ حقیقت باعتبار حقیقت کے مختلف ہوں تو ملزومہ حقائق میں بھی باعتبار حقیقت و ماہیت کے اختلاف تسلیم کرنا لازمی ہے اور یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے اور منطق و فلسفہ کے معتقد حضرات تو اس کے انکار کو خلاف اعتقاد و ایمان سمجھیں گے علماء اعلام نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات امت کے حق میں نہ صرف طیب و پاک ہیں بلکہ حلال بھی ہیں جیسے مالک بن سنان، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون پیا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیشاب

مبارک پی لیا تو ان کو ایسے معلوم ہوا جیسے شیریں نفیس پانی ہوتا ہے (آپ ﷺ نے) انہیں منع نہیں فرمایا بلکہ صحت و تندرستی اور نار دوزخ سے نجات کی نویدیں سنائیں آنحضرت ﷺ کے فضلات بے مثل ہیں اور ان کے احکام عام بشروں کے فضلات سے جداگانہ ہیں یہی نظریہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج اور اشعۃ اللمعات میں، امام نووی نے شرح مسلم میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں، علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں، امام ابن جوزی نے الوفاء میں، علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں، علامہ یوسف نبہانی نے حجت اللہ علی العالمین اور سیرت محمدیہ میں بیان کیا ہے۔ الغرض واضح ہو گیا جب ان فضلات میں جو مقتضیٰ بشریت کا ہیں حقیقت کے لحاظ سے فرق ہے اور حلت و حرمت، طہارت و نجاست کا اختلاف ہے اور اختلاف لوازم و احکام اختلاف ملزومات و موضوعات کو مستلزم ہوتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی بشریت اور ہے اور عام لوگوں کی بشریت اور ۔۔۔۔۔ جب انبیاء علیہم السلام کی بشریت، صلاحیتوں اور استعدادوں کا مقابلہ وہمسری نوریوں کی نورانیت نہ کر سکے تو عوام کی بشریت کو کیا نسبت ان سے ہو سکتی ہے جب حقیقت انسانی روح و جسم ہیں اور دونوں باعتبار حقیقت کے دیگر انسانی ارواح و ابدان سے مختلف ہو گئے تو آنحضرت ﷺ کا بشر مثلکم ہونا محض صوری مشابہت کے تحت ہوگا۔ (تنویر الابصار صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۸)

لطافت اور تھکاوٹ

صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں کہ آپ کا حالت نیند میں صرف ظاہر محو خواب ہوتا اور باطن وقلب بیدار و یقظان رہتا جس سے ظاہر و باطن، جسم و روح، بشریت و نورانیت کی امتیازی اور مشترک حیثیات واضح ہیں اور یہ حدیث "تنام عینای ولا ینام قلبی" (کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا) اس امر کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا ظاہر بشری ہے اور باطن ملکی جو نیند سے پاک ومنزہ ہے "یسبحون اللیل والنھار وھم لا یفترون" شب و روز ہر لمحہ ولحظہ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں اور تھکتے نہیں کہ لطافت کو تھکاوٹ نہیں ان کے بواطن اور قویٰ روحانیہ

ملکی ہیں اسی لیے مشارق و مغارب اور اطراف و جوانب کائنات کا مشاہدہ کرتے ہیں آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز سنتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام جب سدرہ سے اترنے کا ارادہ کرتے تو ان کی خوشبو انبیاء علیہم السلام کو محسوس ہونے لگتی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی قرآن پاک میں ہے "انی لاجد ریح یوسف"۔ (سورہ یوسف)

ملکی قوت و باطنی و نورانی صلاحیت کی وجہ سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانی معراج کرایا گیا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند وضو کے لیے ناقض نہیں تھی اس معاملہ میں امت کے کسی بھی ارفع و اعلیٰ مرتبت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بعض اوقات نیند سے بیداری پر وضو فرمانا بطور استحباب یا تعلیم امت کیلیے ہوتا تھا۔ دوسری حدیث "ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی" کہ میں ہر رات رب تعالیٰ کے ہاں گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا و پلاتا ہے اے میرے صحابہ تم صوم وصال میں میری برابری نہیں کر سکتے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملکی الباطن ہونے کی دلیل ہے۔۔۔۔۔علامہ اصفہانی نے اس کلام کا آغاز اتفق اھل السنة والجماعه سے کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ صرف دو تین علماء کا مذہب و مسلک نہیں بلکہ اہل سنت اس پر متفق ہیں اس متفق علیہ مسلک و نظریہ سے واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نورانیت و ملکی صفات وصلاحیتیں موجود ہیں۔۔۔۔اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نورانیت نہ ہو تو نبی بنایا جانا ہی متصور نہیں ہو سکتا قانون قدرت میں افاضہ و استفاضہ کے لیے تناسب کا شرط ہونا بھی یہاں سے واضح ہو گیا۔۔۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت ایک خلعت اور لباس کی حیثیت رکھتی تھی جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بشریت محض ایک لباس عارضی اور روپ ہوتا تھا جس میں نمودار ہوتے تھے۔۔۔۔۔اگرچہ بشریتِ جبرائیل علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت میں واضح فرق ہے۔۔۔۔۔ لیکن اس کا اصل حقیقت کے لحاظ سے مثل لباس و نقاب ہونا بہر حال مسلّم حقیقت ہے اور وہ بھی جملہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک۔ (تنویر الابصار صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۳)

قوائے مدرکہ ومحرّکہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (آل عمران ۳۳)" کے تحت انبیاء علیہم السلام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر مخلوق سے جسمانی و روحانی امتیازیت و لطافت کو مزید بیان کرتے ہوئے لکھا کہ بیشک انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ امر لازمی و ضروری ہے کہ وہ دوسروں سے جسمانی و روحانی قوتوں میں مختلف ہوں اور قویٰ جسمانیہ دو قسم ہیں مدرکہ اور محرکہ۔۔۔۔۔۔۔ لہذا جب نفس و روحِ صفاءِ شرف میں غایت کو پہنچا ہوا ہوگا اور بدن بھی تزکیہ و طہارت میں نہایت کو پہنچا ہوا ہوگا تو قوائے مدرکہ و محرکہ بھی غایت کمال تک واصل ہونگے اور یہ ضابطہ بھی معلوم ہوگیا کہ قوائے مدرکہ و محرکہ، حواس ظاہرہ و باطنہ یہ سب لوازمِ نفس و روح سے ہیں اور ان کا اختلاف دلیل ہے ان کے ملزومات کے اختلاف کی پس سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سب انبیاء علیہم السلام سے مختلف ہے کیونکہ جب یہ حقیت مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انبیاء کے نبی ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت و ماہیت اور نفس و روح کا سب سے مختلف ہونا ضروری ہے جب حواس ظاہرہ و باطنہ میں قوائے محرکہ و مدرکہ میں کوئی نبی و رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی نہیں ہے تو پھر لا محالہ قویٰ کے ملزوم یعنی نفس و روحِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جملہ انبیاء علیہم السلام سے مختلف ہونا ضروری ٹھہرا بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ کے بھی رسول ہیں تو لامحالہ جوہرِ روح و نفس اور عنصرِ نورانی میں ملائکہ سے بھی مختلف ہونگے اسی لیے تو جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرواز کی وہاں تک جبرائیل علیہ السلام کا مرغ وہم وشہباز روح بھی نہ جاسکا سدرہ کے قریب ہی جلنے کا خطرہ درپیش تھا وہاں حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا خوف وخطر آگے بڑھ کر حریم قدس میں مسکراتے ہوئے دیدارذات کررہے تھے معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکی ذات اقدس اپنی قوت وتوانائی اور اہلیت و استعداد میں نورِ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہیں زیادہ ہے۔۔۔۔۔۔۔ثابت ہوا کہ کوئی نبی و رسول اور ملک وفرشتہ مقرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حقیقت نوریہ اور جوہر روحانی میں مساوی وشریک نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے حقیقت و ماہیت میں مختلف ہیں جب کہ اختلاف لوازم بحسب الماہیت ہوتو ملزومات بھی بحسب الماہیت مختلف ہوا کرتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت بھی امت سے حقیقت میں

مختلف ہے عوام کو تو چھوڑ یئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا معاملہ ہی سامنے رکھیے کہ صفاتی تجلی کے دیکھنے سے مدہوش ہو گئے اور سرور انبیاء ﷺ نے عین ذات کو سر کی آنکھوں سے بار بار دیکھ رہے ہیں تو ان بشریتوں میں برابری کا دعویٰ کیونکر کیا جاسکتا ہے لہذا آپ ﷺ روح وجسم، نفس و بدن دونوں میں امت سے بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام سے مختلف ہیں۔ (تنویر الابصار ۱۷۴ تا ۱۸۲)

امام جعفر صادق اور امام واسطی رحمہما اللہ کے فرمودات

حضرت امام واسطی آیہ کریمہ ''ید اللہ فوق ایدیھم'' (الفتح ۱۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میرے محبوب نبی ﷺ کی بشریت عارضی، عاریۃً، اضافی ہے۔ حقیقی نہیں ہے۔ (خصائص مصطفیٰ ﷺ)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ مخلوق میری اطاعت سے عاجز ہے کہ بغیر کسی واسطہ کے میری عبادت و اطاعت نہیں کر سکتی۔

فاقام بينهم وبينه مخلوقا من جنسهم فی الصورة

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے اور مخلوق کے درمیان ایک ایسی ذات گرامی کو پیدا فرمایا جو ظاہراً صورتاً انہی کی طرح تھی۔ (تا کہ لوگ وحشت سے بچیں اور موانست اختیار کر کے وصول قرب الٰہی کا اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل کر کے رہتی دنیا کے لیے مینارہ نور بنیں)

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (النساء ۸۰)'' جس نے میرے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے عین اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے الفاظ بالکل واضح ہیں کہ حضور وجہ تخلیق کائنات ﷺ کی بشریت نفع مخلوق کی غرض سے محض صورۃً تھی جب کہ فی الحقیقت آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشری، نوری، باطنی، ظاہری وغیرہ ہر لحاظ سے بے مثل لطیف و الطف ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لطافت الطف کا ادراک عام مخلوق تو کجا خواص کی عقول سے بھی وراء ہے۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمانِ کامل کی ایک شرط یہ ہے کہ آدمی کا اس بات پر ایمان ہو کہ خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو ایسی صورت میں پیدا کیا کہ کسی آدمی کو بھی نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ایسا جسم دیا گیا اور نہ بعد میں دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایسی ہے جو معناً اور صورتاً مکمل ہے۔ امام بوصیری نے کیا خوب کہا ہے۔

فھو الذی تم معناہ و صورتہ
ثم اصطفاہ حبیباً بادئ النسم

بھائی بہن نہ ہونے کی حکمت

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے انوار سے حقیقت محمدیہ کو پیدا فرمایا پھر اس سے علوی سفلی تمام دنیا پیدا کی بعدہٗ اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعلان فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اجناس خلق سے بہتر جنس ہیں۔ اور تمام موجودات کے جد اعلیٰ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحاً، ذاتاً، نسباً سب سے بہتر ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حقیقی بھائی یا بہن سلسلہ ولادت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک نہیں تاکہ پاکیزگی اور نسب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مخصوص ہو۔ ابن سعد راوی ہیں کہ جناب آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاف ستھرا جنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم الطف پر قطعاً کوئی آلائش نہ تھی عبدالرحمان بن عوف اپنی والدہ السفاء سے راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ یعقوب بن سفیان نے سند حسن بیان کیا جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدرتاً ناف بریدہ و مختون شدہ پیدا ہوئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناف بریدہ پیدا ہونے سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ شکم مادر میں آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم الطف و انور کی نشوونما والدہ کے خون سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور اور قدرت کے کرشمہ سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نفاست و (لطافت) پر آیت کریمہ "لقد جآء کم رسول من انفسکم" دلیل ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی قرأت فا پر فتح (زبر) پڑھنے سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے قبل تا قیامت ہر مخلوق کو حاوی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازل میں نبوت عطا کر دی گئی تھی۔ (انوار محمدیہ)

قمر الملت کا عقیدہ

شیخ و مربی حضور قمر الملت والدین شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت بشر نہیں، بشروں کی طرف تشریف لانے کی وجہ سے لباس بشری میں ہیں رسول بشر ہو اور فرشتہ بن کر آئے یا فرشتہ ہو اور بشر بن کر آئے ہر دو صورتوں میں اپنی حقیقت پوشیدہ کر کے آئے گا ثابت ہوا حقیقت بشر نہیں نور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" (المائدہ ۱۵) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس منحصر فی البشریت ہوتی تو فرمان باری تعالیٰ "قل انما انا بشر مثلکم" (الکہف ۱۱۰) کی آیت کریمہ میں مثلکم کا لفظ نہ آتا بلکہ صرف بشر ہی آتا لفظ مثل فرمانے کا مطلب یہی ہے کہ آپ کی حقیقت بشریت نہیں کہ لفظ مثل سے اثنینیت ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ عینیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثلیت بشر کے ساتھ محض ایک ہی لحاظ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب کا معبود ایک ہے۔ (انوار قمریہ)

اشتراک لفظی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقاب بشریت میں محجوب و مستور اس لیے ہیں کہ تا کہ ہم انہیں دیکھ سکیں اور شرف اتباع و اقتداء سے مشرف ہو سکیں اگر لباس بشری کو الگ کر دیا جائے تو مخلوق میں سے کسی کو بھی یارائے دیدار نہ ہو بشریتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بشریتِ اغیار میں صرف نام کی شرکت ہے اور محض اشتراک لفظی ہے حقیقت بالکل جدا ہے بلکہ بشریتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اور نوری

ملائکہ سے بھی زیادہ لطیف و پاکیزہ ہے۔۔۔بشریتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بشر خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء کی بشریت سے باعتبار حقیقت و ماہیت کے مختلف ہے بشر ہونے میں اشترک محض لفظ و اسم کے لحاظ سے ہے نہ کہ حقیقت کے لحاظ سے۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمحہ کے لیے مس ہو جانے والی اشیاء کو خیر و برکت کا سرچشمہ بنایا اور فضلات و منفصلات کو آیۂ کمال اور دلیل فضیلت و کرامت بنایا۔۔۔وہی نور جو سب سے اول پیدا ہوا وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح و جسم کا مادہ ہے جو پاک پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ مکان کی چھت کھل گئی اور حجاب نہ بن سکی اور ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے معلوم ہونے لگے۔۔۔ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ پاک سے ساری زمین اور تمام اطراف عالم روشن ہو گئے۔۔۔۔یہ سمجھنا بھی کسی طرح درست نہیں ہے کہ وہ تجلیات اس صورت بشری میں بلکل چُھپ اور مستور و مجوب ہو گئیں بلکہ چشمِ بینا نے اس نور کے پرتو اور عکس کو ضرور محسوس کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت ایک خلعت اور لباس کی حیثیت رکھتی تھی جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بشریت محض ایک لباس عارضی اور روپ ہوتا تھا جس میں نمودار ہوتے تھے۔۔۔۔اگرچہ بشریتِ جبرائیل علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت میں واضح فرق ہے۔۔۔لیکن اس کا اصل حقیقت کے لحاظ سے مثل لباس و نقاب ہونا بہر حال مسلّم حقیقت ہے اور وہ بھی جملہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک۔(ملخصاً کوثر الخیرات ۲۸۲ تا ۳۲۱، تنویر الابصار صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۳)

روح صفات کمال سے موصوف بالذات ہے

حقیقت انسانی روح ہے اور بدن محض اس کے لیے مثل لباس کے ہے۔۔۔۔روح جوہر مجرد ہے اور حقیقتاً تمام صفاتِ کمال کا موصوف بالذات وہی ہے لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جملہ کمالات یعنی نبوت اور خاتم النبین ہونے کا منصب و دیگر کمالات کا ثبوت خارج اور واقع میں ثابت ہو گیا(تنویر الابصار صفحہ ۸۰)"لم یزل ینقلنی" کے الفاظ بھی اس امر کے مؤید ہیں کے روحانیت و نورانیت اور جوہر جسدانی میں باہم ربط و تعلق تھا اور یکے بعد دیگرے انتقال اسی شئ کا ہو گا جس کا

الگ وجود وتقوم ہوگا اور اسی مادہ نورانی کی وجہ سے آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی سے انوار محمدیہ جھلکتے تھے اور دیگر آباء واجداد سے روح وجوہر جسدانی کے تعلق کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آباء واجداد کی اصلاب میں ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے جیسے مواہب لدنیہ میں مذکور ہے کہ جدامجد جناب الیاس پشت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلبیہ ءِ حج کی آواز سنتے تھے۔۔۔۔لہذا اس حقیقت کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حقیقت، روحانیت اور عنصر جسدانی کے اعتبار سے مقدم تھے۔
(تنویرالابصار صفحہ ۹۷)

عصاء اور لطافت

اگر بغور دیکھیں تو اجسام کثیفہ میں بھی عموم نہیں حتیٰ کہ آگ، ہوا، آسمان اور سورج جو زمین سے ۳۲۶ حصے بڑا ہے وغیرہ کا سایہ بھی نہیں باوجود اس کے کہ وہ بہت بڑا جسم عنصری رکھتے ہیں بلکہ جسم مثلث کا سایہ بھی نہیں ہوتا خواہ کتنا ہی کثیف ہو۔آیہ کریمہ "انطلقوا الی ظل ذی ثلاث شعب لاظلیل ولا یغنی من اللهب" (المرسلت:۳۰، ۳۱)، "افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینٰها" (ق:۶) پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے سایہ اور لطیف ہونا محال و ناممکن نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جسمانی کثافتوں سے مبرا کر کے خالص نور کر دیا تھا۔اور نور شفاف ولطیف ہوتا ہے۔اس کا سایہ نہیں ہوتا۔کہ سایہ وہم پیدا کرتا ہے۔کہ اس کی کوئی مثل ہے۔اور یہ عدم کمالِ لطافت کے شائبہ کی خبر دیتا ہے۔اگر نور کا سایہ ہوتو پھر تنویر کون کرے گا؟ یعنی اگر سایہ پر روشنی کرنے کی ضرورت ہوتو اس پر روشنی کیسے کی جائے؟ سایہ کو کثافت لازم اور لطافت کاملہ عدم ظل کو مستلزم حضور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف واحسن اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح وملائکہ سے حد درجہ الطف جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "لست کمثلکم" کہ میں تم جیسا نہیں علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور علی نور ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وہ نور ہے کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا یعنی عین ذات کی تجلی بلاواسطہ ہمارے نبی حضور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ملائکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بنے وہ

سایہ نہیں رکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اصل نور ہیں کیونکر سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰)

رب تعالیٰ کے ایک حکم سے جامد وکثیف (عصائے موسیٰ علیہ السلام) حیوان اور جسم نورانی ولطیف بن گیا۔ مَن وسلویٰ شیریں، نمکین اور لطیف غذائیں تھیں۔ (تذکرۃ الانبیاء صفحہ ۴۹۰ تا ۵۵۸)

مولانا جلال الدین امجدی فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ لطیف کائنات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ (بزرگوں کے عقیدے)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مہر کس منہ سے جلوداری جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

کہ حضور سراج منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یکتائی ونمایاں وامتیازی بے مثل تابشوں جوکہ سایہ کے نام سے بھی مبرا ہیں۔ کا سامنا دنیا کا سورج کیسے کرسکتا ہے۔

غفلت منافی نبوت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں: سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نورِ حق کا غلبہ دائمی تھا اس لیے بشریت (الطف) میں ثقالتوں، کثافتوں کا وجود اصلاً نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت مبارک گویا نورِ حسی کا ظہور رہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سرو ناز قدم مغز راز حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام
بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام

کہ آپ ﷺ کا وجود انور واقدس، اطہر والطف قدرت الٰہی کا شاہکار، اس کے رازوں کا خزانہ اور تمام مخلوق پر رفعتوں، فضیلتوں میں غایت درجہ یکتا و بے مثل ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند جسم کثیف کا خاصہ ہے جب کہ آپ ﷺ صورۃً یعنی دیکھنے میں بشر ہیں حقیقتاً سراپا لطافت والطف ترین ہیں۔

پس ایک لمحہ کے لیے بھی آپ ﷺ پر غفلت طاری نہیں ہوتی کہ نبی ہر حال میں نبی ہوتا ہے۔ خواہ وہ شکم مادر میں ہو۔ نبی امت کی محافظت میں نگہبان کی طرح ہوتا ہے اسلیے غفلت منصب نبوت کے مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب ﷺ کو شاہد وشہید دونوں صفات سے موصوف فرمایا ہے جو کمال حال وعلم کی دلیل ہے اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہے مگر دل جاگتا رہتا ہے تاکہ نگہبانی میں غفلت کا کوئی امکان نہ پایا جائے کہ صراط مستقیم کی راہروی نور رسالت کے بغیر ناممکن ہے پس یہی وجہ ہے حضور نبی کونین ﷺ سے روگردانی باعث اعمیت وکفرانِ نعمت ہے۔ (الانسان فی القرآن)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

اعتلائے جبلت پہ عالی درود
اعتدال طویت پہ لاکھوں سلام

تاویل لازم ہے

اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر اپنے محبوب ﷺ کی فطرت وجبلت، مزاج وطویت اس طرح کامل واکمل، الطف وانظف، نفیس وانفس ترین بنائی کہ کھیل، کود، بیکار و بے فائدہ اور ہر طرح کے لغو افعال واعمال سے آپ ﷺ نے ہمیشہ اعراض و پرہیز فرمایا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے والد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ "لم ارمنه كذبة ولا ضحكا ولا وقت مع صبيان يلعبون" کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹ بولتے، ہنستے اور بچوں سے کھیلتے نہیں دیکھا۔ (تفسیر کبیر)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا: "ولقد اتينا ابراهيم رشده من قبل" (الانبیاء:۵۱)۔۔ "واتيناه الحكم صبياً" (مریم:۱۲) کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو چھوٹی عمر میں ہی ہدایت اور حکمت عطا فرمادی۔ لہٰذا حضور محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اولیٰ چھوٹی عمر میں رشد و ہدایت پر ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام ہر وقت ہر حال میں مشاہدہ حق تعالیٰ میں مستغرق رہتے ہیں۔ کہ وہ ازلی موحد و عارف ہوتے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں کہ رسولِ ازل و ابد نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکوں کے ساتھ کبھی بھی کھیل تماشے میں مشغول ہوئے ہوں اگر کسی حدیث سے ثابت بھی ہو تو تاویل کرنا لازم ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کھیل کود کے لیے لڑکے بلاتے تو آپ فرماتے کہ میں کھیل تماشے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور یہ طے شدہ ہے کہ ہر وہ خاصیت جو دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو عطا کی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے اکمل و اتم طور پر ہمارے نبی حضور رسالت مآب، وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا ریب عطا کی گئی ہے۔

ذنب

عصمت خاصہ نبوت و رسالت ہے اور ذنب ضد ہے عصمت کی۔لہٰذا ذنب کی نسبت کسی بھی معنیٰ (خلاف اولیٰ وغیرہ) کے لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کی طرف یا حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کی طرف قطعاً جائز نہیں۔

بعض نے کھیل کود کے زمانے کی آڑ میں حضور باعث کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ ذنب سے بظاہر خلاف اولیٰ افعال کا صدور ممکن مراد لیا ہے۔جب کہ محققین نے آیہ کریمہ "لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر" (الفتح:۲) میں لفظ ذنب کو عصمت کا کنایہ قرار دیتے ہوئے معنیٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گزشتہ و آئندہ (یعنی قبل و بعد اعلان نبوت ہر زمان و مکان) میں کامل و اکمل عصمت عطا فرمائی ہے اور علماے بلاغت نے اس بات کو اصول قرآنی کی بلاغت میں شمار کیا ہے جیسا کہ قیام اللیل کو منسوخ کرتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "علم ان لّن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءو ماتیسر" (مزمل ۲۰)

دوسری مثال: "فاذلم تفعلوا وتاب الله علیکم" (مجادلہ ۱۳)

تیسری مثال: "فتاب علیکم وعفا عنکم فالئن بشروھن" (بقرہ ۱۸۷)

نیز ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ میں اگر اظہار شرف مقصود ہے تو بہر صورت اس سے مراد ذنوب نہیں ہیں کیونکہ حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر خوارگی کے عالم میں بھی عدل فرماتے تھے کہ اپنے دودھ شریک بھائی کا حق ہرگز نہ لیتے تھے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ باوجود ان کے اصرار کے دوسری جانب سے نہ پیتے تھے۔تو پھر لفظ ذنب کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرنے کا کیا امکان باقی رہ جاتا ہے؟

سلب جزئی سے کلی کی نفی

حضرت اعلیٰ گولڑوی سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے مستفیض عالم نبیل ،للکار اعلیٰ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر فرماتے ہیں کہ وجود مطلق کا پہلا تعین حضور جلت جلالتہ وعمت رسالتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوری ذات اقدس ہے جوکہ براہ راست ذاتِ حق کی تجلی اور بلا واسطہ اسماء خود ذات سے مستفیض ہے اسی لیے حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انبیاء مخلوق انداز اسماءِ ذاتیہ حق و اولیاء از اسمائے صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفاتِ فعلیہ وسید رسل مخلوق است از ذات حق وظہور حق در وے باالذات است (مدارج النبوت) دوسرے انبیاء ذات حق کے ذاتی اسموں سے ظاہر ہوئے اور اولیاء کرام اس کے اسمائے صفات سے باقی سب کائنات اس کی صفات فعلیہ سے اور سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ذات حق سے جلوہ نما ہوئے اور ذات کا ظہور آپ میں بلا واسطہ ہے۔۔۔۔۔۔احدیت مرتبہ ذات من حیث تحقق الوجود اور وحدت مرتبہ ظہور ذات در تجلی اول تعین وہویہ وتشخص وجود حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور واحدیت مرتبہ تعین تفصیلی وتجلیات کثرت اسمائے وتعینات انبیاء علیہم السلام ہے یہ تینوں مراتب قدیم اور عین ذات حق ہیں اور مرتبہ تفصیل اسمائے الٰہیہ پر حقیقت محمدیہ متقدم اور ان سے پہلے ہے یعنی سب اسمائے الٰہیہ وشیونات ربانیہ حقیقت محمدیہ کے بعد اور اسکی تفصیل ہیں ان ہر سہ مراتب میں سے وحدت اور واحدیت کو مخلوق بمعنیٰ حادث نہیں کہتے بلکہ خلق بمعنیٰ لغوی یعنی تعین وتقدیر کے مفہوم میں ان پر خلق کا اطلاق آتا ہے ۔۔۔مرتبہ احدیت اور وحدت اور واحدیت کسی شر ،گناہ ،خلاف اولیٰ ،ترک افضل وغیرہ سے منزہ و پاک ہے جو اسے نہیں سمجھتا وہ محروم از علم اور خاسر و ہلاک ہے ۔۔۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فعل مبارک کا ظاہر بھی حسین و پسندیدہ ہے اور اس کی حقیقت بھی حسین و بہتر و پسندیدہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر صغیرہ ،کبیرہ ،عمداً ہو یا سہواً قبل اظہار نبوت ہو یا بعد ہمیشہ سے ہمیشہ تک پاک ومنزہ ہیں ہمارے مشائخ کا یہی مذہب ہے۔۔۔۔۔۔۔بعض نام نہاد علماء نے عمداً یا سہواً میں فرق بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہلکے امور یعنی نامناسب کاموں کا صدور جائز کہا ہے ہم اسے تسلیم نہیں کرتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ہر فعل میں امت کے لیے اسوۂ حسنہ یعنی اقتدا ہے ۔۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلقاً ، ذاتاً، وصفاً ،کلیتاً من جمیع الوجوہ اولیٰ ہیں اور اولیٰ وخلاف اولیٰ ضدیں ہیں جو جمع نہیں ہو سکتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاذ اللہ اگر کوئی ایک خلاف اولیٰ بھی سرزد ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولیٰ کی سلب جزوی ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیٰ ہونے کی کلیتاً نفی ہو جائے گی وھذا خلف لہذا اولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیٰ ہونے کو کسی دوسرے عام آدمی کے اولیٰ ہونے پر قیاس کرنا محض حماقت و جہالت ہے ۔(جوابات رضویہ صفحہ ۳،۲۵،۲۷)

حجاب سے مراد

مولانا غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔نور نبوت مخلوق کے ساتھ اختلاط سے توجہ الی اللہ کے لیے حاجب نہ ہوتا تھا ۔جسمانی حیثیت سے خلق کی طرف اور قلب کے ساتھ خالق یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتے ۔ایک طرف توجہ دوسری جانب کے لیے مانع نہ ہوتی اور حدیث شریف کہ مجھ پر حجاب طاری ہوتا اور استغفار کرتا ہوں وغیرہ میں حجاب سے مراد حجاب اغیار نہیں ۔کہ توجہ الی اللہ منقطع ہو ۔بلکہ حجاب سے حجاب انوار مراد ہے ۔جو توجہ الی اللہ میں انقطاع کا موجب نہیں ہوتا ۔حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔انہ غین انوار لا غین اغیار یا مبارک بیشک اے مبارک یہ حجابِ انوار ہیں نہ کہ حجابِ اغیار ۔(بشیر القاری شرح صحیح بخاری)

چنانچہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔یہ انوار کی غین ہے اغیار کی نہیں ۔یہ غین و پردہ رقیق ولطیف ہے ۔یہ امت کے غم اور امت کی عاقبت و انجام کی وجہ سے ہے اس لیے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کی بخشش کے لیے استغفار فرماتے اس بات کے کہنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ۔

شیخ محقق مزید فرماتے ہیں ۔اگر چہ وہم کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ نقصان کی شکل اختیار کر

لیتا ہے۔لیکن حقیقت میں کمال کے تکملہ وتتمہ کے ساتھ مل کر خود کمال بن جاتا ہے۔آپ ﷺ کی روح اقدس ہمیشہ ترقی کے مقام اور رفیق اعلیٰ کے اشتیاق میں رہتی تھی تو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور اس کی غیر محدود رحمت ومہربانی جو خلق (مخلوقات) کی تکمیل و ہدایت کے لیے (لمحہ بھر) اس غین (یعنی پردہ انوار) کے ہٹانے میں تاخیر کی متقاضی ہوئی۔تاکہ قلب اقدس اور روح انور کلیتہً عالم قدس کی جانب نہ چلا جائے۔اور دنیا کا علاقہ (تعلق) ٹوٹ نہ جائے۔اس حکمت ومصلحت کو سمجھتے اور قبول کرتے ہوئے اپنی امت کی تکمیل و ہدایت کی حرص میں استغفار فرماتے اور معذرت خواہ ہوتے یہ وجوہات شیخ الوقت حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے افادات وکلمات میں سے ہیں۔اور طیبی نے اس کو شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔(مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین)

حکمت معانقۂ جبرئیل علیہ اسلام

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوری ملکی طاقت سے آپ ﷺ کو معانقہ میں دبایا تھا کہ بشری شکل میں آنے سے ملکیت سے خروج نہیں ہوتا۔آپ ﷺ پر رعب یا کوئی خوف بھی نہ تھا کہ فرشتہ کی آمد رحمت ہے نہ کہ زحمت۔تمام عالم کی طاقتیں نبوی ﷺ کی طاقت کے سامنے ہیچ ہیں معانقہ میں (محبتاً) دبا کر ملنے میں کوئی قباحت نہیں اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت بشری کو علم کی روحانی قوت کے سبب ملکیت پر غالب سمجھا پس مشیت الٰہی متقاضی ہوئی کہ جبرائیل علیہ السلام کو مشاہدہ کرادیا جائے کہ اوصاف روحانی ہی نہیں بلکہ قوتِ بشریت جسمانی کے اعتبار سے بھی آپ الطف و فائق ہیں۔۔۔۔اور خلیفہ اعظم ﷺ کی دونوں حیثیتوں کے اعتراف کا شرف جبرائیل علیہ السلام کو ابتداء سے ہی حاصل ہوجائے۔

قبل نبوت کہنا غلط ہے

ماسوا اللہ تمام مخلوق آپ ﷺ کی محکموم،تابع اور محتاج ہے جیسا کہ حضور قاسم کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ "واللہ معطی انما انا قاسم" اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرنے والا ہے اور میں بفضل اللہ

تقسیم کرنے والا ہوں۔

سب انبیاء ورسل علیہم السلام کو نبوتیں اور رسالتیں حضور محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے عنایت ہوئیں حتیٰ کہ جمیع رسل ملائکہ اور سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی منصب رسالت حضور ختمی مرتبت، قاسم خلقت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے بخشش ہوئیں جو کہ اس عقیدہ ونظریہ کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بہت پہلے نبی اور رسول بنا کر خزانہ نبوت ورسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا لہذا حضور قاسم عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از اعلان نبوت بھی بالفعل نبی اور رسول تھے۔ (فاعتبروا یااولی الابصار)

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

اردو میں مطلق نبوت یا نبوت سے قبل کے الفاظ لکھنے سے نبوت کی قید لازم آتی ہے جو کہ غلط ہے۔ چونکہ نبوت تو اس واقعہ سے بیشتر ہزارہا سال پہلے عطا ہو چکی تھی۔ (بشیر القاری شرح صحیح بخاری)

مفسرین فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ۔۔" (آل عمران ۸۱) سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ عالم ارواح میں صفت نبوت سے موصوف ہو چکی تھیں اور حضور تاجدار انبیاء جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس بدرجہ اولیٰ موصوف باصفت نبوت و رسالت ہو گی نیز آیاتِ کریمہ "وما ارسلنٰك الا كافة للناس" اور "وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين" میں الفاظ "كافة للناس" اور العالمین ازل تا ابد ہر زمان ومکاں، عالم وعالمیان میں ہر لمحہ وہر آن حضور باعث کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موصوف باصفت رحمت، نبوت، رسالت ہونے پر واضح دلیل ہے حضور محبوب کائنات، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازل تا ابد نبوت ِ دوام وعام کا ذکر اور بیان کرتے ہوئے تحریر، تقریر میں ایسا اسلوب اختیار کرنا جس سے زمان ومکان اقوام وخاندان وغیرہ کی حدود وقیود مترشح ہوتی ہو قرآن وسنت کے صریح منافی اور کفر ہے۔

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک: "کنت نبیا و آدم بین الماء والطین" اپنے حقیقی معنیٰ پر محمول ہے یعنی قبل از ولادتِ انور حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اتم موصوف بہ ہمہ صفات تھے۔ علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ میں توراۃ شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ (تفسیر خازن) تو یقینا حضور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس وصف سے موصوف تھے اور اس وصف کا کمالِ وصف ہونا روح مع الجسم کو مستلزم ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے یہ معلوم ومعروف ہے کہ وہ کم، زیادہ، چھوٹے، بڑے تمام امور میں قطعی طور پر حضور مرکز عالم، فخرِ آدم و بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلوت وتنہائی والے اعمال سے واقفیت اور اس پر عمل کے شدید شائق رہتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

لقدکان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب:۲۱)

وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ (النجم)

کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے مگر جو بھی فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چیز حکم الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔ (عصمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اس چیز سے محفوظ ہیں کہ کوئی بات کہیں اور خود کو اس کی سمجھ نہ ہو۔ (مکتوبات)

اثرات جادو سے مبرّا

حضور باعث ایجاد عالم، نور مجسم، ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہر شیطانی اثر (جادو وغیرہ) سے مبرا، پاک اور طیب وطاہر ہے پہلے شق صدر پر جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ کے پاس واپس لیکر آئیں اور خوفزدگی کا اظہار کیا تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے حلیمہ کیا تجھے کسی آسیب و جن وغیرہ کا شبہ ہے تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

میرے بیٹے پر کوئی شیطانی اثر ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (مدارج النبوت سیرت ابن ہشام، مواہب، زرقانی)

"واللہ یعصمك من الناس" اللہ تعالیٰ ہر انسان کے شر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھے گا۔ مخلوقات میں انسان سب سے بڑی مخلوق ہے تو جب اس بڑی مخلوق کے شر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ ہیں تو دیگر مخلوق سے بدرجہ اولیٰ محفوظ ہوں گے۔

دوسری آیت کریمہ میں فرمایا "وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم" اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان میں موجود ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب تمام اہل زمین اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ و مامون ہیں تو پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر جادو کا اثر کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دافع العذاب اور دافع البلاء ہیں۔

اگر تمام دنیا کے جادوگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کرنا چاہیں تو وہ نہیں کرسکتے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "ولولا فضل اللہ علیك ورحمته لھمت طائفة منھم أن یضلوك وما یضلون إلا أنفسھم وما یضرونك من شیء وأنزل اللہ علیك الکتاب والحکمة وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما" (النساء ۱۱۳) جس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم ما کان وما یکون، حکمت و کتاب، فضل عظیم عطا کرکے ساری کائنات کے لیے رحمة للعٰلمین بنایا ہو ان کو کوئی کیسے گمراہ کرسکتا ہے اور کیسے کسی طرح کا نقصان پہنچا سکتا ہے کہ آیۃ کریمہ "وما یضرونك من شیء" کے الفاظ من شیء میں کلی نفی ہے کہ اگر ساری دنیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالف ہو جائے تو پھر بھی اول تا ابد کوئی نقصان وضرر نہیں پہنچا سکتے ۔لہٰذا قصہ لبید بن عاصم باطل اور بے بنیاد ہے اس پر نہ یقین نہ ہی ایمان رکھو۔ نعوذ باللہ یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو چل سکتا ہے جہالت ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے "فان الشیطان لا یتمثل بی" کہ شیطان میری مثل صورت اور شکل اختیار نہیں کرسکتا میرے دوستو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو اوروں کے اجسام کی طرح سمجھنا بے وقوفی و جہالت ہے۔ سورہ زمر میں ہے "وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلا مَنْ شَاءَ اللَّهُ" (الزمر ٦٨) آیت

کریمہ کے الفاظ "الامن شاء اللہ" کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے مراد حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز فنا ہو جائے گی مگر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات لباس اور زمین کا وہ ٹکڑا جو جسم انور کومس ہو رہا ہے باقی رکھنا آیت میں مراد ہے۔ جس ذات گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستر ہزار حجابات میں سے ایک حجات اُترے تو کائنات ہی نہیں جبرائیل کے پر جلے اس پر کسی کا جادو کیونکر چلے۔ (ملخصاً مجموعہ گلزار حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ)

لہذا یہ طے شدہ نظریہ ہے کہ تمام انبیاء ومرسلین پاک ومنزہ پیدا ہوئے اور حضور سید الطف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہر طرح کی قاذورات بشریہ سے مبرا، صاف اور مصفیٰ ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایات موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ (ابن عساکر، طبرانی، ابونعیم، زرقانی، ذکر جمیل)

جادو قاذورات بشریہ وظلمت پر چلتا ہے کہ جادو ظلمت ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ نور بلکہ نور کو بھی نور عطا کرنے والے ہیں۔ اور نور ضد ہے ظلمت کی اور ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں لہذا انبیآء علیہم السلام کی ذواتِ نورانیہ جادو میں محصور نہیں ہو سکتیں وہ تو جادو کو کافور اور ھبائے منثور کرنے آتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

باطنی سے ظاہری پرنکھار

علامہ نور بخش تو کلی فرماتے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ کمال خُلق کی طرح کمال خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل پیدا نہیں کیا۔ نہ ہی کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اول خلقت وفطرت ہی میں محاسن واخلاق با کمال واکمل واتم شان کے ساتھ حاصل تھے بوجہ لطافت (حضور محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بدن (جسم بشری الطف) مبارک پر کپڑا میلا نہ ہوتا

تھا (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا کیوں نہ ہو کہ باطنی حسن ظاہری حسن کو بھی سنوارتا، نکھارتا اور لطیف بنا دیتا ہے۔

صاحب تفسیر "روح البیان" فرماتے ہیں "ونفخنا فیہ من روحنا" سے ثابت ہوتا ہے کہ پھونک حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تھی لیکن روح سے مراد حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام کی روحِ انور حضور باعث کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کا جلوہ ہے حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم الطف روح انور کی طرح علوی ہے اس لیے بشریت مبارک نوری ہے لہذا جسم اطہر نہ صرف لطیف بلکہ لطیف ترین تھا۔۔۔۔۔تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت ولادت شریف سجدہ کر کے اپنی ختم نبوت و رسالت کا اظہار فرمایا (کیونکہ) ولادت مبارک سے پہلے ازل سے ہی تمام اوصاف و محاسن سے نواز دیئے گئے تھے۔ (روح البیان پارہ ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کو حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر لوگوں سے منقطع کر کے عالم نبوت و رسالت سے ملاتے ہوئے فرمایا: "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" (سورۃ الاحزاب ۴۰)

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

احتیاج عناصر اربعہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے تمہارے عالم (جہاں) سے متعلق نہ تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آب وگل (پانی ومٹی) سے کیسی آشنائی؟ پس یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حسب ونسب کے سوا باقی تمام حسب ونسب منقطع ہو جائیں گئے کیونکہ جو حسب ونسب حدوث یعنی نو زائندہ سے متعلق ہے وہ ضرور منقطع ہو گا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی عناصر اربعہ کی احتیاج اور اس کے حدوثی بکھیڑوں سے وارء الوراء ہے اگر حضور باعثِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت انور و الطف عناصر

اربعہ سے ترکیب پاتی تو سایہ بھی ہوتا اور حدوث بھی معاذ اللہ۔ پس یہ وجہ ہے کہ حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داعیاً سراجاً منیراً یعنی چمکتا دمکتا روشن آفتاب اس لیے فرمایا کہ آفتاب کا سایہ نہیں ہوتا۔ حضور سید الطف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے، پیچھے بیٹھنے والوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم (الطف) حجاب نہ بنتا تھا حاضرین ایک دوسرے کو بغیر کسی روکاوٹ کے صاف دیکھتے تھے۔ (الحقائق فی الحدائق)

پیدائش انسانی سے معرفت مقصود تھی اور معرفت دین میں ہے کہ جس قدر بندے کا تعلق دین سے قوی ہوگا اس قدر وہ معرفت کا زیادہ حقدار ہوگا جو آدمی دین سے نابلد ہے وہ معرفت سے بھی بے بہرہ ہے اور دین حقہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے بغیر ناممکن ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام وجود انسانی میں اعضائے رئیسہ یعنی بلاتشبیہ وتمثیل ان اعضاء کی مانند ہیں جن کے بغیر زندگی محال ہوتی ہے جیسے سر، قلب، جگر، پھیپھڑے وغیرہ اور وجودِ انبیاء علیہم السلام میں حضور وجہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنزلہ قلب کے ہیں اور وجودِ کائنات کی حرکات وسکنات کا دارومدار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان عالی نشان پر ہے۔ جس طرح قلب انسان میں ایک ہی ہوتا ہے اور وہ تمام اعضائے رئیسہ کا بھی رئیس، ارواح وانوار کا مرکز ومظہر ہوتا ہے اسی طرح ساری کائنات کا مرکز ومرجع اور بعد از خدا بزرگ و برتر، رئیس وسرور صرف اور صرف حضور رسالت مآب محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو تمام اوصاف وکمالات، جمیع محامد ومحاسن میں یکتا اور بے مثل و بے نظیر ہے۔ یہاں تک کہ لطافت الطف میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ونظیر محال ہے۔

صاحب" حیات الحیوان" فرماتے ہیں "لم یخلق الرحمٰن مثل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابدا وعلمت انہ لا یخلق" کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل پیدا نہیں کیا اور میرا عقیدہ ہے کہ پیدا کریگا بھی نہیں۔

معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب
تمہارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل

محال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے
ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہارانِ عرب

نسخ ادیان کی وجہ

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی صفاتِ فعلیہ کی مظہر ہے اور جمیع انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے ذاتیہ وصفاتیہ کے مظہر ہیں مگر حضور وجۂ تخلیق کائنات، فخر موجودات، سید الرسل، مولائے کل جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذات کے مظہر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے کہ ظہورِ ذات کے بعد صفات ماند (مستور) ہو جاتی ہیں کیونکہ ذات تمام صفات سے بلند ہوتی ہے اسی لیے حضور صاحب لامکاں نبی ءآخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عروج معراج کی صورت میں ''فوق العرش (قاب قوسین او ادنیٰ'' کیطرف) ہوا۔ (مدارج النبوت)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم خلق و امر میں کسی کا دل حضور سید المرسلین، لامکان کے مکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عزت و بزرگی اور لطافت والا پیدا نہیں کیا (کہ قلب لطیف نے حریم قدس کی خاص خلوتوں کا تحمل کرنا تھا) اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر والطف کی شان اعلیٰ وارفع کی قسم ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا ''قٓ والقرآن المجید'' کہ قسم ہے محبوب تیرے قلب مقدس والطف کی جس نے معراج کی خلوتوں اور کلام الٰہی کا تحمل کیا وہ کلام الٰہی جو ''لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ'' (الحشر:۲۱) کہ اگر وہ قرآن مجید پہاڑوں پر نازل ہوتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عوام تو کجا اکثر خواص کے ادراک سے بھی وراء ہے۔

نور عین لطافت پہ الطف درود

زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام

قول کفار

شیخ طریقت حضرت سید نور الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولایت کی انتہا نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ولی طلب میں جانے والا ہوتا ہے اور نبی مقصود کو پائے ہوئے واپس الی الخلق آنے والا۔ نبی دونوں جہتوں کا جامع ہوتا ہے اور ولی اپنا رخ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتا ہے۔نیز یہ کہ ولی ولایت کے اظہار سے معطل ہوتا ہے جبکہ نبی دعوائے اظہار نبوت سے تصدیق کو پہنچنے والا ۔۔۔۔تو جب بندگان خدا (اولیائے کرام) کے حال سے ہماری عقلیں عاجز ہیں تو نبیوں اور رسولوں کی نسبت کیا جانیں یا کہیں۔ان (انبیاء علیہم السلام) کے حال سے تو کسی ولی کو بھی حصہ نہیں مگر بہت کم عوام تو از حد عاجز ہیں۔۔۔۔۔افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضور وجہِ تخلیق کائنات، محبوبِ موجودات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی مثل خیال کرتے ہیں اور ہر آیت رشد کو ظاہری اسباب پر ہی جانچ رہے ہیں گویا وہ دین کی حقیقت اور نور ایمانی کو ظلمات کے حجاب میں مستور کر رہے ہیں۔حالانکہ مثلنا کفار کا قول و اعتقاد ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کفار اور ان (نام نہاد) مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (الانسان فی القرآن)

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و مرشد قطب زماں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین چیزوں کی کنہ (گہرائی) کو میں نہیں پہنچ سکا، معرفتِ الٰہی، حضور باعث کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات اور نفس کی شرارت۔

اتنے عظیم جامع علم و عمل بزرگ جب ان کی کنہ کو پہنچنے سے عجز کا اظہار کر رہے ہیں تو ما و شما کا کیا حق ہے کہ کثافت تاکیں اور لطافت ماپیں۔

ادراک نور

تمام کتب سماویہ پیغامات الٰہیہ ہونے کی حیثیت سے ذوات و اعیان نہیں بلکہ محض معانی ہیں لیکن حضور محبوب کائنات ﷺ اعیان و معانی دونوں کے جامع ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات بھی ہے اور صفات بھی ہیں ذات عین ہوتی ہے اور صفات معنیٰ لہٰذا حضور رحمت کونین ﷺ کا نور پاک اعیان و معانی دونوں کا جامع ہوگا البتہ نور کے ادراک کے لیے اس کے شایانِ شان نور کی ضرورت ہوتی ہے اور حضور سرور کائنات ﷺ کا نور مبارک ملائکہ جمیع انوارِ لطیف سے بھی لطیف و الطف ہے۔ اور ہماری آنکھوں کا نور جب ملائکہ کے نور کے ادراک سے عاجز ہے تو پھر حضور وجۂ تخلیق کائنات نور مجسم ﷺ کے نور الطف مبارک کا ادراک کیونکر کرسکتا ہے؟ یہ بھی بدیہی بات ہے کہ کسی لطیف کی لطافت جتنی زیادہ ہوگی وہ اسی قدر ادراک سے بالا تر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی لطافت (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) تمام لطافتوں سے بالا تر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: "لاتدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير" (الانعام:۱۰۳) کہ کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کرسکتی اور اللہ تعالیٰ سب کا احاطہ کرسکتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنیٰ نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا
یہ جو مہروماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

لباس بشریت کی حکمت

اگر حضور باعث کونین سید الالطف ﷺ کو لباس بشریت نہ پہنایا جاتا تو کسی فرد بشر کے لیے آپ ﷺ کا دیدار و قرب ممکن نہ ہوتا۔ کیونکہ ہم کدورت و کثافت کے مجسمے ہیں اور کثیف کے لیے لطیف کا ادراک و دیدار، مشاہدہ و زیارت وغیرہ کے فیوضات و برکات مشکل ہو جاتے۔ پس یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم نور مجسم ﷺ کی نورانیت مقدسہ کو بے عیب بشریتِ الطف کا لباس پہنا کر اس دنیا میں بھیجا کہ مخلوق مانوس ہو کر آپ ﷺ کی صحبت و قرب سے

صراطِ مستقیم اور معرفتِ الٰہی حاصل کرے۔اس لیے نہیں بھیجا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اپنے جیسا بشر کہنے کی رٹ لگائیں۔لباس بشری میں تشریف لانے کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ حضور ختم الرسل، جامع کل، مولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامعیت میں کسی قسم کی کمی باقی نہ رہے اور یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے کہ حضور محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ احب جس طرح عالم قدس کی روحانی و نورانی حقیقتوں کی جامع ہے اسی طرح عالم شہادت کے حقائق جسمیہ و ماہیات مادیہ کی جامعیت سے بھی متصف اور نوری حقیقتوں کا بشری صورتوں میں ظاہر ہونا ایسی نا قابل انکار حقیقت ہے جس کے ثبوت پر قرآن وسنت میں آفتاب نصف النہار سے زیادہ چمکتے ہوئے دلائل قائم ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فتمثل لھا بشرا سویاً"۔ (مریم:۱۷)

حضور جامع جمیع صفات، وجہِ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشری لباس میں تشریف لا کر انسانی زندگی کے ہر مرحلہ میں اپنی سیرت پاک کے بہترین نمونے پیش فرما دیئے جو ابدالآباد تک بطور اسوۂ حسنہ آسمانِ ہدایت پر روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے کہ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"۔ (الاحزاب:۲۱) کا حکمِ الٰہی قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے۔قرآن باقی فرمان باقی۔

اہل کمال کو تو ہر وقت حضور نبی رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہے لیکن وہ گناہگارانِ امت جو بشریت کی حدود سے متجاوز ہو کر عالم روحانیت تک نہیں پہنچ سکتے ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت انور و الطف جائے پناہ ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "یاایھا الذین امنو ااستجیبواللہ وللرسول اذا دعا کم لما یحییکم"۔ (سورۃ الانفال:۲۴) کہ میرے محبوب کے بلاوے پر فوراً حاضر ہو جاؤ کہ وہ تمہیں زندگی عطا فرماتے ہیں۔ ولو انھم اذظلموا انفسھم جآءوك"۔ (سورۃ النساء:۶۴) کہ اے لوگو! اگر اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آجاؤ۔

متوجہ محروم نہیں

بعد از وصال شریف کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود فرمایا: "من زار قبری وجبت له شفاعتی" کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اسکے لیے میری شفاعت واجب ہے۔ "ومن حج ولم یزرنی فقد جفانی" کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت کے لیے نہ آیا اس نے ظلم کیا اور گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے امت کے سلف وخلف، عام وخاص کا تواتر کے ساتھ ان احادیث پر عمل اس نظریہ کے حق ہونے کی محکم دلیل ہے۔ آیۃ کریمہ و احادیث مبارکہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ حضور سید المرسلین رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت وغیرہ جہاں کہیں بھی جلوہ افروز ہوں مخلوق میں سے کوئی بھی ظاہری و باطنی کسی طرح کسی وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ ہونے والا محروم نہیں رہے گا۔ کیونکہ حضور مختار کائنات، مجسمہ عنایت، سید الالطف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے کوئی چیز کسی لمحہ بھی حجاب اور مانع تصرف ہر گز نہیں ہوسکتی کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام اکوان عالم میں موجود ہے حضرت آفتاب گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظہور و سریان حقیقت احمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر عالم، ہر مرتبہ اور ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیا ثابت ہے۔

اور باذن الٰہی ساری کائنات کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاکم ومختار مطلق ہیں۔ خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے جس کے متعلق جو چاہیں فیصلہ فرمائیں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فلا وربك لا یؤمنون به حتیٰ یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما"۔ (سورۃ النساء:٦٥) کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام معاملات میں حاکم نہ مانے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی معاملہ میں جو فیصلہ فرمادیں تو اس فیصلہ کے بارے میں کسی کو اپنے دل میں کوئی کھٹکا و شک نہ لانا چاہیے اور اس طرح تسلیم کرنا چاہیے جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

پتھر باندھنے کی حکمت

حضور صاحب مازاغ البصر، سید الالطف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوت بصارت (یعنی ظاہری نظر مبارک) سے بھی جس شے کو دیکھتے خواہ وہ کتنی ہی غایت درجہ خفا (دبیز پردوں) میں ہو ادراک فرماتے جس طرح کہ وہ واقع ونفس الامر میں ہوا کرتی۔(زرقانی علی المواہب) تو پھر بصیرت یعنی باطنی نظر مبارک کی لطافت شان اعلیٰ وارفع کا عالم کیا ہوگا؟

بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ سے تمہارا رکوع وخشوع پوشیدہ نہیں۔میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیری رات میں بھی ہر چیز کو دن کی طرح دیکھتے تھے۔(خصائص کبریٰ) ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان رویت کی رفعتِ لطافت واستقامت کی قسمیں قرآن مجید میں منصوص کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا "مازاغ البصر وما طغیٰ"۔(سورہ نجم:۱۷)

کس کو دیکھا موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ حضور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارواح ملائکہ سے لا انتہا الطف ہیں۔(العقیدۃ الحسنۃ) صاحب "روح البیان رحمۃ اللہ علیہ" فرماتے ہیں کہ حضور مہمان لامکاں، محبوب انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات کئی کئی دن کھانا نہ کھانے کی وجہ سے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیتے اس لیے نہیں کہ بھوک ستاتی تھی بلکہ اس لیے کہ اگر پتھر نہ باندھتے تو کمال لطافتِ بشریہ کے باعث ملاء اعلیٰ، لامکاں کو پرواز کر جاتے (اور امت تعلیماتِ قرآن وسنت کے بلا واسطہ فیضان وشرف سے محروم رہتی) تف ہے ان افراد پر جو ایسی مجسمہ لطافت ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کدورت وکثافت کی نسبت کرتے ہیں۔

کثافت گستاخی

چنانچہ آفتاب گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں معراج جسمانی کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں گئے تھے سخت گستاخی اور بے ادبی ہے گو کہ جسم شریف کی کثافت بنسبت روح مطہر ہی کے خیال کی جائے۔ ایہا الناظرون! یہ تو ثابت شدہ امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اس لیے کہ وہ روح کی طرح لطیف تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک اس شخص کے حق میں جس نے اندھیری رات میں اسے پانی کے خیال سے نوش کیا تھا۔ عنبر اور مشک کی طرح تعطر اور نورانیت ہو گیا تھا۔ پس کیا حال ہو گا ذات مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ (سیف چشتیائی ۶۶-۶۷)

سیرت نگاروں کا تواتر ہے کہ حضور مزکئ عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تھے تو والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو کوئی گرانی و تکلیف ہرگز نہیں ہوئی۔ کیونکہ جسم الطف ہر قسم کے ثقل و کثافت سے مبرا تھا۔

کافور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استخوان مبارک، مشک سے خون مبارک، زعفران سے رنگ و پائے مبارک شراب تسنیم سے لب و دھن مبارک، ماء معین سے دندان مبارک، سنبل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک بنائے گئے۔ ہر دو ساق مبارک انتہائی مناسب و موزوں باریک و سفید اور لطیف گویا شحم النحل ہیں۔ پشت مبارک ایسی صاف و شفاف اور سفید تھی گویا پگھلائی ہوئی چاندی ہے۔ اور بوقت ولادت مبارک مہر نبوت لگی ہوئی تھی۔ جس پر کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک کو کائنات کی تخلیق سے ۲۰ لاکھ دو ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا۔ (گلزار محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

معنی قد رایٰ مقصد ماطغیٰ
نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام

غذا عالم نور سے

اہل سیَر کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناف بریدہ پیدا ہوئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ شکم مادر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم بشری کی نشوونما اس غذا سے نہیں ہوئی جس سے دیگر

بچوں کی ہوتی ہے۔کہ انہیں ناف کے ذریعے سے غذا ملتی ہے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شکم مادر میں تھے تب بھی غذا دنیوی کی کوئی حاجت نہ تھی۔اور دنیا میں آنے کے بعد بھی یہ حال تھا کہ فرماتے ہیں ابیت عند ربی فھو یطعمنی ویسقنی کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں رات گزارتا ہوں وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غذا شکم مادر میں بھی عالم نور سے آرہی تھی اس لیے کہ نور کے واسطے نوری غذا ہی چاہیے۔نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناف بریدہ پیدا ہوئے جو کہ اس بات کی محکم دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شکم مادر میں دیگر بچوں کی طرح خون سے پرورش نہیں ہوئی بلکہ نوری خوراک سے پرورش مبارک کی گئی۔سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آب وگل (پانی ومٹی) سے پرورش نہیں پائی بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک میوہ لایا کرتے تھے جسے ثمرۃ النور کہتے ہیں۔وجود الطف وانفس،انظف،اطہر ومعنبر کی خوشبو اسی کی وجہ سے تھی۔جو کہ تمام جہاں میں مشہور ہے۔(شمس العارفین)

"ان النور المکنون الذی منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ای صورۃ جسدہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انتقل فی بطن امہ الخ" ترجمہ: زمین وآسمانوں میں بشارتوں اور مبارکبادیوں کی ندائیں بلند ہوئیں جس رات شکم مادر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ نور مکنون تشریف لایا جس سے جسم پاک بنایا گیا شہکار دست قدرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناف بریدہ ختنہ شدہ صاف و پاک از آلائش شکم پیدا ہوئے۔(شفاء شریف)

خلد کی قسم

محبوب پاک کے جسم اقدس وجسد اطہر کی ایجاد وتخلیق کے لائق سفید مٹی کو روضۂ اطہر والی جگہ سے لے کر تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا جنت کی نہروں میں اس کو دھویا گیا پھر نور نبوت اس میں رکھ کر آسمانوں وزمینوں میں پھرایا گیا تب سے ملائکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرف وفضل کو دریافت کرلیا۔(الوفا)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ خلد کو ہے جس کی صفا کی قسم

کہ اے زمین و آسمان کے خالق میں تیرا بندہ ہوں مجھے بروز حشر بہشت بریں میں اپنے اس پیارے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب و جوار میں رکھنا جن کے حسن و نفاست اور لطافت و صفاء کی قسمیں جنت بھی کھاتی ہے۔

بچا جو ان کے تلووں کا دھون
بنا وہ جنت کا رنگ و روغن

علامہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی فرد معزز پیدا نہیں کیا اور نہ ہی کسی کی زندگی کی قسم ذکر فرمائی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا لعمرك

تمام روایات لطافت ایک شعر میں

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول ، دہن پھول ، ذقن پھول ، بدن پھول

اس شعر میں پھول کہہ کر ان تمام روایات کو امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کر دیا ہے جن میں حضور وجۂ تخلیق کائنات نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ معنبر اطہر و الطف کی خوشبو داری و لطافت کا بیان ہے۔اعلیٰ حضرت نے حضور محبوب کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے پھول کہا کہ پھول بڑا نرم و نازک اور لطیف ہوتا ہے اور حضور حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم بشری مبارک بھی انتہائی لطیف ہے بلکہ ایسا الطف کہ اس کی لطافت کے آگے جملہ مخلوق ، ملک و ملکوت ، حور و غلمان ، شمس و قمر وغیرہ سب کے سب مثل

کثیف ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی کمالِ لطافت کا معجزہ و کرشمہ تھا کہ جسم عنصری کے ساتھ لامکاں کے مقام او ادنیٰ کے خاص حریم قدس تعالیٰ میں بلاشرکت غیرے مقرب و مشرف ہو گئے، حضرت جبرائیل علیہ السلام، عرش معلی اور رفرف وغیرہ تمام نوری مخلوق سب نیچے رہ گئے۔ (الحقائق فی الحدائق جلد سوم)

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی اکرم ﷺ کا جسم بشری مبارک نورانی ہے اور ہر طرح کی کثافت سے مبرا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "داعیاً الی اللہ باذنہ سراجاً منیراً"، کہ میرا محبوب غایت درجہ روشن سورج ہے۔

کتابت حق اور سریان

کوئی مقام ماسوائے قلب کے مقربین الاصبعین کے مناسب نہ تھا اور حضور باعث عالم، نور مجسم، مخزن لطافت ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام کائنات کے لیے دل کی مانند ہے اس لیے آپ ﷺ کو ایک خالص و خاص ترین جان عطا ہوئی جو کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "و کذالك اوحینا الیك روحا من امرنا"، (شوریٰ، آیت نمبر ۵۲)

اسرار حقیقیت فی تبیان طریقت

پس یہی وجہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ کا تصرف اپنی کمال شانِ لطافت اور جان خالص سے ساری کائنات میں جاری و ساری ہے جیسے دل کی حکمرانی و تصرف ہر لمحہ سارے جسم پر ہوتا ہے کہ دل روحانی و جسمانی دونوں عالموں کا خلاصہ ہوتا ہے اسی لیے معرفت کا مظہر اور ایمان کا مرکز دل کو

بنایا گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "کتب فی قلوبھم الایمان"(مجادلہ) کہ ایمان دلوں میں نقش کیا جاتا ہے کہ کتابتِ حق کے لائق صرف قلب ہی ہے۔

عدم تفریق اور فطری تقاضے

اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کو دین پروری یعنی تعلیم وتبلیغ کے منصب پر فائز کیا گیا مگر دین کی تکمیل واکملیت کا مظہر اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا۔

پس اب قیامت تک تمام بنی نوع انسان کے لیے صرف اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات ہے، اسلام کے سوا دیگر سب ادیان دین و دنیا میں تفریق کے قائل ہیں جبکہ اسلام ان کی یکجائی کا علمبردار ہے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اسلامی تہذیب کوئی سطحی ونظری نہیں بلکہ حقیقی، دائمی، انقلابی اور آفاقی تہذیب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" کہ ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت دین حق دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کریں۔ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا انسانی فطرت اسلام سے موافقت رکھتی ہے لہذا اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ "فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا"(روم ۳۰) ۔ "مامن مولد الا یولد علی الفطرۃ"(حدیث) پس اسلام ہی انسان کے تمام فطری تقاضے پورے کرنے کی درست رہنمائی کرتا ہے۔

پس ہر لحاظ سے حضور باعث کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود تمام عالمین کے لیے سراپا رحمت اور اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے۔ (مظہری جلد دوم)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ارسلنک للناس رسولا"(سورۃ النساء آیت ۷۹) کہ ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔

دوسری آیت میں فرمایا: "وما ارسلنك الا كافة للناس"(سورۃ السباء:۲۸)

تیسری آیت کریمہ میں فرمایا: "وما ارسلنك الا رحمة للعالمين"(سورۃ الانبیاء)

کہ ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالمین کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا فیضان ہر لمحہ جاری وساری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم وروح مبارک دونوں لطیف والطف ہیں اور زمان ومکان کی قید سے بھی آزاد ہیں اور بعد از وصال شریف جسمانی حقیقی حیات سے بالاتفاق و بالاجماع حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ جاوید ہیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ وصفِ حیات بالنسبة الى الممكنات بالذات ہے جو کہ فضائل و کمالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوازماتِ حیات کے مفقود ہونے کے باوجود آسمانوں پر جسمانی حقیقی حیات سے زندہ بلکہ جمیع انبیاء ومرسلین علیہم السلام بغیر لوازمات حیات دنیوی اپنی قبور میں حیاتِ حقیقی جسمانی سے زندہ وتابندہ اور وصفِ نبوت و رسالت سے متصف ہیں اہل حق کا مذہب مہذب یہی ہے۔

حضراتِ انعم اللہ کا مقام نزول

انسان بنیادی لحاظ سے دو حیثیتوں کا مجموعہ ہے مادی اور روحانی انسان کی مادی حیثیت حواس سے عبارت ہے اور روحانی حیثیت عقیدے، نظریے اور وجدانی قوتوں سے متعلق ہے۔ حواس کی تادیب وتہذیب کا فریضہ عقل سرانجام دیتی ہے اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر، پرخلوص عبادت وریاضت اور محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلا ملتی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "واطيعوا الله والرسول لعلكم ترحمون"(ال عمران:۱۳۲)

اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا: "قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم" (سورۃ ال عمران:۳۱) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی اطاعت پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدۂ تصورات
ہر کہ عشق مصطفےٰ ﷺ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

اس لیے انسانی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ اسے ان مادی و روحانی ہر دو حیثیتوں کی بالیدگی کے فروغ کا صحیح و معتدل جائز اور بابرکت و نورانی سامان میسر ہو لہذا ماننا پڑے گا کہ انسان کے لیے اپنی ان ہر دو حیثیتوں کے لحاظ سے درکار انتہائی معقول و موزوں غذا اس کے پیدا کرنے والے خالق تعالیٰ کے تجویز کردہ اور بتائے ہوئے پسندیدہ طریقوں کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ پسندیدہ طریقہ و دین اسلام میں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: "ان الدین عند اللہ الاسلام .....ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ "(سورۃ آل عمران:۷۵)

مادے سے روح تک

آیات مذکورہ بالا سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ انسان کی ظاہری و جسمانی اور باطنی و روحانی دونوں اقدار و حیثیات کا مکمل، واحد ضامن و کفیل صرف دین اسلام ہی ہے جس کا دائرۂ اثر مادے سے روح تک ممتد ہے کیونکہ اسلام کا مطلوب ایک ایسا انسان ہے جو مادی لحاظ سے مضبوط اور روحانی لحاظ سے بااعتماد ہو لہذا انسان کے جسمانی و روحانی تقاضوں کو صحیح و درست اور پاکیزہ رہنمائی اگر مل سکتی ہے تو صرف اور صرف اسلامی تعلیمات سے ہی میسر ہو سکتی ہے اور اسلامی تعلیمات کا ماخذ قرآن و سنت ہیں اس لیے ہر مرد و زن پر فرض ہے پاکی، پلیدی، حلال، حرام، فرائض و واجبات اور دیگر روز

مرہ کے ضروری مسائل سیکھیں کہ باطنی طہارت سے پہلے ظاہری پاکیزگی ضروری ہے، کہ ظاہری پاکیزگی سے باطنی کیفیت پر بھی بڑے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ انسان کا ضمیر اور فطرت انگڑائیاں لینے لگتے ہیں۔ روحانی جذبات فعال ہونا شروع ہو جاتے ہیں، حواس و مادہ سے تشکیل پانے والی مادیت سے اٹی بے وقعت دنیا کے محدود اور خسیس ہونے کا راز فاش ہو جاتا ہے اور انسان اپنی اصل کی طرف لوٹنے لگتا ہے کیونکہ انسان کا باطن اس کے ظاہر سے بہت وسیع تر ہے انسان کی روحانی حیثیت و پنہائیاں لامتناہی اور اس کی جولانگاہ غیر محدود ہے یہی وجہ ہے کہ ظاہری اسباب سے مایوس انسان بھی روحانی و باطنی نظام سے تادم زیست امیدیں لگائے رکھتا ہے پھر جب انسان کا اندر بیدار ہو جائے اور صفائے قلب کی شعاعیں ظاہر پر منعکس ہونا شروع ہو جائیں تو انسان کا ظاہر و باطن نورانیت کا پیکر ہو جاتا ہے اور معاشرے میں خیریت و خیر کو فروغ بے دورغ ملنے لگتا ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام، صوفیائے عظیم اور علمائے تکریم نے انسانوں کے عقل و خرد کی تہذیب اور دل کی تنویر کا کٹھن کام سرانجام دیا تاکہ باہمی ادب و احترام، ہمدردی، اخوت و مساوات کے زیور سے آراستہ امن و آشتی والا ایک مثالی معاشرہ کا قیام عمل میں آسکے۔

عظیم مقصد

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم السلام، صوفیا و علماء کو ظاہری لحاظ سے انسانی بشری صورت میں بھیجا تاکہ اللہ تعالیٰ کے ان چُنے ہوئے منتخب محبوب بندوں اور عام لوگوں کے درمیان کوئی صنفی اجنبیت و وحشت راہ نہ پاسکے اور باہمی موانست و یگانگت سے تعلیم و تعلم کے معاملہ میں کامل طور پر مفیض و مستفیض ہوں اور سیکھنے، سکھانے میں کسی ہچکچاہٹ کے باعث کوئی کمی و نقص واقع نہ ہو کہ دین کامل کی ترویج و اشاعت کامل بلاغ مبین سے کرنا فرض ہے اور یہ مشن عالم اسباب میں غیر مانوس ماحول کے ساتھ بلاغِ مبین سے ہمکنار نہیں ہوسکتا پس اس عظیم حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو نہ صرف یہ کہ ظاہری لحاظ سے بشری صورت میں بھیجا بلکہ انہیں اپنی صفتِ نزول اجلال کا مظہر بناتے ہوئے فرمایا: "واخفض جناحك للمؤمنين "(سورہ الحجر ۸۸) کہ اے محبوب اپنے دامن کرم کو

خوب پھیلا دیجیے یعنی انتہائی شفقت و رحمت اور غایت درجہ موانست فرمائیے تا کہ لوگ بغیر کسی جھجک کے قریب ہو کر اسلام کی دولت سے مشرف ہوں اور رہتی دنیا کے لیے اعتقادی و عملی لحاظ سے کامل کسوٹی و نمونہ اور مینارۂ نور بنیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فان اٰمنوا بمثل ما امنتم به فقد هتدوا"، (سورہ البقرۃ:۱۳۷) اے قیامت تک آنے والو ایسا ایمان لاؤ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے ہیں تب ہدایت پاؤ گے۔

"ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك"، (ال عمران:۱۵۹) اگر اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم نے درشتی و سختی کی تو لوگ دور بھاگیں گے۔ اور دین حق اسلام سے محروم ہو جائیں گے اور جنگ و جدال، منافرت و منافقت اور غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑی و سسکتی انسانیت کے درد و الم کا مداوا کیسے ہو گا؟ اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ساعدین (دونوں بازو) ہائے لطافت و رسالت کو پھیلائیے بلکتی و کراہتی انسانیت کے اذھان پریشان اور قلوب حزیں و حیران پر دست ہائے ید اللہ رکھیئے اور الم نشرح کے سینہ بے کینہ وسیع از جنت نعیمہ کے ساتھ چمٹاتے ہوئے خوب نزول سے دل جوئی کرتے ہوئے۔

"ولقد كرمنا بني آدم"، (سورۃ بنی اسرائیل:۸۰) کی عظمتِ رفتہ کا بھولا ہوا سبق انسانیت کو یاد دلائیے، باہمی عزت و خدمت کا عملی اسوہ پیش کرتے ہوئے ان سے نارعار کا فتور کافور کر دیجیے۔

مقام غور ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم تو انسانیت پر عموماً اور اہل ایمان پر خصوصاً احسان کرتے ہوئے فرماتا ہے: "لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا" (آل عمران:۱۶۴)

شومئ قسمت

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے عظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "لنت" و "خفض" اور "جناح" کے الفاظ کے

ساتھ انتہائی غایت درجہ نزول اجلال (یعنی خوب گھل مل کر تربیت) کی تلقین ہماری دنیوی واخروی فوز وفلاح اور عزت وعظمت کے لیے کر رہا ہے حالانکہ کوئی بھی محب اپنے محبوب کو ناز سے اترنے اور نیاز اختیار کرنے کا نہیں کہتا۔

شکل بشر میں نورِ الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیرۂ ماو مدر کی ہے
نور اللہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جا خوک و خر کی ہے

مگر ہماری شومئ قسمت کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزول اجلال کے احسان کا ممنون وشکر گزار ہونے کی بجائے ان کو اپنی مثل عام بشر منوانے کے لیے لٹھ لے کر نکل پڑے ہیں جو کہ سراسر احسان فراموشی، ناشکری، بے ادبی وکفر ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور تم پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

ذیل میں انبیاء ورسل علیہم السلام اور حضور سید الرسل مولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام نزول یعنی مخلوق کے ساتھ حد درجہ موانست وشفقت کی شان اخفض ولین کے متعلق اسلاف کے رشحات مِعنبرات سے کچھ تبرکات پیش کیے جاتے ہیں۔

دو کیفیتیں

مقبولانِ بارگاہ الٰہی کے دو مقام (یعنی ۲ کیفیتیں) ہوتی ہیں ایک عروج دوسری نزول۔ جب اپنے رب کریم کی خاص خلوتوں میں مستغرق ومحو ہوں تو یہ ان کا عروج ہے اور جب تبلیغ دین و اصلاح کی غرض سے لوگوں کی طرف مبذول ہو کر غایت درجہ لین، وخفض، رأفت، حرص کے ساتھ انتہائی موانست وشفقت فرمائیں یعنی گھل مل جائیں تو اسے نزول کہتے ہیں۔ مجدد پاک فرماتے

ہیں" مقام نبوت و رسالت پر فائز ہستی کو مرتبہ نزول پر اس لیے فائز کیا جاتا ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی ذواتِ قدسیہ مرتبۂ نبوت و رسالت کے باعث سب سے افضل اور کامل و اکمل ہوتے ہیں اور مقام عروج کی انتہا کو پا چکے ہوتے ہیں ۔اس لیے وہ مخلوق کو بھی مرتبۂ کمال پر فائز کرنے میں انتہائی موانست کے ساتھ سعی و کوشش کرتے ہیں پھر جس کا جتنا دائرۂ تبلیغ ہوگا اس کا اتنا ہی زیادہ نزول یعنی عوام الناس کے ساتھ مخیر العقول موانست و بردباری سے معاملہ تعلیم و تبلیغ ہوگا اس لحاظ سے بھی حضور شفیع امم، نور مجسم سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری انسانیت کی طرف رسول اور "وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين" تمام عالمین کی ہر چیز کے لیے سراپا رحمت و رأفت، مہربان و مشفق بنا کر بھیجا گیا تا کہ کسی کی درشت مزاجی سے کبیدہ خاطر ہوئے بغیر عفو و درگزر اور عنایتِ دین و رحمت فرمائیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزول کی شان و عظمت بے نظیر و بے مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان گنت طرح طرح کی مخلوق کی خاطر داری فرماتے ہیں پس مقام و مرتبہ نزول کی شان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ۔کہ منکروں کافروں بلکہ ابلیس لعین کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا فیضان مہلت کی صورت میں مل رہا ہے ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (انفال ۳۳)" کہ اے محبوب ہم آپ کی موجودگی کے باعث عذاب نہیں بھیجیں گے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبیوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے قوموں کو تباہ کر دیا جاتا تھا۔

عام قاعدہ

عام قاعدہ بھی یہی ہے کہ کوئی کسی لحاظ سے بھی باعزت و بااختیار شخصیت اپنے سے چھوٹے آدمی کے ساتھ نرمی و عاجزی سے پیش آئے تو اسے عالی ظرفی کہا جاتا ہے نہ کہ کمزوری و مجبوری ۔بلکہ عالی ظرفی کو ذلت کے ساتھ تعبیر کرنے والا خود عوام و خواص کے نزدیک قابل نفرت، جاہل اور بے وقوف قرار پاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ و پرخلوص و بے لوث محبوب بندوں کے بے شمار حکمتوں

سے معمور عالی ظرفی کے وصف خاص پُر وقار مرتبہ نزول وعاجزی کو بشری کمزوری، نسیان وسہو، غفلت و عدم علم وغیرہ کے نقائص وعیوب سے تعبیر کرنا سراسر تحکم وزیادتی اور جہالت و بے ادبی ہے۔ عنایت ازلی نے تو ان کے نفس و ہمزاد کو بھی مسلمان اور صاحب تسکین و اطمینان بنایا ہے جس پر احادیث شق صدر واضح گواہ ہیں۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہر علم ِعمل اور حال سے جو (بھی کوئی چیز) کمال کے مربتہ کے لائق نہیں یا جن کی تفویض مشکّل و مشتبہ ہوگئی ہے یا حق تعالیٰ کی جانب سے ان پر عتاب یا جو عزت وکبریائی کی وجہ سے خطاب کیا گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام جناب کبریائی میں اظہار بندگی وتواضع کریں تو ہمیں نہیں چاہیے کہ اس میں مشارکت تلاش کریں اور ان کے ادب اور ان کی بلندئ شان کے منافی وحفظِ مراتب کا خیال رکھے بغیر کوئی بات کہیں اور سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں مختصر اعتقاد یہ ہے کہ کمالات وکرامات میں سے ان باتوں کے سوا جو مرتبۂ اُلوہیت کے لیے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہر بات کو ماننے پھر جو کچھ ہونا ہے سو ہو۔ (قواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعت والحقیقہ)

دع ما ادعته النصاری فی نبیھم
واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم
وانسب الیٰ ذاتہٖ ما شئت من شرف
وانسب الیٰ قدرہٖ ما شئت من عظم
نخواں اورا خدا از بھر امر شرع و حفظ دین
دگر ھر وصف می خواھی اندمدحش املا کن

مولانا روم فرماتے ہیں:

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور جناب امر کن

آفتاب برج علم من لدن

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

شیخ اکبر کا عقیدہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسم الٰہی جامع کی صورت ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم ارواح و اجسام کے جامع ہوئے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنا، جلانا، لطف، قہر اور جمیع صفات حاصل ہیں تا کہ وہ عالم (جمیع کائنات) اور اپنی بشریت میں بھی تصرف کرسکیں۔ کہ بشریت بھی انہی سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رونا، کبیدہ خاطر ہونا (وغیرہ عوارض بشریہ) اس کے خلاف نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ظاہر سے عالم ظاہر کے خواص پر محیط اور اپنے باطن سے عالم باطن کے خصائص پر حاوی ہیں اسی سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع البحرین اور مظہر العالمین ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس عالم (دنیا) میں نزول کرنا بھی کمال ہے۔ اس کو وہی پہچانے گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے نور الٰہی سے روشن کیا ہے۔ قطب جس پر احکام عالم کا دارومدار ہے اور ازل سے ابد تک دائرہ وجود کا مرکز ہے۔ وہ ایک ہی ہے اور وہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوع انسانی میں موجود فرد کامل ہیں اسی لیے امر وجود کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آغاز ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی انجام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی اس وقت تھے جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ (ملخصاً فصوص الحکم)

اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حق یہ کہ ہیں عبد الہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
وہی نور حق، وہی ظل رب، ہے انہی سے سب، ہے انہی کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

بخاری کی وارفتگی

چنانچہ روایات میں موجود ہے کہ بیماری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے، دامن اقدس کو چھونے اور برکت حاصل کرنے کی اجازت چاہی تو نبی رؤف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اس قدر والہانہ محبت ووارفتگی کو دیکھتے ہوئے اجازت عطا فرمادی اور اس کی دلجوئی اور مہمان نوازی کے لیے اظہار نخافت ونزول فرمایا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دن و رات کی مہمان نوازی واجب ہے اور مہمان کی خوب خاطر ومدارت اور حسب توفیق ہدیے دئے جائیں لیکن اگر میزبان نے خود قیام کا کہا ہو یا میزبان پر کوئی بار نہیں بلکہ وہ خوش ہے تو پھر مہمان کے زیادہ ٹھہرنے وقیام میں کوئی حرج نہیں ہے (شرح مسلم) یہی وجہ ہے کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو (یقینا اس کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث برا کہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا) بلکہ اسے اعزاز بخشتے ہوئے فرمایا یہ آدمی کے ہر بال بال کو گناہوں کی میل کچیل سے پاک کر دیتا ہے۔

کمال نزول

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (عوارض بشریہ کا ظہور) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ نزول پر مبنی ہے۔ جو دین کے پھیلاؤ لوگوں کے نفوس میں تاثیر کرنے اور تکمیل کا مدار رہے۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جسے اہل کمال کی فہم بھی نہیں سمجھ سکی۔ چہ جائیکہ عام آدمی اس کا ادراک کرے۔ یہی نظریہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفا شریف میں بیان کیا ہے۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے جسم بشری وظاہری حالت پر آفتیں مصیبتیں بیماریاں، تغیرات، ضعف، کبرسنی، ذائقہ موت، گرمی، سردی، بھوک پیاس تھکان، غصہ ورنج گھوڑے سے گرنا دندان مبارک کا شہید ہونا، زخم لگنا، خون بہنا اور بھلایا جانا یعنی نماز کا کم پڑھا جانا وغیرہ سب بشری کیفیات و علامتیں ان (انبیاء علیہم السلام) میں نقصان کا باعث نہیں یہ ایسی حکمتِ تامہ کی وجہ سے ہے تاکہ ایسے مواقع میں ان کی بزرگی وشرافت ظاہر ہو (اور حالتِ عوارض بشریہ میں ادائیگیٔ ارکان شریعت کا حکم ابلاغِ مبین سے عملی طور پر مسنون ہوکر) پوری طرح واقع ہو جائے نیز اس لیے بھی کہ لوگ ان کے معجزات وعجائبات دیکھ کر ان کو (اللہ کا بیٹا وغیرہ کہنے) کی گمراہی میں نہ پڑ جائیں مذکورہ عوارض و

تغیرات صرف ان کے اجسام بشریہ کے ساتھ ہی خاص تھے جن سے مشاکلتِ جنس کے سبب مقاومتِ بشر اور مخالطتِ بنی آدم مقصود ہے مگر باطنی حالت تو وہ اکثر ان عوارض سے منزہ ومعصوم اور ملاء اعلیٰ وملائکہ کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں آپ کے باطن روح وقلب پر (مذکورہ بالا عوارض بشریہ) قطعاً اثر انداز نہیں ہوتے نہ کوئی خلل واقع ہوتا ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان واعضاء میں کوئی نقصان آتا جس طرح دوسرے لوگوں کی وہ حالت ہو جاتی ہے۔کہ جسم کمزور قوتیں ختم جس کے باعث ان کی ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں مگر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت دوسروں کے برعکس ہے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بچپن و جوانی میں کبھی بھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھوک و پیاس کی شکایت نہ سنی، بچپن ہی سے بتوں سے نفرت اور امور جہالت سے اجتناب تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مخصوص شان سے پیدا فرمایا کہ جسم مبارک کا سورج، چاند کی روشنی میں سایہ نہ تھا اور جسم و کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھی نہ اوپر سے گزرتی اور اگر کبھی ایسا موقعہ آیا تو خاکستر ہوگئی۔کیونکہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی نیند میں ایسے حاضر القلب رہتے کہ نیند میں حدث (بے وضوگی) سے محفوظ ومعصوم تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے میرا رب سلاتا، کھلاتا، پلاتا ہے۔میں خود نہیں بھُولتا بلکہ بھُلا یا جاتا ہوں تا کہ دوسرے طریقے کو مسنون بناؤں جس کو امتی اپنا کر کے سنت کا (ثواب واجر) پائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال نزول قرآن مجید نے بیان کیا "عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم"(التوبۃ:۱۲۸) کہ امتیوں کی تکلیف ومشقت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گراں گزرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیقرار ہو جانا اس آیت کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نہایت درجہ امت کے ساتھ رافت وشفقت اور دلجوئی اور اکرام کی مہذب تعلیم وتادیب کی مسنونیت کے لیے شان کمالِ نزول کا ثبوت پایا جاتا ہے۔اور حدیث شریف کہ سب مسلمان جسد واحد ہیں کہ ایک کی تکلیف پر سب مشرق ومغرب کے مسلمان بیقرار ہو جائیں اس پر دال ہے نبی کا مقام نزول یعنی عوام کے ساتھ ملنے کا وقت ہوتا ہے۔اس وقت ظاہر اسباب کا سہارا لیتے ہیں اور عوام کو سمجھانے اور ان کی تسلی کے لیے سوال کرتے ہیں۔(نجوم الفرقان جلد ۶)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ خبریں جو نہ تو احکام سے نہ امور آخرت سے ہیں اور نہ وحی کی طرف اس کی اسناد ہے بلکہ وہ دنیاوی حالات و امور میں وارد ہیں ان میں بھی نبی کریم ﷺ کو منزہ سمجھنا واجب ہے۔آپ ﷺ کی کوئی خبر خلاف واقع ہرگز نہیں ہو سکتی۔نہ عمداً نہ غلطاً نہ سھواً۔ آپ ﷺ خوشی،غصہ،محبت،مزاج و مرض وغیرہ ہر حالت میں معصوم تھے اور سلف کا اس پر اتفاق و اجماع ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ وہ محبوب کریم ﷺ کے تمام حالات کی تصدیق میں سبقت کرتے۔آپ ﷺ کی ہر بات پر ان کو بھروسہ تھا خواہ وہ کسی معاملہ و جانب سے واقع ہو ہرگز انہیں کسی وقت بھی توقف و تردد نہ ہوتا نہ ثبوت مانگتے کہ اس میں سہو ہے یا نہیں؟ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے کفش (جوتے مبارک) اتارے تو تمام صحابہ نے اپنی جوتیاں اتار دیں آپ ﷺ نے اپنی انگوٹھی مبارک اتار دی تو تمام صحابہ نے اپنی انگوٹھیاں اتار دیں۔اگر وہ کسی فعل مبارک میں خلاف (یعنی غلطی کو ممکن) سمجھتے تو یہ انتظام نہ ہوتا۔اس لیے امور دنیا میں بھی آپ ﷺ کی طرف خلاف واقع کی نسبت کرنی جائز نہیں۔ہمارا یقینی طور پر اعتماد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال میں کسی وجہ سے بھی خلاف نہیں ہے نہ قصداً نہ بدون قصداً اور رحمت عالم ﷺ کے اخبار و آثار،،سیر و شمائل کو تو بڑے اہتمام و تفصیل سے (کتب سیرت) میں نقل کیا گیا ہے اس میں یہ کہیں نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے کسی فرمان،خبر،فعل میں وہم و شک سمجھ کر اسے غلط قرار دیا ہو۔اور اس کا تدارک کیا ہو۔

سہو اور کمزوریاں

لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ نبوت کو تھوڑے۔بہت عمد،سہو سے منزہ رکھا جائے اس لیے کہ نبوت کا مقصود تبلیغ،اخبار اور تصدیق ہے جو کچھ بھی نبی کریم ﷺ لائے ہیں اگر (اس میں سہو و عمد) کو جائز رکھا جائے تو یہ منصب نبوت کے مخالف،شک اور معجزات میں متناقض ہوگا (جو کہ بداہتہ باطل

ہے)اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ کسی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی نبی پر یہ گمان کرے کہ نبی اپنے رب جل وعلا کی صفات میں سے کسی صفت سے ناواقف ہے ۔کسی شاذ تفسیر (کتب سیر کی بعض روایات وشروح) کی طرف راغب نہیں ہونا چاہیے ۔جیسا کہ آپ ﷺ کا استغفار کرنا اور ابتدائے وحی وغیرہ کے حال میں وارد ہے ارباب باطن ومشائخ تصوف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ فہم کی غفلت وفترت سے بھی منزہ ومبرا ہیں ۔آپ ﷺ اظہار عبدیت ،عاجزی ، رغبت تعلیمِ امت یا وفور راحت وشفقت میں امت کی بخشش کے لیے استغفار فرماتے تھے ۔بشری کمزوریاں اور انسانی ناطاقتی ان تک پہنچ ہی نہیں سکتی ۔ نبی کریم ﷺ اگر چہ نوع انسان میں سے بشر ہیں اور جبلت و طبیعت پر ان باتوں کا اطلاق جائز وممکن ہے جو دیگر انسانوں کی جبلت وطبیعت پر ہوتی ہیں لیکن یقینی طور پر دلائل قاطعہ قائم ہو چکی ہیں ۔ اور کلمہ اجماع پورا ہو چکا ہے کہ وجہِ تخلیق کائنات فخر موجودات حضور رسالت مآب ﷺ عام انسانوں کی جبلت وطبیعت سے باہر ہیں ۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حبیب خدا ﷺ کے محاسن عالیہ ایسے ہیں جن میں کسب کو قطعاً دخل نہیں بلکہ وہ آپ ﷺ کی جبلت میں پیدائشی طور پر پائے جاتے ہیں کہ کوئی کمال ان کے احاطے سے باہر نہیں ۔(شفاء شریف) آپ ﷺ ہر اس آفت سے منزہ ومبرا ہیں جو قصد واختیار یا بغیر قصد واختیار کے واقع ہو کہ وہ تمام باتیں جن سے آپ ﷺ کی عیب جوئی ہوتی ہو یا آپ ﷺ کے خصائل میں سے کسی ایک خصلت میں نقصان لاحق ہوتا ہو وہ سب گالی میں شمار ہوگا اور اس کا حکم قتل ہوگا۔

معرفت کی کنہہ ادب

انبیاء علیہم السلام سے ولادت کے وقت سے ہی نہایت قوی ومضبوط آثار و اخبار ہویدا و ظاہر ہوتے ہیں وہ ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ ہوتے ہیں ۔وہ نہ صرف توحید وایمان پر ہی پرورش پاتے ہیں بلکہ معارف کے انوار اور سعادات کے الطاف کی بارشوں میں ان کی نشوونما ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی مخلوق میں علیٰ وجہ الکمال جاہ وجلال کے ساتھ ظاہر فرمایا محاسن

جمیلہ، اخلاق حمیدہ، مناصب کریمہ، فضائل عظیمہ براہین واضحہ، معجزات باہرہ و کرامات بینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید فرمائی۔ ادب ہی معرفت حقیقی کی کنہ ہے اور ادب ہی دینی دنیوی گلدستہ ہے۔ ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کی بارش ہو۔ (ملخصاً الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تفصیل کے لیے دیکھیے حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، امام عبدالواہاب شعرانی، امام مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، آفتاب گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ، علامہ سید محمود آلوسی، امام تقی الدین سبکی، علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملا معین کاشفی وغیرہ کی کتب ''الفیوضات الربانی''، ''مکتوبات مِجدد الف ثانی''، ''فتوحاتِ مکیہ'' ''الیواقیت الجواہر''، ''جواہر البحار''، ''مدارج النبوت''، ''معارج النبوت'' وغیرہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود یہ کہ بظاہر بشر ہیں جسم عنصری اور بدن رکھتے ہیں لیکن حقیقت جسمانیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگر بشروں اور انسانوں سے مختلف ہیں کیوں کہ جب لوازمِ حقیقت باعتبار حقیقت کے مختلف ہوں تو ملزومہ حقائق میں بھی باعتبار حقیقت و ماہیت کے اختلاف تسلیم کرنا لازمی ہے۔

صفت خاتم کا تعین

جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کلام قدیم میں خاتم فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازل ہی سے اس صفت کے ساتھ متصف ہیں۔۔۔۔۔مصداق اس صفت کا کب سے معین ہوا سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ابتدائے عالم امکاں سے جس قسم کا وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صفت مختصہ کیساتھ متصف ہیں۔ (انوار احمدی از علامہ محمد انوار اللہ قادری حیدر آباد)

علامہ ابو حکم محمد بن عبدالسعید سالمی کلتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے حق میں عقل کا

زوال اوراس میں قصوراورکوتاہی ممکن نہیں ہے کیونکہ نبی بالغ ہونے اوروحی کے نازل ہونے سے قبل بھی اسی طرح ہی نبی ہوتا ہے جسطرح بالغ ہونے اوروحی کے نزول کے بعد نبی ہوتا ہے اہلسنت وجماعت فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام قبل وحی انبیاء ہوتے ہیں اورمعصوم واجب العصمت اور رسول قبل وحی رسول و نبی ہوتا ہے اورمامون ہوتا ہے ایسے ہی بعد وفات دلیل اس کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قول ہے: "قال انی عبداللہ اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا"(مریم:۳۰) "واتیناہ الحکم صبیا" (مریم:۱۲) "ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل" (الانبیاء:۵۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام اورحضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے انہیں بچپن میں ہی حکمت ونبوت عطافرمادی اورمعلوم ہوکہ بچوں کو وحی نہیں ہوتی اور کتاب نہیں ملتی مگر نبی ورسول کو۔ یہ نص قطعی ہے۔بغیرتاویل وتعریض کے اوراس کاانکارکرنے والا کافرہے۔نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کس وقت نبی تھے فرمایامیں اس وقت نبی تھا کہ آدم علیہ السلام آب وگل میں تھے۔(تمہیدابوشکورسالمی)

ظاہری و باطنی علوم ومعارف کے عارف علماءاورمشائخان اہل سنت کے بیان کردہ لائق صدتحسین وتبریک نفیس ترین نظریات سے یہ بات اظہرمن الشمس ہوگئی کہ جس قادرمطلق جلا وعلا نے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بشری بغیر ماں باپ کے محض کرم و دستِ قدرت سے بنا کرحضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم بشری کو بغیروالد کے شکم مادرمیں تکمیل فرما کرکائنات والوں کو بتادیا کہ دنیاوالو یہ گمان نہ کرنا کہ میں اجتماع زوجین کے بغیریاشکم مادرکے بغیرکسی کو پیدانہیں کرسکتاایسی قدرتوں کے مالک ، خالق تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ومعظم،نظیف ونفیس ،اکرم والطف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم بشری کوباوجودوالدین کریمین رضی اللہ عنہما ہونے کے شکم مادرمیں ہرقسم کی احتیاج سے وراءکیوں نہیں پیدا فرمایا ہوگااورناف بریدہ ہونااس نظریہ کی محکم وقوی دلیل ہے کہ خالق مطلق نے شکم مادرمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور بشری کی نشوونما بغیرکسی مادہ و مادی غذا ،عناصرار بعہ وغیرہا کے سبب اور ضرورت واحتیاج کے نقص وعیب کے محض تصرف خاص اورکرشمہ قدرت سے فرمائی کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ماسوی اللہ ہرظاہری باطنی ،مرئی وغیرمرئی مخلوق وموجودات کی اصل وجہ ہے

ورنہ لازم آئے گا کہ ہر مخلوق کی پیدائش کا سبب آپ کی ذات نہیں ہے جو کہ بداہتاً بالاجماع باطل نظریہ ہے باعثِ کون و مکانِ وجہ تخلیق کائنات ﷺ کی ذات انور و الطف خلقت نوری، خلقت بشری، نبوت و رسالت، ولادت و بعثت وغیرہا تمام حیثیات و حالات میں مثال و امتثال سے پاک ومنزہ اور وراء ہے ورنہ امتناع نظیر کا عقیدہ ممکن النظیر کی زک سے نہیں بچ سکے گا جس کے دفاع کے لیے سلف وخلف بالخصوص اثرِ قرب میں شیر غراں، امام فضل حق خیر آبادی، شمشیر بے نیاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہما اللہ مرشد المسلمین، آفتاب گولڑہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے زندگیاں لگا دیں۔

اعلیحضرت بریلوی فرماتے ہیں:

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا
وہ اٹھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹادیں سب کی تعلیاں
دل و جاں کو بخشیں تسلیاں ترا نور باردوحار ہے
وہ آنکھ ان کا جو منہ تکے وہ لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لیے جھکے وہ دل جو اُن پہ نثار ہے

اللھم صلی وسلم علی سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وعلی قلبہٖ وروحہٖ وقدہٖ وبدنہٖ وجسدہٖ وجسمہٖ وہیکلہٖ وجوارحہٖ وشدفہٖ وجوانخہٖ وشعرہٖ وفرقہٖ ووفرتہٖ ولُمتہٖ وجُمتہٖ ورأسہٖ ودماغہٖ وجبھتہٖ ویفوحہٖ وعظامہٖ ومخّہٖ وجلدہٖ ومسامہٖ ولحمہٖ وشرحتہٖ وغشائہٖ و وعصبہٖ ووترہٖ

ورباطہٖ وعرقہٖ ووریدہٖ وشریانہٖ ومفصلہٖ و سرارہٖ وحاجبہٖ
وجفنہٖ وعینہٖ وانسانہٖ وبصرہٖ وملغمہٖ ولحیتہٖ و ذقنہٖ و صبیبہٖ
وسنّہٖ ولمعان اسنانہٖ ولثّتہٖ ولسانہٖ وحلقومہٖ وحلقہٖ وکظمہٖ
وعنقہٖ وعاتقہٖ وترقوتہٖ وفقرتہٖ ونخاعہٖ وجناحیہ وابطہ ومرفقہٖ
وساعدہٖ ورسغہٖ ویدہٖ وکفّہٖ واصبعہٖ وراجبتہٖ وبناتہٖ وعسنہٖ
وظفُرہٖ وظہرہٖ وضلعہٖ وصدرہٖ واذنہٖ وکبدہٖ و مرارتہٖ وطحالہٖ
ومعدتہٖ وبطنہٖ وساریقآئہٖ وحشآئہٖ وسرّہٖ ورکبہٖ واعورہٖ وقولونہٖ
وکلیتہٖ ومثانیہٖ ومغبنہٖ وانفہٖ وساقہٖ رجلہٖ ولخصتہٖ ووجہہ
وخدہٖ وشاربہٖ وشفتہٖ وحمرۃ شفتہٖ ومزاجہٖ وفعلہٖ و قوّتہٖ
وحواسّہٖ الظاہرۃ والباطنۃ وحافظتہٖ وخیالہٖ ولونہٖ وصورتہٖ
وجمالہٖ وحسنہٖ ونورہ وناظرہ وطرفتہ وبصیرتہ ورائحتہ
وعطستہ وصوتہٖ ولحنہٖ ولفظہٖ وکلمتہٖ وکلامہٖ وقولہٖ وانفاسہٖ
وسکوتہٖ وتبسمہٖ وبکآبہٖ ومشیہٖ ودمہٖ وحرکتہٖ وسکونہٖ ولعابہٖ
ودمعہٖ ونفاثتہٖ ومن راٰہ بداھۃ ھابہٗ ومن خالطہ معرفۃ احبہٗ
ویتکلم بجوامع الکلم لاینام قلبہ۔

اللھم اعطنی حبا بحب اللّٰہ وحبا بحب محمد رسول اللّٰہ

وحبا بحب جميع الانبياء اللّٰه ورسله وحبا بحب جميع فضلآء وعلمآء وخلفآء امته فاجعلنى طويل الحب فى محبتك المفرط الغالب وبمحبة حبيبك السرمدى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلمنى وصححنى ومشفيا معافا سالما من جميع الامراض الظاہر والباطن والاٰفات والمكروهاتِ فى الدنيا وآخرة واجعلنى راضيا مرضيا وصلا واصلا موصولا معيتا بمعية معية امة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان تكرمنى برؤية محمد وجميع الانبياء والصلحآء وغوثنا سيدنا عبد القادر الجيلانى۔ صلى اللّٰه عليهم وتوصلنى الى مرادى واتمم نيتى وانّ لك حقوقا فتصدق بها علىّ واختم لى بخير ونجنى من نوم الغفلين وكل قاذوراتِ البشرية ومن كل شر ينزل من السمآء ومن كل شر يخرج من تحت الارض صلوٰة وسلاما عليك سيدى يا رسول اللّٰه وعلىٰ اٰلك واصحابك سيدى يا حبيب اللّٰه بعدد انفاس الانام وحروف الكلام وعدد الساعات والايام وقطرات الغمام علىٰ الدوام الى يوم القيام فكان عين اللّٰه تحرسه فى اليقظة والمنام آمين ثم آمين

وعدد من الانس والجن والملآئكة الكرام الخوآص

والعوآم وبعدد الصلوٰۃ والصیام وعدد القعود والقیام وعدد دفع البلآء والالام والوباء والاسقام وعدد کل الارواح والاجسام والحجاج واعتمار بالحرام بعدد الغم والمغموم وبعدد کل محفوظ و المعصوم والنجم والنجوم بعدد کلہ اسرار المکتوم وشراب رخیق المختوم بعدد العدم والمعدوم وبکل حبل الورید والحلقوم۔

اللھم انی اعوذبک من حاسد ، ماکر، ساحرمن ان تریٰ حسنۃ دفنھا وان رأی سیئۃ اذاعھا والغل والغُل ومن الغلل والغُلل والغَلل ومن السحج والسحوج والحرج، والحروج ومن الھرج والمرج والمروج ومن الشین والشین والمین والھِین والھَین والغِین والغَین ومن الغلط والغیظ والغیوظ ومن الفظ والغمظ والغموظ والفاجع والفضیح والفضوح ومن سوء الادب والعَحب والعُجب ومن سوء الفم والعم والفھم ومن سوّء الغیر والضیر والمیر ومن سوء الشید والشیاد والمشیود واعوذبک من فساد الزمان وتسمیعہ وظلم المسلم وترویعہ ومن کل حاسد وتصدیعہ ومن الغرق والخرق والسرق والقتل والھدم والخسف

والزلازل والرمال والصیحۃ والفتن والصواعق والجنون والجذام والبرص واکل السبع ومیتۃ السوء وجمیع انواع البلایا فی الدنیا و الاٰخرۃ یا ارحم الرحمین۔ ومن شر ما عاذ منہ عبادک الصالحون انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ فارحمنی وارحم والدیّ واخوانی والمنتسبن الیّ وارض عنی وعن المنعمین علیّ رب انی مغلوب فانتصر وانا عبد المفتقر واجمع شملی المنتشر انک انت الرحمٰن المقتدر استجب دعائی بحرمۃ سید البشر مالک الکوثر الصلوٰۃ والسلام بلا عدد الی بعد یوم المحشر،

اللھم انی اسئلک بعزۃ اسمآئک الحسنیٰ وعظمتھا وشرفھا وکمالھا وجلالھا وسلطانھا وبرھانھا وذکرھا واُنسھا ونورھا وبحق اسرارھا وتعدادھا وکبیرھا وصغیرھا ودرجاتھا ودعواتھا وخواصھا وتاثیرھا وتفسیرھا ومعانیھا وظاھرھا وباطنھا ورسومھا وکسورھا وسطوتھا وعظمۃ جمیع اسمآئھا ان تصلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد عدد صفوف الملائکۃ وتسبیحھم وتقدیسھم

وتحمیدھم وتمجیدھم وتکبیرھم وتہلیلھم من اول الدنیا الیٰ
فنآئھا نسئلک ونتوسل الیک بالحرف الجامع لمعانی کمالک ان
ترینا وجہ نبینا وتمحومنا وجودذنوبنا بمشاھدۃ جمالک
واحفظنی من شرالشیطان والنفس الامارۃ ومن شر جمیع
العقوبات الدنیویۃ والاُخرویۃ وان ترزقنی دیناً ثابتاً ویقیناً صادقاً
و اخلاصاً کاملاً و شوقاً واشتیاقاً غالباً ورزقاً حلالاً
مبارکاً بحرمۃ جمیع اولیائک واصفیائک وبفضلک وکرمک
ورحمک وعفوک یا عفو یا غفور یا رزاق انک انت خیر الرزاقین۔

اللھم ارشدنا السر الخفی من سر سرک الخفی الخفی
الخفی الخفی مع الموحدین الواصلین وصلی اللہ علیک یا نقطۃ
مرکز جمیع التجلیات ویا عین حیاۃ الحسن الذی طارت منہ
الرشاشات فاقتسمتھا بحکم المشیئۃ الالٰھیَّۃِ جمیع المبدعات
ویا معنیٰ کتاب الحسن المطلق الذی اعتکفت فی خضرۃ جمیع
المحاسن لتقرا حروف حسنہ المقیدات ویا من ارخیت حقآئق
الکمال کلھا برفع الحجاب دون الخلق واجمعت ان لا تنظر لغیرہ
الا بہ من جمیع المکونات ویا مصب ینابیع ثجاج

الانوار السبحانیاتِ الشعشعانیات ویا من تعشقت بکمالہ جمیع المحاسن الالٰہیاتِ ویاقوتۃ الازل یا مقنا طیس الکمالات قد ایستِ العقول والفہوم والالسن وجمیع الادراکات ان تقرأ رقوم مسطور کنہا ت المحمدیۃ او تصل الی حقیقۃ مکنونات علوم ل اللّدنّیّات وکیف لا یا رسول اللّٰہ ومن لوحِ محفوظ کنہک قرء المقرّبون کلہم حقیقۃ تجلیا تک صلی اللّٰہ وسلم علیک یا زین البرایا یا من لولا ھو لم تظہر للعالم عین من الخفیات۔ (ملخصاً مجموعہ صلوٰۃ الرسول)